

فہرست المسائل القوتیہ لدفع الحیل

HL

(۹۸)

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	سبب تصنیف		
۵	فصل اول	۱۶	جواز استفتاء عن کل الصحابہ صحابہ کے زمانہ تک منحصر نہ بعد اود کے ائمہ بعد کا اتباع واجب ہونا +
۷	سائل کے سوال سے سائل کو الزام دینا اور سوال کا پلٹنا +	۱۷	مذہب جدید کا رد دہونا -
۸	قبل از و نیات صحاح شہ کے تقلید شخصی کا جاری ہونا +	۱۸	ولم یمنعنا کافرنا غیر مقلدوں کے تقریر غیر مقلدوں کا فاسق ضال و مبتدع ہونا +
	سائل کے سوال سے سائل کو انصاف ہونا اور بدلیل خیر القرون فی تقلید ائمہ اربعہ کی افضل ہونا - اور فی زمانہ کے عالم حی کی تقلید میں گمراہی ہونا	۱۹	حالت مجبوری میں فاسق کے پیچھے ناز و ست ہونا اور حالت اختیاری میں اسکو امام نکرنا بلکہ تحقیر کرنا -
۱۰	سائل کا سوال سائل پر پلٹنا اور جواب دندان شکن پانا -	۲۰	فی زمانہ مجتہد مطلق کا وجود غیر ممکن ہونا
	الاسناد من الدین الخ میں گفتگو کرنا		فصل دوم
۱۱	سبب سند کو دین سے نہ ہونا +	۲۱	نقل اشتہار مولوی محمد حسین صاحب
۱۲	متفق علی حدیث کو عمدہ ترین حدیث کے ہونے کی سند بے سند ہونا -	۲۲	جواب اشتہار بطور اصول
۱۳	سائل کا سوال سائل پر پلٹنا -	۲۳	موضوعہ سات گذارش میں -
۱۴	اجماع کا بیان مع دفع دخل	۲۴	پہلی گذارش میں سائل کے سوال کو
		۲۵	سائل پر پلٹا دینا مع وعدہ انعام +
			دوسری گذارش میں حدیث صحیح کا رد

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۳	اب ہم کو مناسب ہے کہ امام صاحب کا	۷۷	تنبیہ
	اتباع کرنا۔	۷۸	جواب اعتراض
۵۴	امام صاحب کے استنباطات کو صحیح جاننا	۷۹	عوام غیر مجتہد پر احلالائے کے تقلید -
	ان کے مقابلے میں عیروں کے طرف		واجب ہونیکا ثبوت -
	التفات نہ کرنا۔	۸۱	تنبیہ قابل حفظ
۷۷	عدم رفعدینی کا ثبوت -	۸۲	دقیقہ قابل دید
۵۶	جواب اعتراض -	۷۷	ظہر کا وقت دوشل تک باقی رہنیکا ثبوت
۷۷	دفع دخل - اور اعتراض -	۸۲	تنبیہ -
۵۸	جواب - پہر جواب اعتراض -	۸۵	جواب اعتراض قابل دید
۵۹	آثار عدم رفعدینی کا -	۸۷	مسلمانوں اور غیر جبریل عم کا نفس ایمان
۶۲	تاریخ حیات و موت طحاوی و زیلعی کی +		مسادوی ہونا -
۶۳	امام محمدؒ اور ابن تیمہ کی موت کی تاریخ	۹۱	ایمان کے دو معنی ہونا -
۶۴	متنصبین کا امام صاحب کے جوشو ثبوت	۹۲	قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونیکا ثبوت -
	عیب کو ٹھہرا جانا کر دیکھلانا - اور اپنے	۹۵	حدود کا اثبات بہہ منہد ہونا -
	گانیکے عیب کو چھپانا -	۹۷	نکاح محرم کے وطنین حد نہ لگانا مامور
۶۵	نماز میں خفیہ آمین کہنے کا ثبوت -		ہونا -
۶۹	طرز غیب لطیفہ عجیب -	۷۷	مختصر قصہ نہ احضرت ماغرہ کا -
۷۰	نماز میں زیریاف ہاتھ باندنیکا ثبوت	۱۰۰	تنبیہ سورہ اویانہ -
۷۱	دفع دخل اور انوکھی ہونی روایت ابن	۱۰۱	وہ درود کا ثبوت -
	خزیمہ کی -	۱۰۸	ایقظا
۷۱	خلف الامام مقتدیو کو قرأت نہ پڑھنیکا	۱۰۹	شرع میں تخمین کا بھی دخل ہونا -
	ثبوت -	۱۱۰	مختصر نقل پادری صاحب کی -
۷۶	جواب اعتراض -	۱۱۳	حدیث تلبین کا مناظرہ -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶	تشریح جدید ہونا - فی زمانہ حدیث صحیح تحقیقی کا	۲۰	افراط تفریط و موخین کا - اور سعادین کا
۲۷	مثل غفقا کے مفقود ہونا - ابن حجر عسقلانی کا سب قسم کے	۲۲	چھٹویں گزارش میں ایک سو ساٹھ برس کے بمشربا بخیر کا زمانہ رہنا بعد دو سو برس کے
۲۸	حدیث متواتر کے اور حدیث متواتر کا وجود ثابت ہونا - اور محدثین کا صحیح	۲۳	امام صاحب کی پیدائش ۹۱ یا ۹۰ یا ۸۰ میں امام بخاری سے کی پیدائش ۱۹۲ میں اور باقی
۲۹	وعدم صحیح کہنے کا قول امرضا فی ہونا تیسری گزارش میں امام صاحب کے	۲۴	محدثوں کے بعد دو سو کے ہونا امام صاحب کی تدوین تاریخ القرون میں واقع ہونا
۳۰	مسندہ حدیث کو صحاح کے حدیثوں سے معتبر تر جاننا کی علت -	۲۵	صحاح کی تدوینات شر القرون میں ہونا دفعہ داخل
۳۱	چوتھی گزارش میں امام صاحب کے مسندہ حدیث صحاح میں بنیاد پانچ	۲۶	ساتویں گزارش میں - اخبار احاد پر صحاح وغیرہ کے عمل کرنا بالیقین درست ہونا
۳۲	سب سے باطل سمجھنا - جمالت و بلاوت ہے اور صاحبان صحاح کا غیر عرب ہونا	۲۷	بدلائل شستی لانڈھوں نے جو کتابیں حنفیوں کے
۳۳	پانچویں گزارش میں ہر کسی کو اپنے بول بالا رہنے کا خیال ہونا -	۲۸	رومیں صحاح کی خبر احاد کے تکیہ پر لکھتی ہیں خصوصاً فتح المبین و ظفر المبین کا مردود ہونا
۳۴	امام بخاری سے کچھ حال جس سے امام صاحب سے عداوت رکھنا ثابت ہے -	۲۹	جواب اعتراض + جواب اعتراض قابل دید +
۳۵	اکثر محدثین اور مؤرخین کا شافعی ہونا ہونا مع تاریخ حیات اور موت انگلی +	۳۰	بخاری اور دیلمی کے درمیان پہلو پڑنا بخاری کا قبل ابرس کے صحیح بخاری کی
۳۶	قاعدہ جہان کعبین امرحق کو چھاپنا دلہا اسکا اقرار کرنا ضرور پڑتا ہے	۳۱	تالیف کرنا + مسلم کا ایک برس کس میں حدیث سما کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۶	ف قرأت خلف الامام کا منع ہونا	۱۶۹	میان صاحب کی دلیل سے میان صاحب کو الزام دینا -
۱۵۷	دفع دخل بوجہات شتی قابل دید	۱۷۰	احد الاقوال کے صدق سے دوسرے اقوال کا کذب لازم آنا -
۱۵۹	بلکہ قابل حفظ -	۱۷۰	وہم کہنا ابن شاہین کا خود وہم ہونا -
۱۶۰	تنبیہ قابل دید -	۱۷۱	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہم نام سیکڑوں صحابہ ہونا -
۱۶۱	اعتراض قوی -	۱۷۱	یعنی جواب شافی بدلائل قوی -
۱۶۱	جواب شافی بدلائل قوی -	۱۷۲	معیار کا تحظیہ کس خوبی سے کیا گیا دیکھو
۱۶۲	ابن طاہر کی عبارت کا تحظیہ -	۱۷۳	امام صاحب کی تابعیت کی شہادت مقبول
۱۶۳	امام صاحب کی تابعیت کی شہادت مقبول	۱۷۳	نہوئیسے کل صحاح کی حدیث بطریق اول قبول نہونا - لازم آنا -
۱۶۴	قولہ و لم یلق احدا کا بطلان -	۱۷۳	باوجود ثبوت اصحابہ بقولون کے ثبوت لکھنا حق کو ناحق جاننا -
۱۶۶	جواب سوال -	۱۷۴	قولہ و کان فی ایام ابی حنیفہ اربعہ من الصحابہ کا بطلان -
۱۶۷	تنبیہ قابل دید -	۱۷۴	امام اعظم رحمہ اللہ و امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب قبل امام ابو ثور کے مدون ہونا -
۱۶۸	ابن خلکان نواری و یافعی و ابن طاہر علی القاری کی موت کی تاریخ -	۱۷۵	ابو ثور کا زمانہ قبل صاحبان صحاح کے ہونا -
۱۶۸	اکثر حنفیوں کا بلا تدارک عبارت غیر مذہب کا نقل کرنا -	۱۷۵	مساوات بعضیہ سے مساوات کلیہ حقیقہ ثابت نہیں ہو سکتی ہے
۱۶۹	جواب شافی اعتراض قوی کا -		

صفحہ	مضون	صفحہ	مضون
۱۱۴	حدیث ثلثین کی تضعیف	۱۳۴	امام صاحب کی تابعیت کی دلائل علی وجہ انکال ثابت ہونا۔
۱۱۵	چالیس اور دہ درہ کا پانی ساوی ہونا مع مناظرہ و دیگر خوبی یا۔	۱۳۵	کتاب اصابت سے تابعیت کا ثبوت۔
۱۲۰	حدیث بی البضاۃ کی گفت و گو۔	۱۳۶	پہلے طبقہ کے صحابیوں کا ذکر۔
۱۲۱	قاضی قادری رح کے نسبت ابن حجر عسقلانی بیہقی و نائی کا بذلہ ہونا اور جواب دندان شکن پانا۔	۱۳۸	ایضا۔
فصل	سوم	۱۴۰	دوسرے طبقے کے صحابیوں کا ذکر۔
۱۲۲	گوہر علی علی گدھی صاحب کے جواب میں	۱۴۱	ایضا قابل دید۔
۱۲۵	حنفیوں کو سنت ادا کرنے والوں سے عداوت نہونا بلکہ ہوا پرستوں سے	۱۴۲	چوتھے طبقے کے صحابیوں کا ذکر۔
۱۲۷	سیوای ان چار آئمہ اربعہ کے اور دیکھی	۱۴۳	ایضا قابل دید۔
۱۲۹	تحریر و تقریر مذہب کا مٹ جانا وغیرہ	۱۴۵	تقریب التہذیب سے تابعیت کا ثبوت۔
۱۳۱	قابل دید۔	۱۴۶	طبقہ اول کے صحابیوں کا ذکر۔
۱۳۲	برجائز ائمہ اربعہ کے مقبول ہونے سے ہی باعتبار افضلیت کے امام الامۃ کی تقلید کر نیکی ذیل۔	۱۴۸	ایضا۔
۱۳۳	امام اعظم رح کے اعظم ہونے کی علت	۱۵۰	ایضا قابل دید۔
۱۳۴	سائل کے سوال سے سائل کو دم دار	۱۵۱	ایضا قابل دید۔
۱۳۵	کتاب ہونا لازم آتا۔	۱۵۲	ایضا قابل دید۔
فصل	چہارم	۱۵۳	شرح مشکوٰۃ سے تابعیت کا ثبوت۔
۱۳۶	جواب سوالات متفرقہ غیر مقلدین کے بیاں میں	۱۵۴	ایضا۔
			دفعہ داخل قابل دید۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۶	سوال دوم کا جواب قابل دید		نکاح نذین کا ثبوت
۲۰۸	سوال سوم کا جواب -	۲۹۲	اس خاتمہ میں مولوی نذیر حسین صاحب کی توبہ نامہ کا بیان -
۲۰۹	حدیث متخالفہ صحیح بخاری	۲۹۶	مولوی محمد حسین لاہوری کے خط کا جواب
۲۱۲	روایات متخالفہ صحیح مسلم		نور الانوار کے طرف سے -
۲۱۵	روایات متخالفہ ابن ماجہ	۲۹۹	اوس خط پر فقیر کا تحفہ کرنا -
۲۱۸	روایات متخالفہ تیسرے اصول	۳۰۲	نقل توبہ نامہ -
۲۲۲	روایات متخالفہ مشکوٰۃ	۳۰۴	اعتراض کرنا غیر مقلد کا اسپر اور جواب
۲۲۵	ایقان قابل دید -		پا صواب پانا -
۲۲۵	مقلدین کی بشارت -	۳۰۸	فتوٰ عمدہ قابل دید -
۲۲۶	کل صحاح غیر حنفی کی کتابت میں	۳۰۹	تحریر واعظانہ مستخرجی کے طرف سے
۲۲۸	بوجوہات شتی عمدہ دندان شکن	۳۱۰	تمنبیہ
	جواب اس نقل کا جو شوکانی نے	۳۱۲	تحریر مستخرج بجا استفتاء رضی اللہ عنہ
	نے چار سے زیادہ نکاح کرنا	۳۱۶	فتویٰ ہندی بیکہ قابل دید
	حلال لکھا -	۳۰۰	تحریر واعظانہ مستخرج کے طرف سے
۲۳۵	تمنبیہ -	۳۱۱	تقریر علماء ہر دیا قابل دید ہے
۲۳۶	بلا غدر دو وقت کی نماز کو جمع کرنا درست نہیں -		
۲۵۲	عیدین کی چہ نگاہ کا ثبوت		تمام شد فہرست مضامین
۲۵۶	سیاہیل ہی کے تقریر سے ثابت		
۲۵۶	وتر کی نماز تین رکعت نہونیکا ثبوت		
۲۵۶	مفقوہ انجری کی بی بی کو چار برس کے		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۶	مجتہد مستقل سے مجتہد منتسب مراد ہے نہ مجتہد مطلق -	۱۹۶	جو لوگ مذاہب اربعہ کے خارج ہیں ان کا بحسب حدیث متباعد و خال ہونا +
۱۷۷	امام بخاری کے شان کی گفت گو + ابطال حصر مذاہب اربعہ کے دفعیہ کی گفتگو -	۱۹۷	جس طرح سے ایمانی تصدیق بکل اجاء بہ الرسل سمیر واجب ہی اوسطی طرح سے ایمانی تصدیق بکلام الائمہ بھی واجب ہے بدلیل نصوص -
۱۸۰	معیار کا تخطیہ -	۱۹۸	جس طرح سے باجارت بہ الانبیاء پر مع اختلاف شرائع - طعن کرنا درست نہیں ہے ویرح فیما استنبطہ الائمہ پر ہی طعن درست نہیں ہے امام صاحب کے مسائل مستنبطہ کا انکار کیا وہ کافر بنا -
۱۸۱	معیار کی عبارت سے صاحب معیار کا خود الزام پانا اور بحر العلوم کی شرح کا مطلب سمجھنا - الشاچور کو تو الائمہ کی نقل لازم آنا -	۲۰۰	امام صاحب کے طاعتین وغیرہ کا کافر و فاسق وغیرہ کاک ہونا -
۱۸۲	حصر مذاہب اربعہ کے ابطال سے کل حصر اعتباری کا بطلان ثابت ہوتا ہے	۲۰۱	امام صاحب کے عدم توقیر سے اسلام خارج ہونا -
۱۸۹	بحر العلوم کے اعتقاد کی گفتگو -	۲۰۲	امام صاحب کے مقابلہ میں صاحبان صحابہ کا درجہ طالب العلم سے بھی کم ہوتا ہے +
۱۹۰	عاقل و غافل کا تفرقہ - اور بحر العلوم کی رفتار شتر بے ہمار کیسے نہیں	۲۰۳	مسلم بخاری کا شاگرد و بخاری امام احمد کا شاگرد و احمد امام شافعی کا شاگرد و شافعی امام محمد کا شاگرد و محمد امام اعظم کا شاگرد ہے اب کس کا کیا درجہ ہے +
۱۹۳	دلیل استقرائی سے حصر مذاہب اربعہ کا ثبوت -	۲۰۴	صحاح کی صحت و اعتبار بہ نسبت صاحب صحاح نہ نسبت ما قبل صحاح -
۱۹۴	دلیل خلف اور اقلیدس کے ساتویں شکل سے بھی حصر مذاہب اربعہ کا ثابت ہونا -		
۱۹۵	عربی تقریظ جو بنفہ ایک عمدہ رسالہ مستقل ہے -		
۱۹۵	انتباس سورہ کوڑت وغیرہ کا ہونا تقریظ		

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَهُوَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

اخره الله كتابه لاجواب متضمن تقليد شخصي رجاى الله العلى

غير تقليد خمس الدنيا والدين الموسوم به

ما حسن الادلة النبويه
لدفع الحيل الوهابيه

از تصديق اصل اصل عالم باطن حاج حزين تقليد راجع الى رسول تقليد

بنام مولوى محمد عبدالقادر صاحب اربعين الشمس فاضله على العالمين حيا

دربار مطبع يكابر ليسر باهتمامه الامام الدين محمد

کر کے اس جنگ کی آمادگی میں کمر بستہ باندھ کر اور دھات و قلم و کاغذ
 وغیرہ ذلک سلحوں سے مسلح ہو کر چاہتا تھا کہ مفسدون کے سروں کو
 نیزہ قلم پر دھروں۔ اور تقریرات کی تلواروں سے انھیں تہ تیغ
 کر کے میدان مار لوں۔ اور تقریرات کے گھوڑوں پر تقلید شخصی کو سوار
 کر کے مطلق العنان کر دوں۔ اور باغیوں کے فساد کے خیون کو مضامین کے باروت
 و گولے سے پھونک دوں۔ اور اس جہاد سے شریعت کے میاں کو
 لاندھبوں کے خس و خاشاک سے پاک و صاف کر لوں۔ کیونکہ حسبِ شائع
 ۵ تیغ مفسد شجرہ ایمان برید۔ ہچو غنایا ملت از عالم پرید۔
 ملت کی خرابی دیکھتا ہوں۔ لیکن کیا کروں۔ مٹی اُٹھی سے لاپارہون
 کہ ناگاہ مجھے بیماری نے آگھیرا۔ حتیٰ کہ رخصت کا لینا ضرور پڑا۔ پھر اس
 عرصہ میں مضمون ۵ جولنا اپنی فنا سمجھے وہ دکھ بھرتے نہیں۔
 ایک لڑکی نے ہماری اپنی فنا کو بقاء سمجھ کر اور کل من علیہا فان کے معنی پر
 غور کر کے قصا کی۔ پھر دوسری نے بھی بندے یا ایتھا النفس المطمئنة
 ارجع الی ربک، ارضیة مرضیہ لبیک کہہ کر وہی راہ لی چنانچہ
 جناب مولوی محمد رضا علی صاحب بنارستہ۔ ادا م مجدہ الواہب نے ایک کی
 موت میں یہ تاریخ لکھی ۵

کلی مین غمرتی فرمود رندوان۔

بتاریخ دخول بلغ فردوس

معنا۔ میں نے لیٹے لیٹے انکے سوالوں کے جواب میں یہ رسالہ لکھا۔
 اور اس کا نام۔ ما احسن الادلة القویہ۔

میں نے یہ تاریخ لکھی کہ میں نے لیٹے لیٹے انکے سوالوں کے جواب میں یہ رسالہ لکھا۔ اور اس کا نام۔ ما احسن الادلة القویہ۔

L 4339

۲۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين - والصلوة والسلام على سيد
 المرسلين وخاتمة النبيين وعلى آله الطيبين - وصحبه
 الطاهرين - والائمة المجتهدين المقبولين اجمعين -
 اما بعد واضح ولا تخ هوے کہ جب مجکو تذکرۃ المذاهب کی تصنیف سے
 فراغت حاصل ہوئی - اور بفضلہ تعالیٰ وہ کتاب عرصہ قلیل میں بہتر
 شہرون و ضلعون و دیارون و امصارون پہنچائے و ذائع ہو گئی -
 تب جس طرح سے علمائے محققین کی طرف سے مبارکبادی آنے لگی -
 اور فضلاء مدققین کی جانب سے مدحیہ چٹھی پہونچنے لگی - اسی طرح سے
 بعض غیر مقلدون کی طرف سے بھی سوالون کی گونہ میری طرف آنے لگے
 اور اعتراضون کی تلوارون کے وارہم پر پڑنے لگے - مین بھی خدا پر بھروسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول در جواب سوالات غیر مقلد دہلوی کہ نام خود را
ظاہر نہ کردہ

(۱) سوال

تقلید شخصی کی کیا تعریف ہے اس کو قرآن اور حدیث سے فرمائے؟

جواب

سورۃ ادبی معاف حضرت بڑی حسرت و افسوس کی بات ہے کہ آپ کے سوال

آپ کی جہالت و حماقت پیدا ہے۔ اور غفلت و بلامت ہویدا۔ ۵
بے کمالیہائے نادان از سخن پیدا شود پستہ بے مغرور چون لب و اندر سوا شود

سوال کرنے سے ناکرنا اچھا تھا ۵

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہ ہفتہ باشد ۵
نہ گفتی نہ در کسی باتو کار ولیکن چو گفتی دلشس بیار ۵

لدفع الحیل الوهابیہ رکھا۔ اور اسکو کئی فصلوں میں

منفصل کیا۔ خالق الانام۔ اپنے فضل و کرم و انعام سے اس گنہگار کو
افراط و تفریط و تعصب مذہبی عوام کا لبہائیم سے محفوظ و مصون رکھے۔
اور توفیق جو اب بھی با صواب کنی عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ یارب العالمین

تنبیہ میں بنگالی ہوں۔ اردو دانی پرنا زمین کر سکتا ہوں ۵

ننانوہ پسرایہ فضل خویش بدریوزہ آوردہ ام دست پیش
کہ بنگالی کا علماء ہند کے مقابلہ میں اردو میں جواب کچھ بھیجنا۔ کیسا جیسا
محل کو گلستان کی طرف اور فلفل کو ہندوستان کی طرف تحفہ لیجانا ۵

گل آورد سعادتی سو بوستان بشوخی و فلفل بہ ہندوستان
اور ہندوستان میں بنگالے کے اردو کی اتنی بقدری ہجر جتنا ختن میں شک کی

۵ ہمانا کہ دربار اسٹائٹن چو مشک است بے قیمت ہند رختن
با وجود اسکے میں نے اس رسالہ کو اردو ہی میں لکھا۔ کہ اُس میں عوام کا فائدہ منظور

تھا۔ اصلاً ہندوستانیوں کے عیب چینی کی پرواہ کی۔ اور اقلی السراج کی
نقل صاحب قاموس سے یاد رکھی۔ بلکہ امر شریعت کے اظہار میں اپنے تئیں معذور

گردانے کو بھی بہتر سمجھا۔ کہ حضرت موسیٰ عم باوجود تہلیلین کے بھی دعوت الی الحق
باز نہ رہے۔ پھر میں کیونکر بنگالیت کے عیب سے امر حق کے اظہار سے باز رہوں

کیا بمضمون حدیث الساکت من الحق شیطان اخرس چپ رہے شیطان
اخرس بنوان۔ العیاذ باللہ۔

شد غلامے کہ آپ جو آرد
آپ جو آمد و غلام بہ برد
ابن سوال آپ کا آپ پر پلٹا اسکا جواب آپ پر واجب ہوا۔ ۵
دعویٰ جو آپ کا تھا وہ برعکس ہو گیا۔

(۲) سوال

تقلید شخصی کس زمانہ سے جاری ہے؟

جواب

قبل تدوینات صحاح ستہ زمان مبشر بالخیر سے جاری ہے۔ نہین تو بخاری
و مسلم و نسائی وغیرہم رحمہم کو امام شافعی رحمہم کا مقلد ہونا کیونکر ثابت ہوتا۔
کیونکہ یہ امر تو ایچ و سیر کی کتابوں کی سیر سے دریافت نہ کیا کاشکے آپ کو انکی
تقلید کی آگاہی ہوتی۔ اور جو کتابین حنفی مذہب میں قبل تدوینات
صحاح کے مثل جامع صغیر و جامع کبیر امام محمد رحمہم کی جو شاگرد رشید امام
اعظم رحمہم اور استاد امام شافعی رحمہم کے ہیں تصنیف ہوئیں انکی خبر ملتی۔ تو بیشک
آپ کی زبان سے ایسی بات نہ نکلتی اور جو انکی تقلید کا حال دریافت کرنے کی
قدرت و علم نہین تو آپ کے سامنے بیان کرنا اس مثل کا مصداق ہونا یعنی
امر سے کہ سامنے رونما اپنی آنکھیں کھولنا ہے۔

جب آپ کو محدثین کی تقلید سے جو اظہر من الشمس اور اہین من الاس حجر
اتنی بیخبری ہجر پھر آپ کو رموز شریعت و غوامض طریقت سے کیا خبر
ہوگی ۵

تو خود می نشنوی باہنگ دہل را رموز مہر سلطان چہ دانی

کم گوی و بجز مصلحت خویش مگوے چیزے کہ نہ پسند تو از پیش مگوے
 چو مردم سخن گفت باید ہوش و گرنہ ث بن چون بہائم خموش
 کیا حضرت ! آپ کے نزدیک قرآن و حدیث - اصول منطق فلاسفہ
 و غیر ذلک کی کتابیں ہیں جنسے اشیاء کی تعریف کا ثبوت چاہتے ہیں مصرع
 برین عقل و دانش بہاید گریست - اجمی صاحب ! فقط اسمین قصص و
 احکام آہی وارکان شرعی ہیں - اسمین تقلید شخصی کی تعریف کیونکر لیگی -
 آپ کو اگر اس بات کا دعویٰ ہو تو پہلے آپ ہی حدیث صحیح یا مرفوع یا مقطوع
 یا موقوف یا مسلسل یا متفق علیہ و غیر ذلک کی تعریف جنہ پر آپ لوگوں کا
 عمل ہو قرآن و حدیث سے بیان فرمائے بلکہ فرائض و واجبات و غیرہ پر
 کی تعریف تو قرآن و حدیث سے ثابت کیجئے بعد اسکے تقلید شخصی کی تعریف
 قرآن و حدیث سے ثابت کرنا کو مجھ سے پوچھیے ۵ تم حکم ہی کہتے ہو کچھ اپنی
 بھی خبر ہو - وگرنہ مستورانا نہ برقع منہ پر ڈالکر پردہ میں محبوب رہا کیجئے -
 مردانہ مناظرہ میں منہ نہ دکھلائے کہ آخر کوننگ و ناموس کھوئیگا - اور پھر
 ہی پچھائیگا - حضرت ! آپ کا سوال کرنا نہیں مگر شیطان کی شادی
 رچانا اور وہی گلگلے یا خیالی پلاؤ پکانا ہو ۵ بہر رنگے کہ می آید شام
 وہ خیالی پلاؤ یہ ہو کہ اپنے اپنے دل میں یہ ٹھہرا رکھا ہو کہ جب مقلد تعریف
 تقلید شخصی کی قرآن و حدیث سے ثابت نہ کر سکے گیاتب آپ یہ کہہ دیکام کہ بے
 قرآنی و حدیثی بات پر عمل کرنا جائز نہیں - لیکن آپ جس ہتھیار سے اڑنے
 اڑتے تھے اسی سے ہی مارے پڑے - خوب ہی منہ کی کھائی - ۵

فی روایت خیر الناس قرنی کذا فی تحفۃ الاخیار۔ و حدیث عن عمر قال قال رسول اللہ صلعم اگر مومناں اہم خیار کہم ثلث الذین یلونہم ثلث الذین یلونہم لکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف ولا یشہد ولا یتشہد الامن سرہ بہجوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ اتھم کذا فی مشکوٰۃ۔ اور بخاری نے جو بات (لایاتی زان الا الذی بعدہ ثمرہ) ص ۱۲۱ باندھا ہوا منعکس ہوگا۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ افضل صحیح تو آپ کو مناسب ہے کہ امام شوکانی و نسائی و درسی و ابن جزری و داؤد ظاہری و اصفہانی و بخاری و ترمذی و دارقطنی و دارمی و غیر ہم رحم کی تقلید نہ فرمائے کہ وہ مَرْدے ہیں۔ نہ روافض کو مناسب ہے کہ محمد ابن یعقوب الکلبینی و ابن بابویہ و ابن مہر علی و شیخ مفید و شریف مرتضیٰ کی تحریرات پر تقلید کریں کہ یہ بھی مَرْدے ہیں۔ مگر آپ کے کل پیشواے دین انھیں بزرگواروں کی تقلید کرتے آئے ہیں اور کرتے جاتے ہیں۔ باوجود اسکے تقلید عالم حلی کو افضل کہتے پھر ہیں اور ما تقولون مالا تفعلون کا مصداق بخوبی ہوتے ہیں۔ اگر انصاف کیجیے اور اعتراف نہ فرمائے تو اس افضلیت میں بڑی قباحت لازم آتی ہے کہ کیونکہ جس عالم حلی کو آپ لوگوں نے افضل جانکر تقلید کی انھوں نے کسی کی تقلید کی یا نہ کی۔ اگر نہ کی احکام شرعی کیونکر سیکھے۔ کیا انکو نبوت ملی۔ یا وحی انہر نازل ہوئی۔ یا نفس تارہ کی تقلید کی۔ اول تو سبحان ربی اللہ العلیٰ سے منقطع ہو جاتی ہے کہ یہ۔ ان النفس الامارۃ بالسوء۔ سے مذموم و منہی عنہ ہے۔ اور اگر کسی مَرْدے کی یا زندہ کی۔ مَرْدے کی صورت میں

(۳) سوال

تقلید عالمِ حی کی افضل ہو یا مُردہ کی ؟

جواب

ہاں ! روافض کے نزدیک عالمِ حی کی تقلید مُردہ کی تقلید سے افضل ہے۔
 کما فی کتبہم قول المیت مبیٹ۔ کیا بدبو چھپانے سے چھپتی ہو
 آخر کو نکل ہی پڑتی ہو۔ کیون حضرت ! آپ کے سوال نے آپ کے
 اعتقاد مافی الضمیر کی کیسی خبر دی۔ اور مضمون۔ کل اذاء یتروح بہ
 آپ کی ظرفیت کھل گئی۔ کیون خواہ سخواہ تقیہ سے سُنی بکار تقلید و عدم تقلید
 کی بحث کرتے ہیں۔ آپ خود رافضی ہیں کہتا تک رافض کو چھپائیگا۔
 آخر کو نکل ہی پڑا۔ جس طرح سے فحی کرنے سے ماکولات مسروقہ مبطنی نکل
 پڑتے ہیں اسی طرح آپ کی مبطنی بات نکل پڑی۔ بخوبی رافضیت ثابت ہو گئی
 لیکن اپنے اپنے بندار میں بڑا ہی فساد بویا۔ یعنی بسبب موت کے المہ
 اور بعد کی تقلید سے لوگوں کو برگشتہ کرانے کو اچھا ڈھنگ نکالا بلکہ خوب ہی
 دسو کے کارنگ جایا۔ لیکن یہاں وہ گڑبہنیں کہ کھٹی بیٹھے۔ خیر جو ہو ہو
 اب میں یہ کہتا ہوں کہ مُردہ کی تقلید سے عالمِ حی فی زمانہ کی تقلید ہرگز
 افضل نہیں۔ بلکہ سراسر ضلالت و اتباع ہواے نفسانیت ہو نہیں تو
 رضامین حدیث۔ عن ابی مسعود رض۔ قال قال رسول اللہ صلی
 خیر القرون قرنی ثم الذین یلوونہم ثم الذین یلوونہم ثم سیجئی قومہ مستسبق
 شہادۃ احدہم یمینہ و یمینتہ شہادۃ اخرہ البخاری و مسلم

۹۱
تفسیر
سورہ الحج

امام اعظم رحم کی تقلید اور مدح میں موجود ہے کیونکہ اعتبار نہ ہو۔ فنعلم
مَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى - تَوَّابٌ مِّنْ يَّبْعُضٍ وَكَفَرُ يَّبْعُضٍ وَبِرَّ يُدَوِّنَ اَنْ
يَّتَّخِذُ وَاَبَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا - مَّا ثَمَّا مجرد قول ابن الممالک کو دین میں
داخل کرنا اور ان کے اُستاد کے اقوال مستندہ نصیین کو دین سے خارج سمجھنا
کیس قدر نفسانیت اور عداوت کی بات ہے۔ بضمون استفت عن نفسك
اپنے ہی نفس سے پوچھ لیجئے۔ رَجَا اِذَا كُنَّ سُنَدٌ مَّحْدُوْنٌ مَّعْتَبَرٌ فِي الدِّينِ هُوَ -
تو رحلت رسالت مآب صلعم کو دو دو بار سہ بار ہونی لازم آتی ہے العیاذ باللہ
کیونکہ متفق علیہ حدیث میں ابن عباس رض کی ایک روایت میں رسالت مآب صلعم
کی رحلت کو بسن ۳۳ ٹکڑے لکھا۔ پھر وہی ابن عباس رض کی دوسری روایت
میں ۴۵ ٹکڑے لکھا۔ پھر حضرت انس رض کی ایک روایت میں ۵۰ ٹکڑے لکھا۔ پھر انکی
دوسری روایت میں ۳۳ ٹکڑے لکھا۔ اب بتائیے ان چاروں حدیثوں
میں سے جو دو محدث معتبر نے انکو دو راوی معتبر کی طرف سے بسند رفیع
میں روایت کیا ہے۔ کون حدیث بسند صحیح صحیح ہے۔ اگر کل صحیح ہے تو ٹکڑے
رحلت کی بسند بھی بیان فرمائیے۔ اگر حضرت انس رض کی ۵۰ ٹکڑے کی روایت کو
صحیح کہیں۔ تو باقی ۴۳ و ۴۵ کی روایت کو کیا کہیں گے۔ علی ہذا القیاس اگر
حضرت ابن عباس رض کی ۴۵ کی روایت کو صحیح فرماویں تو باقی روایتوں میں
کیا ارشاد کیجیگا۔ باطل تو نہیں کہہ سکتے ہیں کہ اپنے سند کو دین قرار دے
لکھا ہے۔ نہ کل کی حقیقت کا اقرار کر سکتے ہیں۔ کہ تکرار رحلت کی لازم آتی ہے
فَمَاذَا يَقُولُونَ يَا أَيُّهَا الْمَعَانَا وَنَ فُلُوْا مَوَا الْفَسْكَمَ وَلَا لَوْ مَوَا غَيْرَ

تو بقول آپ لوگوں کے افضلیت جانی رہتی ہے۔ اور زندہ کی صورت میں وہی
 اوپر کی قباحت سے متسلل لازم آتی ہے۔ بہر صورت آپ کے سوال پر ضلال کا
 زوال ہے۔ نہ اسکی افضلیت پر کسی المہ وغیرہ کا مقال مان یہ فقط رافضی لٹل
 سرگرد و غیر مقلدین کا قیل و قال ہے۔ کیونکہ ہوا کی سرشت کا یہی خصال ہے۔
 دہشتہ کہ تلخ ہست اور امشست گرش در نشانی بباغ بہشت
 وراز جوے خلش بہنگام آب بہ بیخ انگبین زیری و شہناب
 سر انجام گو ہر بکار آورد ہماں میوہ تلخ بار آورد

(۴) سوال

تقلید کا واجب ہونا ایک مسئلہ ہے فرمائے امام صاحب وجوب کے قائل
 ہیں یا نہیں۔ اگر قائل ہیں تو کس کتاب میں ہے اسکے سد بیان فرمائے؟
 جواب

اس سوال کا جواب ہمارے اس سوال کے جواب پر موقوف ہے کہ سند
 محدثین کی سند ہونا ایک مسئلہ ہے فرمائے تو کسی شارح نے اس سند کو مستند
 گردانا ہے یا نہیں اگر گردانا ہے تو اسکی سند بیان کیجیے۔ اگر آپ یہ فرمادیں کہ
 عبد اللہ ابن المبارک نے یقولہ (الاسناد من الدین ولولا الاسناد
 لقال من شاء ما شاء حکذا فی مقدمۃ المسلم) سند کو دین سے گردانا ہے تو اسکا
 جواب کئی وجہ سے دو ٹوکا اولاً ابن مبارک رحمہ جو شاگرد امام اعظم رحمہ ہیں
 شارح نہیں کلام میرا شارح کے سند گردانے میں ہے۔ ثانیاً اگر قول ابن المبارک
 کو سند کے سند ہونے میں ہناو اور اعتبار ہو تو پھر انکے قول کو جو اپنے استاد

اگر سنیے آپ لوگ خدا و رسول ہی کے قول پر عمل کرنے کا اودھا کرتے ہیں۔
 اور فقہ و اصول پر عمل کرنے کو ضلالت سمجھتے ہیں۔ ایسے میں آپ لوگوں کی
 خدمتوں میں گزارش کرنا ہوں۔ کہ متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم کی
 اتفاق کی ہوئی حدیثوں کو عمدہ ترین حدیثوں کا ہونا ایک مسئلہ ہی قرار
 تو یہ قول خدا کا یا رسول خدا کا ہی یا کسی صحابی کا یا کسی تابعی کا یا کسی شیخ
 تابعی کا یا کسی مجتہد کا یا خود صاحب صحیحین کا ہو۔ اگر خدا و رسول کا ہی تو
 اسکی سند بیان فرمائے۔ نہیں تو عمل بالحدیث والقرآن کا دعویٰ
 چھوڑیے۔ خواہ نحوہ شرک کا الزام اپنے پر التزام نہ کیجیے۔ اور اگر
 باقی بزرگوں سے کسی کا بھی قول ہو۔ تو اسکی سند بیان کیجیے۔
 نہیں تو اس پر عمل کرنے کو فقہ و اصول کے عمل کرنے سے بدتر ضلالت سمجھیے۔
 ہم الزام اُنکو دیتے تھے کہ وہ اپنا بخل آیا۔

ای حضرت! تقلید کا واجب ہونا تو امر نصیٰ ہی۔ امام صاحب کے
 قائل ہونے یا نہ ہونے پر کچھ موقوف نہیں۔ یہ امر فقط تذکرۃ المذہب
 کے مقصد ثانی کے ملاحظہ سے معلوم ہو جائیگا۔ دوسری کتاب کی
 حاجت و ضرورت نہیں رہیگی۔

ایک حرف بس بہت گر شعورست ورنہ چو چراغ پیش کو رست

(۵) سوال

تقلید کے وجوب کا آپ لوگوں کو عمل ہی یہ تو فرمائی وہ کس کا
 قول ہی اور کس کے قول پر عمل ہی؟

مین نے اس بحث کو اچھی طرح سے تذکرۃ المذہب کے صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے۔
 اگر جی چاہے دیکھ لیجے۔ خامساً۔ ابن المبارک رحمہ کے قول سے کل محدثین
 کی سند کو دین سے ہونا نہ سمجھنا چاہیے۔ اگر سب سندین دین سے
 ہوتیں۔ تو کل احادیث موضوعات مستندہ کو دین سے ہونا لازم آتا۔
 بلکہ جو سند ابن المبارک کے زمانہ کے ساتھ مختص تھی۔ البتہ وہ سند
 سند شرعی تھی۔ نہ ہر کہ وہ کی سند شرعی ہی۔ کما زعمتم۔ کیونکہ
 سند کی بنا جب ہوئی کہ لوگ حدیثین وضع کرنے لگے۔ نہیں تو ضرورت
 نہ تھی۔ چنانچہ ابن سرین کے قول سے جو مقدمہ صحیح مسلم میں ہے یہ بات ظاہر

ہے۔ عن ابن سرین قال لم یکنوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت
 الفتنۃ قالوا استموا لنا رجالکم فینظر الی اهل السنۃ فیؤخذ

حدیثہم ویبظر الی اهل البدع فلا یؤخذ حدیثہم۔

یہم جب سندین بھی وضع ہونے لگیں تو کلیت (الاسناد من الدین)

کی باطل ہو گئی۔ اور ضلالت آگئی۔ کیونکہ اسناد پرستی کا نتیجہ اس تین

حال سے خالی نہیں حدیث کا حدیث ہونا۔ حدیث کا حدیث نہ ہونا۔ غیر

حدیث کا حدیث نہ ہونا۔ البتہ صورت اول میں تو موجب ہدایت ہی مگر وجود

اسکا اشتداد شد و ہر اور صورت ثانی و ثالث میں بالکل ضلالت ہی ضلالت ہے

حضرت دور کیوں جاتے ہو۔ اسی روایات مذکورہ میں غور کیجیے گا۔ تو

تا یہ رحلت و ولادت کی ضلالت سے غیر حدیث کو حدیث اور حدیث کو

غیر حدیث ہونا لازم آجائیگا۔ خذ ہذا۔

جواب

جواب اسکا بھی تذکرہ کے ۶۰۷ صفحہ میں دیکھیے یعنی اجماع امور شرعیہ میں
فائدہ یقین و قطعی کا دیتا ہے۔ پروہ کئی قسموں پر منقسم ہوتا ہے۔ جب
ہر ایک کا متفاوت ہے۔ انہیں سے قوتیہ اجماع صحابہ رض کا ہے۔ جیسا حضرت
ابوبکر صدیق رض کی خلافت پر صحابہ کا اجماع منعقد ہوا ہے۔ اور آپ کے اجماع
سے اجماع صحابہ ٹوٹ نہیں سکتا ہے۔ جیسا روافض کے انکار سے
اجماع مذکور نہیں ٹوٹا۔ نہ خوارج کے قول سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی فضیلت کا زوال ہوا۔ لیکن اس تقریر سے آپ اپنے دل میں یہ
نہ سمجھے۔ نہ شیطان کے اس وسوسہ کو دخل دیجیے۔ کہ جب مضمون

اجماع الصحابہ علی ان من استفتی ابابکر و عمر فله ان يستفتی ابابکر
و معاذ بن جبل و غیرہا لما قالہ البعض۔ اجماع صحابہ پر منعقد
ہو چکا ہے کہ جو کوئی استفتا کرے ابوبکر و عمر رض سے اسکو جائز ہے ابوبکر
و معاذ بن جبل سے استفتا کرے۔ تب ہر استفتی کو جائز ہے کہ جس کسی کو
چاہے اُس سے استفتا کرے۔ پھر خصوصیت استفتا مذہب واحد کی کیا
ضرورت ہے۔ کیونکہ اولاً غیر صحابی کو صحابہ کی برابر سمجھنا قیاس مع الفارق
پر عمل کرنا ہے۔ لیس مستنری الاملاک کشرع الافلاک ۵
چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۵ کمان راجہ بھوج کمان گنگا تیلی۔

ثانیاً فہ ان يستفتی ابانہریرہ اتم اس صورت میں کہ جس صورت میں فتویٰ میں
شیخین کی مخالفت نہوا اتحاد ہو۔ اس بحث کو تذکرہ کے صفحہ ۸۲ ۳ میں

جواب

جواب اسکا بھی ہمارے اس سوال کے جواب پر موقوف ہے کہ صحاح ستہ کی صحت پر آپ لوگوں کا اعتقاد ہے۔ یہ تو فرمائے کہ رسول صلعم انکی صحت کے قائل تھے یا نہیں؟ اگر قائل تھے تو کس کتاب میں ہے؟ سند اسکی بیان فرمائے۔ اگر قائل نہیں تھے تو وہ کس کا قول ہے اور کس کے قول پر عمل ہے؟ اگر تذکرۃ المذاہب کے ۵۸۰-۱ اور ۶۶۱-صفحہ پر نظر فرمائے تو بخوبی اسکی صحت و عدم صحت کا حال دریافت ہو جائیگا۔

اور سنئے۔ عدم وجوب تقلید پر آپ لوگوں کو عمل ہے یہ تو فرمائے وہ کس کا قول ہے اور کس کے قول پر عمل ہے؟

(۶) سوال

اجماع کی کیا تعریف ہے؟

جواب

اجماع کی تعریف ہمارے اصول کی کتابوں میں موجود ہے۔ عیان را

چہ بیان

گر نہ بنید بروز شیرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ
تا ہم اگر اسکے سمجھنے میں وقت ہو تو تذکرہ کے ۶۰۳ صفحہ پر نظر کیجئے۔

(۷) سوال

صحابہ رضوان اللہ کا اجماع کیا ہے؟ اور صحابہ کا اجماع آپ کے اجماع سے

ٹوٹ سکتا ہے یا نہیں؟

آپ نے اپنے دل میں تصور کیا تھا۔ کہ اگر مجیب درست کہیگا تو ہمارا مذہب
جدا بیہودہ ہوگا۔ اور اگر مردود کہیگا۔ تو مذاہب اربعہ مردود ہوگا۔
اگر ابا مگر نزویج کردند ازیشان بچہ نشد کاشکے نام

حضرت مذاہب اربعہ تو برعایت ضمنون الاقرب فالاقرب۔ زمان ہمیشہ
بانیخیزین نمودین ہوئے ہیں جیسا دوسرے سوال کے جواب میں گزرا۔ تب
مردود کے لفظ کا انپر اطلاق نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہاں ایک مذہب جس پر
البتہ مردود ہے۔ حضرت آپ کی ناخوشی کی مار آپ پر پڑی۔ کیون نہوا سہما
پر شکوکے سے منہ پر ملتا ہے۔

بر بلند ان سخن بسوی خود است تف بسوی فلک بروی خود است

(۱۰) سوال

جو منسوب بوہابی ہیں وہ لوگ مسلمان ہیں یا کافر اگر کافر ہیں تو کیوں
ہو اگر مسلمان ہیں تو فاسق ہیں یا فاجر اگر فاسق یا فاجر ہیں تو کیوں؟

جواب

وہابیوں کا کافر ہونا یا نہ ہونا بمضمون استفت عن نفسک آپ لوگ
اپنے دلوں سے پوچھیے۔ وہ خود کافر کا فتویٰ دینگے۔ کیونکہ جب آپ
لوگ خفیون کو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہونے کے سبب سے
کافر بولتے ہیں تب اسی دلیل سے وہابیوں کو عبد الوہاب کی طرف منسوب
ہونے میں بطریق اولیٰ کافر کیوں نہ کہیں گے۔ لیکن میں انکو بدلیل دخلو
اخذ من کل مذہب مباحہ صار فاسقاً تاماً (کما فی الکشف

نظر کیجیے۔ مثالاً چو از استفتا بحديث - اصحابی کا لجنوم بایہم
 اقتدیثہم ابتدئہم۔ صحابہ کے زمانہ تک منحصر تھا کہ باعث قرب
 زمان رسالت مآب صلعم کے فتنہ و فساد کا دخل بشریعت میں نہیں پایا جاتا تھا
 اب بسبب وضع وضاعین و نفاق منافقین و عناد معاندین کے وہ
 خصوصیت قول صحابہ کی باقی نہ رہی۔ اضلال مضلین کی مداخلت ہو گئی
 اس لیے محققوں نے عوام کو صحابہ کی تقلید کرنے سے باز رکھا اور انہیں
 ائمہ اربعہ کا اتباع واجب کیا۔ چنانچہ اسکی دلیل بھی تذکرہ مذکور کے
 ۹۶ و ۷۰۴ و ۷۲۵ صفحہ میں مندرج ہے۔

(۸) سوال

یہ چار مذہب جو قائم ہیں وہ کب قائم ہوئے ہیں؟

جواب

دوسرے سوال کا جواب عین اسکا جواب ہے۔

(۹) سوال

جو امر دینی کہ بعد از منہ بشر کے قائم ہوا ہے وہ کیا ہے آیا درست ہے یا مردود؟

جواب

آپ نے امر مطلق کو جب دین کے ساتھ مقید کیا۔ اور اپنی زبان سے
 امر دینی کا اقرار کیا۔ پھر وہ کیونکر مردود ہو گا۔ واہ کیا تنکے سی
 بات سے پہاڑ کا سامنا طے اڑ گیا۔ ۵

از محیط فضل زیبا گوہر سے آمد پدید۔ ہر ہر شرع روشن اختر سے آمد پدید۔

جو مسلمان فاسق ہیں انکی امامت درست ہے یا نہیں ؟

جواب

اگرچہ اس عبارت ہدایہ سے۔ یکہ تقدیم العبد (تا) والفاسق (تا)

و ان تقدّموا جاز لقوله صلعم۔ صلوا خلف کل پر وفاجر۔ فاسق کی

امامت مع الکراہتہ درست ہے حالت مجبوری میں۔ جیسے حجاج کی امامت

صحابہ کبار کے واسطے حالت مجبوری میں درست ہوئی۔ اور مور و حدیث

صلو خلف کل پر وفاجر۔ کما یہی حالت مجبوری ہے۔ ورنہ بخاری میں

یہ عبارت قال الزہری لا نری ان یصلی خلف المتحت الا

من ضرورۃ کا بد منہا۔ نہیں لکھی جاتی۔ نہ کشف الغمہ میں یہ عبارت

وکان الصحابة رض یصلون خلف الحجاج وکف به جائزا

(تا) وهذا کله اذ خیف الفتنة من ترک الصلوة خلف

ذلك الامام و الا فتد کان رسول الله صلعم کثیرا ما یقول

اجعلوا ائمتکم خیارا کد فانعم و افدکم فیما بینکم و

بین ربکم۔ ترقیم پائی۔ کہیں حالت اختیاری میں حدیث میں

صلی خلف عالم کہے فاما صلی خلف نبی کذا فی الہدایہ

اور حدیث کان صلعم کثیرا ما یقول اجعلوا ائمتکم خیارا

پر عمل کرنا چاہیے۔ نہ فاسق یا بدعتی کو رضا و رغبت سے امام بنانا چاہیے

کیونکہ اسکی امامت سے تعظیم سکی لازم ہوتی ہے۔ اور تعظیم و تکریم فاسق

کی درست نہیں۔ بلکہ حسب شرع اہانت لازم ہے۔ اسلئے شرح منہج سجاد

والجامع مع الرموز والطحاوی۔ اور بدلیل (ہنفہ) انتقل الی
 مذهب المشافعی قال فخر الدین محمود بن محمد (الرازمی) مرو
 عامی است ساقط القول وشہادۃ شود و اگر ازاہل علم است مبتدع و ثانی
 گرد و کذا فی جواهر البیضاوی) فاسق و مبتدع و ضال سمجھتا ہوں اور
 بحديث قال رسول صلعم من وقر صاحب بدعة فقد انا
 علی ہدم ما کلا سلام رواہ الیہقی کذا فی مشکوٰۃ۔ انکی توفیر
 نہیں کرتا ہوں۔ لیکن کافر بولنے میں ڈرتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے مذہب
 میں ان حدیثوں کے مطابق۔ قال رسول اللہ صلعم لا یرے
 رجل رجلا یا لافسقا والکفر لا روت علیہ ان لم یکن صاحبہ
 کذا لک اخرجہ البخاری وغیرہ وقال رسول اللہ صلعم للی
 المؤمن لبطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذی اخرجہ الترمذی
 بڑی احتیاط سے جملہ پٹ پر کسی کو کافر نہیں کہا جاتا ہے۔ دیکھیے انکے بھائی
 کہ عمل یا حدیث ہو کہ یا آپ کو۔ غیر مقلدون کو عمل یا حدیث کا دعویٰ
 کرتا کیا جیسا خوارج و روافض کو حقیقت مذہب کا دعویٰ بہرنا۔
 نہ کہ بلکہ زن فحشہ کو فسق و عصمت کا دعویٰ کرنا اور زن مخدرہ وغیرہ
 پر زنا کا بہتان لگانا۔ یہ اپنے گریبان میں تو منہ و ڈالکر نہیں دیکھتے
 دوسروں پر طعن کرتے ہیں۔

اپنی فحشیتوں پر انہیں کچھ نہیں نظر اندھ ہیں خود پر اوروں کو جاننا ہے

(۱۱) سوال

ہو جائیگا۔ ایسے علمائے کرام اور فضلاء عظام نے لکھا ہے کہ بعد
 قرن ثالث یا رابع کے اجتہاد کا درجہ مسدود ہو گیا اور جن جن
 بزرگوں نے عدم استدعا کا دعویٰ کیا بہتیرا زور مارا۔ مگر ایک مسئلہ
 بھی اُن سے استنباط نہیں ہوا۔ بالآخر عاجز ہو کر دنیا سے کوچ کیا۔ چنانچہ امام
 شعرانی شافعی اپنے میزان میں لکھتے ہیں وقد قال بعض صحابہ الناس
 الان يصلون الى ذلك من طريق الكشف فقط لا من طريق
 النظر والاستدلال فان ذلك مقام لم يدعه احد
 بعد الانبياء اذ لا انما محمد بن حبيب ولم يسلوا له
 ذلك كما هو جميع من ادعى الاجتهاد المطلق انما مراده
 المطلق المنتسب الذي لا يخرج عن قواعد امامه كابن
 القاسم واصبغ مع مالك وحمد والی يوسف مع ابی حنيفة
 وكما المزني والربيع مع الشافعي اذ ليس في قوة احد بعد
 النبي الاربعة ان يتكروا الاحكام ويستخرجوها من الكتاب
 والسنة فيما تعلموا بدأ ومن ادعى ذلك قلنا له فاستخرج
 لنا شيئاً لم يسبق لاحد من الائمة استخراجاً فانه
 يعجز فقط

اسی طرح کی بہت سی دہلیں تذکرہ میں مندرج ہیں دیکھ لیجئے۔

(۱۳) سوال

اگر اس وقت کوئی مجتہد ہوے تو اسکی پیروی درست ہے یا نہیں اگر درست

وغیرہ میں حدیث - لایوٹن فاجرا مونٹا منقول ہے۔ اور ابراہیم بن سیرہ
سے مشکوٰۃ^۲ میں یہ روایت قال قال رسول صلعم من وقد سب
بدعة فقد اعان علی ہدم کلاسلام رواہ البیہقی مشورہ۔
اور طحاوی وغیرہ میں یہ عبارت اما الفاسق العالم فلا یقدم ان
فی تقدیمہ تعظیہ۔ وقد وجب علیہما اہانتہ شرعاً
ومفادہ کراہۃ التحریم فی تقدیمہ مسطور ہے۔ اگر آپ نے
بلحاظ رفض کے یہ سوال کیا ہے تو اسکا جواب تحفہ اثنا عشریہ میں پائیگا۔

سوال (۱۲)

اب کوئی مجتہد ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہو سکتا ہے تو کیوں ؟

جواب

اگرچہ مجتہد ہونا اس زمانہ میں عقلاً و شرعاً ممنوع نہیں مگر تجربہ و عاقل
غیر ممکن ہے کیونکہ لامحالہ مدار اجتہاد کما کتب ستر القرون پر ہوگا اور ان
کتالوں کی خرابی حدیث خیر القرون قرنی تم الذین یونہم ثم الذین ابوہم
ثم ابی قوم سبقت شہادۃ احدہم بیئہ و بیئہ شہادۃ و فی روایۃ ثم
بیئہ الکذب و فی روایۃ ثم لیفتنوا الکذب و فی روایۃ ثم یحلفون و اما
لیتحلفون و فی روایۃ ثم یشہد و ان و لایستشہد و ان کذا فی البخاری
والمسلم و مشکوٰۃ و تحفۃ الاحیاء و غیر ذلک سے ظاہر ہے۔ پھر جو مسائل
اسے استنباط کیے جائینگے۔ ضرور کذب و ہمتان سے مخلوط و متلطیف ہو
تیب کذب و ہمتان کا نام شرع ٹھہرے گا۔ اور شرع مثل عقائد کے ناپید

سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا۔ خامسا آنحضرت یا بار تعالیٰ کا
 کسی شخص پر کسی امام کی ائمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا۔ سادسا
 اب تک کا وقت دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہتا سا لجا عام مسلمانوں کا ایمان
 اور پیغمبروں اور جبرائیل کا مساوی ہونا۔ ثامنا قضا کا ظاہر و باطن
 ناقد ہونا۔ تشریح مثلاً کسی شخص نے ناحق کسی کی جو روک دعوئی
 کیا ہو کہ یہ میری جو روک ہو اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے
 مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اُسکو ملجا دے تو وہ عورت مجب ظاہر
 بھی اوسکی بی بی ہو اور اُس سے صحبت کرنا بھی اُسکو حلال ہو تا سعا
 جو شخص محرمات ابدیہ جیسے مان یا بہن سے نکاح کر کے اُس سے صحبت
 کر لے تو اُس پر حد شرعی جو قرآن یا حدیث میں وارد ہو نہ لگانا عشر
 متحد یہ آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو وہ درود سے کرنا۔
 ثنیمہ ان مسائل کی احادیث کے تلاش کرنے کے واسطے میں
 ان صاحبوں کو اس قدر مہلت دیتا ہوں جس قدر یہ چاہیں زیادہ مہلت
 میں اُنکو بھی گنجائش ہو کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیوں سے بدولہن۔
 المشترا بوسعید محمد حسین لاہوری

الجواب

جناب مشہر صاحب ایک مسألون کے جواب میں اور یہ کئی گذارشیں
 پیش کرتا ہوں۔ بعد اسکے جواب صاف صاف بھی لکھتا ہوں۔ اور

۴
 ص ۴
 ص ۴
 ص ۴

بحر تو کیوں نہیں درست ہو تو کیوں ؟

جواب

اگر غرض ماننا کوئی اجتہاد کا دعویٰ کرے بارعین سوال کے جواب سے پیروی اسکی درست نہیں۔ فقط فقط تذا

فصل دوم بحواب سوالات این شہار مولوی محمد حسین لاہوری (نقل اشتہار جنبہ)

بین مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسماعیل صاحب ساکنان ہلیہ وال اور جو انکے ساتھ طالب علم ہیں جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیار پوری و میان نظام الدین صاحب و میان عبدالرحمن صاحب وغیرہ یعنی جماعہ خفیہان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیا ہون کہ اگر ان لوگوں سے کوئی صاحب مسائل ذیل میں کوئی آیت یا حدیث صحیح جبکی صحت میں کسی کو کام نہوا و ردہ اس مسئلہ میں جسکے لیے پیش کیا ہے نص صریح قطعی الدلالہ ہو پیش کریں تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت اور حدیث کہ بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دوں گا۔

اولاً رفیع الدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے ثانیاً آنحضرت کا نماز میں خفیہ امین کہنا۔ ثالثاً آنحضرت کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا۔ رابعاً آنحضرت کا مقتدیوں کو

پیش
پیش
پیش
پیش
پیش

تنبیہ ان مسائل کی آیات و احادیث کی تلاش کرنے کے واسطے میں بھی آپ صاحبون کو اس قدر مہلت دیتا ہوں جس قدر آپ چاہیں زیادہ مہلت میں بھی آپ لوگوں کو گنجائش ہے کہ جس میں آپ لوگ اپنے ہم مذہبی بھائیوں سے مدد لیں۔ مگر ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ آپ لوگ حشر تک جواب اسکا دے سکیں۔ اور الغامض کے مستحق ہوں کیونکہ جس مسئلہ میں جس حدیث کو آپ دلیل لاؤ گئے۔ ہم اسکا معارض ایسا لاؤ گئے جس سے آپ کے مسائل کا جواب باصواب بھی بخوبی ہو سکے۔ اور بیک کر شتمہ دو کارنل آوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے معارض حدیثوں پر مطلع ہو گئے۔ اگرچہ آپ اس وقت اپنے ایفاء وعدہ سے منکر جاؤ گئے۔ اور الکریم اذا وعد۔ وفا سے منہ موڑ گئے۔ لیکن مقلدین دین متین اس اظہار و تبیین سے فائدہ اٹھاؤ گئے۔ اور آپ کی دھوکا دہی کو ناظر جاؤ گئے۔ اور مبضمون حتیٰ یبیز الخبیث من الضیّب حق و باطل کو خوب طرح سے دریافت کر لینگے۔ دوسری یہ ہے کہ آپ نے جو حدیث صحیح کی قید لگائی۔ گویا یہ فقط دھوکے کی ٹیٹی حمقا کی ہدایت پر دھردی ہے۔ نہیں تو وہ الزام ہے یعنی مقلدین کے واسطے مفید نہیں۔ کہ اعتبار اس صحت کا جو علمائے متاخرین غیر خیر القرونی نے بمقابلہ آئمہ اربعہ خیر القرونی کیا ہے۔ محض تشریح جدید ہے۔ نہ وہ رشید ہے۔ نہ سدید۔ نہ یقین کے لیے مفید۔ نہ معارض اسکا نا پید۔ کیونکہ حدیث صحیح سے کیا مراد

اور توقع انصاف کا رکھتا ہوں۔ تم کہو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر نہ۔
 خیر لو صاحب میں بھی آئیوں بلکہ کل لاندہ ہوں اور جمیع غیر مقلدوں کو بطور
 اشتہار دینا ہوں کہ اگر آپ لوگوں سے کوئی صاحب مسائل مصرح
 الذیل کو (جو بعینہ نقیض مسائل اشتہار آپ کے ہیں یعنی جسکی صحت پر آپ
 نازاں ہیں) کوئی آیت غیر معارضہ سے یا اس حدیث سے جسکی صحت تحقیقی
 ہو قطعاً منع ہو اور اسکی مخالفت پر دوسری حدیث وارد نہ ہو۔ نہ کوئی آیت اسی معارضہ
 ہو۔ یعنی نہ مصرح صحیح قطع الدلالہ سے ثابت کریں۔ تو ہر مسئلہ کے عوض
 بنائیں رہیں یہ بطور العام دو گنا **اولاً** موت تک رفیعہ میں کرنا آخرت
 صلعم کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے پہلے جانے کہ۔ **ثانیاً**
 آنحضرت صلعم کا تہ زمین خفیہ کہنا۔ **ثالثاً** آنحضرت صلعم کا ناز
 میں زیر ناف ہاتھ نہ باندھنا۔ **رابعاً** آنحضرت صلعم کا مقتدیوں کو
 سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع نہ کرنا **خامساً** آنحضرت صلعم یا بارگاہ
 کا کسی شخص پر کسی امام کی آئمہ اربعہ سے تقلید کو منع کرنا **سادساً**
 ظہر کا وقت دوسرے مثل کے آخر تک باقی نہ رہنا۔ **سابعاً** نفس امارت
 عام الملائون اور پیغمبروں اور جبریل علیہ السلام کا مساوی نہونا۔
ثامناً قضا کا ظاہر و باطن نافذ نہونا۔ **تاسعاً** جو شخص محرمات اہلیہ
 جیسے ماں یا بہن سے نکاح کر کے اس سے صحبت کر لے ایسے واقع خاص
 میں اسکو قتل نہ کر کے اُسپر حد شرعی جو قرآن یا حدیث میں وارد نہ ہو لگانا۔
عاشراً اتحاد آب کثیر جو وقوع نجاست سے پیدا ہو وہ درود سے

وغیر ذلک لکھ گئے۔ اور بقولہ تعالیٰ ان ہی الا اسماء سمیتوہا
 انتہو اباحہ اپنے اپنے قسمیہ پر جھگڑتے ہوئے مر گئے۔
 اور بقولہ تعالیٰ ان یتبعون الا الظن و ما تقویٰ الا النفس
 اپنی اپنی خواہش نفس اور گمان سے بہت کچھ تحریر فرما گئے۔
 کیا حضرت آپ ایسی صحت ادعائیہ اضافیہ پر رازان ہیں۔ وہ تو خاتم
 ساز بات ہے۔ امر شرعی نہیں۔ نہ حکم شارع اُسیہ ناطق ہے۔
 حضرت جب آپ فقہ و اصول کو جو زمانہ مبشر بالآخر میں قبل تدوینات
 صحاح کے تدوین ہوئیں امر بدعی کہتے ہیں۔ امر شرعی میں نہیں گنتے
 ہیں۔ تو ہم کہ اس خانہ ساز بات کو امر شرعی میں شمار کرنے سے مجبور ہوئے
 خیر بالفرض یمن کہتا ہوں کہ اگر وہ امر شرعی بھی ہو تب بھی مضیہ مطلب
 نہیں۔ کیونکہ میں پوچھتا ہوں کہ کُل محدثین کی سند متصل کے اعتبار کے
 نام کو حدیث صحیح کہتے ہیں۔ یا بعض کی۔ یا آپ کی یا آپ کے مقتدا کی خواہش
 نفس کے نام کو۔ صورت اول میں تو ہر اتفاق محال۔ کہ ہمیشہ سے محدثین
 کی مخالفت نہ لڑ وال۔ صورت ثانیہ میں صحت و عدم صحت کا ہر احتمال
 اور اذا جاء الاحتمال بطل الا استدلال سے بطلان
 استدلال میں ہی اسکے قیل و قال۔ پھر اسکی صحت یقین میں کونسا
 ہجو مقال۔ صورت ثالثہ کا مال ہی تو ہر محال۔ اسکے اتباع میں عذاب
 کا ہر احتمال۔ کہ ان النفس الا ماسرۃ بالسوء ہر اس پر وال
 حضرت صورت اول و ثالث کو تو بالاسے طاق رکھ چھوڑیے۔ صورت

ہے۔ خالص حدیث رسول صلعم کا مراد ہے۔ یا حدیث مصححہ صحیحین غیر
 خیر القرون۔ اول توفی زما تامل غفلت کے مفقود ہے۔ مصداق
 اسکا بالیقین پر وہ زمین میں غیر موجود ہے۔ اگر بالیقین ثبوت ہوتا
 ہرگز ہر آئمہ بین المحدثین اختلاف نہوتا۔ نہ محدثین کو حدیث کی نسبت
 صحیح و سقم و رطب و یابس وغیر ذلک۔ کہنے کی طاقت ہوتی۔ نہ اسکی
 نوبت پہنچتی۔ نہ کسی کو انکار کی صورت ملتی۔ نہ ابن حجر عسقلانی شافعی
 کی طرف سے سجنۃ الفکر میں یہ عبارت ترقیم پاتی۔ الخیر امکیون
 له طرق بلا عدد معین او مع حصر بہا فوق الاثنین
 او بہما او لواحد فالاول وهو المتواتر وهو المفید للعلم
 البقینی بشرطہ والثانی هو المستہور والثالث الغریز
 ولیس شرطاً للصحیح خلافاً لمن زعمہ والرابع الغریب
 وکلہا سوی الاول احاد و فیہا المقبول والمردود والمتوقف
 الاستدلال علی البحت عن احوالہ و التبادون الاول الم
 نہ ابن صلاح کا قول کہ حدیث میں کوئی اس کی مثال اپنی حدیث
 متواتر کی مثال ڈھونڈے تو تھک جاوے۔ اور کوئی مثال نہ پاوے
 شہرت پاتی۔ بلکہ عطاء من رغب عن سنتی فلیس منی سے امت
 سے خارج ہوتے۔ اور عطا تاکہ الرسول فخذوا وما نذاکہ
 عنہ فانتھو کہ انکار سے کافر بنتے۔ ثانی تو امر اضافی ہے
 کہ ہر حدیث ہر حدیث کو رحماً للغیب اپنی اپنی پندار میں صحیح وغیر صحیح

برین عقل و دانش بیادگیریت۔ اور جو مشائخ صحاح امام صاحب
 کے درجہ و رتبہ و زمانہ سے ادون و افضل ہیں انکا حال امام صاحب کے
 مقابلہ میں کہ می پرسد کا حال ہو۔ کیونکہ موجب بقول حافظ ذہبی و
 ابن حجر عسقلانی ان قول القرآن بعضہم فی بعض غیر
 مقبول کذا فی القلائد ہم اقران کا قول ہم اقران کے ضرر پر مقبول
 نہیں پھر اسفلین کو کہ می پرسد۔ پس مقتضای علم و عقل و دینیاری
 و فضل کا یہ ہو کہ جو روایت صحاح و غیرہ امام صاحب کے مستدرک حدیث
 کے ساتھ منطبق ہو اسی حدیث کو ہر کوئی صحیح تر جانتے۔ بلکہ اگر کوئی محدث
 کی حدیث امام صاحب کی حدیث مستدرک سے منطبق ہو تو وہ اس انطباق
 کو فخر سمجھے۔ اور شکر کرے کہ اپنی راستی کا ثواب پاوے۔ نہیں تو آئین
 و غیرہ تک کی سند متصل کی خبر احاد و بر باد جاوے۔ کہ جب مثل آئین و غیرہ
 کے نوشتہ کا اعتبار نہ ہوے۔ تو انکی خبر احاد کا کیا اعتبار ہووے۔ خذہا۔
 اور اقوال محدثین متاخرین کی طرف (جیسا صحیحہ ابن تیمہ وضعفہ ابن
 جریر و حشہ شوکانی و غیرہ ایک) التفات نہ کرے۔ تاکہ اس مثل کا
 مصداق نہ بنے۔ مثل لنگڑے نے چور پکڑا دوڑیو میان اندھے۔
 کیونکہ انکی تحریرات کا سیکڑوں توسطات پر مدار و مدار ہو۔ اور ہر
 متوسط کے قول پر صحت کا حکم بسکہ و شوار ہو۔ ہاں بجموں و لولہ
 تلک الا اعتبارات لبطلت الحکمہ اعتبار کا اعتبار ہو اس سے
 اگر تلفی است کا اعتبار کیجیے تو صحت صحاح کی تلفی پر صحت مذاہب

کام لیتے۔ اور تعصب اور اعتصاب کو دخل نہ دیتے۔ تو ضرور ان حدیثوں
 کو جن سے ائمہ اربعہ خصوصاً امام الائمہ امام اعظم رحمہ نے مسائل استنباط
 کیے صحیح و معتبر تر جانتے۔ نہ انکے مقابلہ میں صحاح کی حدیث کو پیش کرتے
 کیونکہ انکے مقابلہ میں صاحبان صحاح کیا معنی انکے شاہین کا بھی رہتے ہیں
 کہ اکثر انکے شاگرد وہم معصر ہیں۔ شاگرد تو شاگرد ہی ہیں۔ اور ہم معصر
 کی کچھ ایسی تدوین موجود نہیں جس میں عمل کا اعتقاد ہو۔ اگر تدوین
 بھی ہوتی۔ تب بھی امام صاحب کی مخالفت پر دلیل نہ سکتی۔ مان
 درجہ مساوات کا ہو سکتا۔ کہ مساوی کا مساوی مساوی ہی ہوتا ہے۔
 نہ گھٹنا نہ بڑھتا ہے۔ سچہ کیونکہ صاحبان صحاح وغیرہم نے جو کچھ روایتوں کو
 بعد دو تین سو برس گزرنے کے انکی طرف منسوب کر رکھا ہے وہ امام صاحب کی مخالفت
 پر حجت ہو سکے۔ اور امام صاحب کی روایت مستنبطہ انکی روایت سے
 ضعیف ٹھہرے۔ اگر امام صاحب کی احادیث مستندہ انکے احادیث سے
 ضعیف ٹھہری۔ تو کل صحاح کی احادیث مستندہ بطریق اولیٰ ضعیف ٹھہری
 کیونکہ صاحبان صحاح کے نوشتہ و گفتہ کا نام تو حدیث نہیں۔ بلکہ روایات منقولہ
 تابعین عن الصحابہ عن النبی صلعم مثل اعمش و کحول و عطاء وغیرہم کا نام
 حدیث ہے۔ جب مثل اعمش و کحول وغیرہما کا نوشتہ جیسا امام اعظم رحمہ کا نوشتہ
 و گفتہ (کہ گویا انشاء ہے کہ بعد تحقیق مسئلہ کے اپنے امام محمد رحمہ وغیرہ کو لکھوا
 فرمایا تھا) ضعیف ٹھہری۔ تو خبر احادیث منسوبہ الی الاعمش وغیرہ کہ باعث
 بعد زمان کے سبکہ احتمال کذب کا رکھتی ہے۔ کیونکہ ضعیف ٹھہرے۔

سے بیشی حدیث ملنے پر مغرور نہونا چاہیے۔ کہ متاخرین کی حدیث بالکل
 رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں۔ اس سے وہ کم سچا۔ بہت اچھا۔
 اسکی باقی تقریر کو تذکرۃ المذاہب کے ۵۵ صفحہ میں پاویں گے۔ اگر نظر
 کریں گے۔ **ثانیاً** خود ہر محدث نے یوں اقرار کر لیا ہے۔ کہ میں نے
 کڑوڑ ہاضمین جمع کی تمہین۔ انہیں سے اتنی احادیث مثلاً اپنی کتاب
 میں داخل کیں۔ اور باقی کو جہین بہت سی حدیثیں صحیح صحیح سمجھیں
 متروک کیا۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ امام صاحب کی مستدل حدیثیں
 جنکو متاخرین نے صحاح کے تکیہ پر لا اہل کہا ہے۔ انہیں حدیث
 متروکوں میں ہوں۔ یا ان حدیثوں میں جو صاحبان صحاح تک پہنچیں
 اہل علم رہ گئے ہوں۔ یا جن جن حدیثوں کو صاحبان صحاح وغیرہم رحم
 نے امام صاحب کی مخالفت پر بسند متصل مرفوع ثابت کیا۔ دے دیں
 امام صاحب کے وقت میں غیر صحیح و موضوع ٹھہری ہوں۔ یا انکے بعد
 موضوع ہوئے ہوں۔ چنانچہ اسی خلف سوار کے خوف سے امام صاحب
 نے فقہ و اصول کو تدوین کیا اگر اس بحث کی تحقیقات کو اچھی طرح سے
 جانا چاہتے ہیں تو تذکرۃ المذاہب کے تبصرہ دہم میں اور ایقاظ میں اور
 ضمیمہ کے مناظرہ میں نظر فرمائیے۔ پانچواں یہ کہ ناظرین کہ اکثر
 کو اپنی بولی میٹھی۔ غیر کی بولی کھٹی معلوم ہوتی ہے۔ ۵ میٹھا میٹھا ہے
 ہب کڑوا کڑوا تھو تھو۔ بلکہ ہر کسی کو اپنے (بول بالا) کا خیال ہوتا
 ہے۔ اور ہر کوئی اپنی دوکان کی نمائش دیکھا کرتا ہے۔ اے ماشاء اللہ

کی تاقی متقدم سمجھیے۔ اور بدلیل حدوث خیر القرون قرنی اخیر
 ام سلمہ الثبوت ہے کہ نوشتہ وگفتہ متقدمین خیر القرون فی۔ نوشتہ وگفتہ متاخرین
 شر القرون فی سے اقویٰ و معتبر تر ہے۔ تب لامحالہ امام صاحب یا انکے
 شاگردوں کی تدوینات صاحبان صحاح کی تدوینات سے معتبر تر ہیں
 اب میں جو مستند حدیث امام صاحب کی پیش کر دینگا۔ وہ صحیح ہوگی
 نہیں تو اعتبار کا کچھ اعتبار نہ رہے گا۔ جسکا جی جو چاہے سو اختیار کر لے گا۔ اور
 مضمون حدیث خیر القرون قرنی اخیر برباد جائیگا۔ چوتھی یہ ہے کہ صحاح
 وغیرہ کے اندر اگر کوئی حدیث مستند امام اعظم رحمہ کی بنائے جانے کے
 سبب سے انکے استدلال کو باطل سمجھنا گویا عین اپنی جہالت و غباوت
 پر اقرار کرنا ہے۔ کیونکہ اولاً تو بخاری رحمہ ترکستانی و مسلم رحمہ نیشاپوری
 و داری رحمہ نیشاپوری و ابو داؤد رحمہ سجستانی و نسائی رحمہ خراسانی و ابن
 ماجہ رحمہ عجمی و ترمذی رحمہ غیری و غیر خیر القرون فی نے کُل احادیث
 نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع کر کے لایا ہے۔ اور اُس پر کُل احکام شریعت کا دار و مدار
 رکھتا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ کی بجز مشرور حدیث کے نہ ہو چاہیے کہ اعتقاد
 کرنا۔ بالکل خلاف عقل و نقل کی بات ہے۔ کہ سبحان اللہ کیا خوب ائمہ
 اربعہ خصوصاً امام الائمہ باوجود قرب زمان الی الرسول صلعم اور عرب
 ہونے کے بھی کُل احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاوی نہ ہو سکے۔ پھر یہ چند
 غیر عرب البعد زمان عن الرسول کُل احادیث پر کیونکر حاوی ہو سکے
 ۵۔ میں عقل و دانش بیاہر گریست دفع و خل متاخرین کو متقدم

سے بھردیا۔ اسلیمان تینوں برادرین اور وارقظنی کچھ حال کو میں نے
 اکیسویں تذکرہ کے چوتھی دفعہ میں اور اٹیسویں تبصرہ میں مندرج کیا
 اور امام بخاری رحمہ کا حال انکی اس روایت سے جو اپنی تاریخ صغیر میں
 لکھا یعنی قال حدثنا لغیرہ بن حماد حدثنا الفزاری قال
 كنت عند سفیان ففتح النعمان فقال الحمد لله كان ينقص
 الاسلام عروۃ عروۃ ما ولد في الاسلام اشمار منه اتولى
 ما رواه البخاری عن محمد بن محمد في تاريخه الصغير كذا في العوائق على وجه الكمال
 ثابت ہے۔ کیونکہ انھوں نے امام صاحب کو عدوی اسلام اور شوم
 قرار دے رکھا ہے۔ العیا ذی اللہ

نہیں ہم معتقد انکا اگر حاسد تو کیا غم ہے۔ ہوا بے سجدہ البیس کیا نقصان آدم کا
 بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ انھوں نے باوجود اتنی بزرگی اپنی کے
 سبھی تعصب کو دخل دیا۔ اور سبب اتباع معاذین امام صاحب
 کے اس خبر احوال اور افضیہ پر تکیہ کر کے اسکو ناشا کیا۔ خواہ خواہ اس
 قول سعدی رحمہ کا مصداق ہوا

کسے قول دشمن نیار و بدوست جز آنکس کہ در دشمنی یار اوست
 کسانیکہ پیغام دشمن بزند نزد دشمن بہانا کہ دشمن ترند
 اور اپنی مرویہ اس حدیث پر بھی عمل نہ کیا۔ عن ابی ہریرہ قال
 قال رسول صلعم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث
 ولا تحسبوا ولا تزلوا ولا تنابحوا ولا تتحاسدوا

- جیسا آپ اپنی اپنی تقریر کے ثبوت میں گرفتار - اور مجھے بھی اپنے مذہب کی دلیل پر گرفتار - حتیٰ کہ اساتذہٴ اخیار - اور اولیاء و انبیاء اہل بیت بھی ایسی کردار میں سیکے گرفتار - نہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام قتل میں قبطی کے کیوں ہو گئے تھے طرفدار - اسلئے محدثین بھی اپنے اپنے مذہب کے ثبوت میں ہو گئے ہیں طرفدار - اور جن جن حدیثوں سے انکے مذاہب کی تقویت ہوتی تھی انکو کبیا اختیار - اور انکو مذہبوں کی حدیثوں میں ضعف وغیرہ کی کر گئے ہیں گرفتار - پھر کیونکر ان محدثین مخالفین مذہب حنفی کی گرفتار - امام الائمہ کی مخالفت پر ہوا اعتبار - علی ہذا القیاس مورخوں کی بھی یہی ہجر کردار - پھر معاندین تو ہیں بسکہ دشمن و اعداء انکے جرح و قدح کا ہے کیا اعتبار - جب میں نے اس بات کو آپ لوگوں کے گوش گزار کر دیا - تو بطور نمونہ کے کچھ حال عناد محدثین بلکہ بعض بعض مشائخ کا بھی ذکر کرونا ہم پر لازم ہو گیا - وہ یہ ہجرت بعض مشائخ سے صاحبان صحاح کے اسمعیل بن علیہ میں جس نے مخلوقیت قرآن پر اعتقاد کرانے کے واسطے سیکڑ دن علما سے نامدار - و فضلاء ہزار و دیار - کو تبیض مامون خلیفہ کے تہ تیغ کروایا - چنانچہ میں سنے اس بات کو جب بیسویں تبصرہ میں لکھا - اور عمدہ ترین مشائخ میں سے ابوبکر بن شیبہ میں جس نے امام صاحب کے رد پر کتاب لکھا - اور عثمان بن شیبہ اور محمد بن شیبہ بیٹے تیون برادر تو گویا اصل الاسول صحاح کے ہیں - یہاں تک ابن ماجہ و مسلم نے اپنے ثلث کتاب کو انکی روایت

ہی نہیں۔ چنانچہ انھوں نے خود بھی عدم مشومیت کی روایت کو اپنے صحیح
 میں لایا۔ اور اس عبارت پر ان شرح مواہب الرحمن سے بھی انکا حال
 ظاہر ہے۔ وعن حدیث لغیم المجمر انه معلول فان ذکر البسملة
 فیہ بما تفرد لغیم من اصحاب الی ہریرۃ رض وانہ حدث عن
 الی ہریرۃ رض انه صلعم فكان یحجر بالبسملة فی الصلوۃ
 وقد اعرض عن ذکرہ فی حدیث ابی ہریرۃ رض صاحب
 الصحیح ولم یدکرہا واحد منهما مع شدۃ حرص البخاری
 علی معارضۃ الامام ابی حنیفہ بالاحادیث مہما ممکنہ
 بدلیل ما اشحن بہ صحیحہ فقط کہ اس سے شدت حرص بخاری
 کے اوپر مقابلہ کرنے امام ابو حنیفہ رحمہ کے ساتھ احادیث کے جس قدر انکے
 امکان میں تھے اس دلیل سے کہ جس سے اپنے صحیح کو انہوں نے بھرا ہے۔ بخاری معلوم
 ہو گیا۔ جب امام بخاری رحمہ کا یہ حال تھی تو پھر ترمذی و ابو داؤد و مسلم
 و نسائی وغیرہم رحمہم کا جو انکے شاگرد یا شاگرد کے شاگرد ہیں۔ اور اپنی
 اپنی کتابوں میں امام صاحب کے معاذین کی روایتوں کو بھردینے
 میں کیا پوچھنا ۵

جو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند سلمانی۔ اس لیے یعنی اسی تعصب و
 تعصب کے سبب سے کہ محدثین کا امام صاحب کے شاگردوں اور
 معاذوں اور محضروں اور معصروں اور اسفلوں نے الہ درجہ کے
 اقوال کو حدیث کی سند میں اعتبار کرنا۔ اور امام صاحب کے قول کو

ولا تباغضوا ولا تتدابروا وكونوا عباد الله اخوانا و
 رواية ولا تنافسوا تتفق عليه كذا في المشكوة ٢٥١ - اور
 الخبر يَحْتَمِلُ الصدق والكذب سے اور حديث ليس الخبر
 كالمعينة سے مستحکم ہوگا۔ اور حديث لا تسبوا الاموات الخ
 اور حديث سباب المسلم فسوق الخ اور حديث ليس المؤمن بطباعا
 ولا لعان ولا فاحش ولا بذي كے معنیوں سے اعراض کیا۔ اور
 فقط نعیم کی خبر پر اعتماد کر کے اتنی قبائح کو امام سفیان رحم کی طرف منسوب
 کر رکھا۔ حالانکہ حسب روایت فخر الواصلین امام سفیان رحم قبل موت
 امام صاحب کے انتقال کر چکا تھا۔ چنانچہ۔ سال ترحیل اوہاے جان۔
 لکھا عباد اللہ آیت ولا تلمزوا انفسکم ولا تنازروا الا لاقاب
 لبس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم يتب فاولئك
 هم الظالمون۔ یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن
 ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا
 یتحب احدکم ان یا کل لحم اخیه میتا فکرہتموه و
 اتقوا الله ان الله ثواب الرحیمہ وآیت والذین جاؤا
 من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا
 بالایمان ولا تجعل فقلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک
 سرور الرحیمہ کو بھی فراموش کیا۔ طرفہ ماجرایہ بھی کہ امام صاحب
 کی شان میں اثنام منہ لکھا۔ حالیکہ شوم شریعت بیضار میں موجود

سرخروئی اور ملکیت دکھاتے ہیں۔ اور بڑی بڑی کتابوں کے نام لیکر
 عوام کا لہا لٹم و اعتقاد اپنے پر جاتے ہیں۔ حالانکہ صاحب کتابوں کے
 عمل و مال و مذہب و قال سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔ وہ محض
 پوری و لچر بات بچر۔ ہاں اگر انکا نوشتہ حقیقی کی موافقت کرے۔ تو البتہ حقیقی
 کے لیے دلیل ہوے۔ کیونکہ معاند کا نوشتہ مخالف کے ضرر پر معتبر نہیں
 موافقت پر معتبر۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ احادیث صحاح وغیرہ امام صاحب
 کی مخالفت پر حجت نہوے۔ بلکہ موافقت پر حقیقی کی حجت ہوے۔ کہ باوجود
 شیوع و تعصب و غلو کے حنفی کی حدیثیں غیر حنفی کی کتابوں میں پائی جاتی
 ہیں۔ لفظ الدلیل عند الحنفی قاعدہ ہے کہ جہاں کہیں کسی امر کو
 چھپا نہیں سکتا ہو۔ وہاں اسکا مخالف بھی اسکو اقرار کر لیا کرتا ہو۔ بعد
 اسکے اسکے دفعیہ کی تدبیر کیا کرتا ہو۔ چنانچہ یہ روایت تحت السرو کی عن
 بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رايت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ
 علی شمالہ تحت السرۃ اخرجه ابی شیبہ فی مصنف۔ جو زمانہ میں ابوبکر
 ابن ابی شیبہ کے بہت ہی مشہور و اہل من الشمس تھی چھپانے سے چھپتی تھی
 تب انھوں نے باوجود معاند ہونے امام صاحب کے بھی اسکو اپنی مصنفہ میں
 درج کیا۔ لیکن انکے متبعوں نے پیچھے چلکر اسکا تذکرہ کیا ابیہ کہ ابن حزمیہ
 نے بعد مدت مدید کے اسی روایت مذکورہ کو تضعیف بلکہ تحریف کر کے تحت
 السرۃ کی جگہ میں علی صدرہ یعنی عن وائل بن حجر قال صلیت مع
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ لکھا

اصلاً اعتبار نہ کرنا۔ اور سند احادیث میں انگو داخل نہ رکھنا۔ ثابت ہو
 یہ کیا کہ تصعب بقسب کی بات ہو سوائے اسکے امام مسلم رحمہ اللہ
 و بیہقی و سخاوی و نووی و بغوی و غزالی و سیوطی و قسطلانی و
 و تاج الدین بسکی و بہاؤ الدین بسکی و امام فخر الدین رازی و ابوبکر القفال
 و ابن خزمہ و الصنعی و ابن احمد القفال المروری و مؤلف کتاب التساب و
 صاحب تاریخ ابن خلکان و صاحب میزان الاعتدال فی اسماء الرجال محمد بن
 وین یوسف البحرینی و مؤلف تہذیب الکمال فی اسماء الرجال یوسف ابو الحجاج
 المزنی و قطب الدین محمود السمرزی و ابن حجر مکی و علی بن الاثیر صاحب
 تاریخ الکامل و ابن حجر عسقلانی و مؤلف مسابک الالبصار احمد بن العری
 و مؤلف مرآۃ الجنان امام باقری و مؤلف جامع الاصول مبارک بن الاثیر
 البحرزی و صاحب اصول الحدیث زین الدین عراقی و غیر ذلک کما شہر
 المذہب میں اور ابن نیمہ حنبلی ہیں اور انکا شاگرد ابن القیم حنبلی ہیں
 اور ابن عبد البر مالکی ہیں۔ کیا یہ بزرگ لوگ اپنے اپنے مذاہب کے دلائل
 نہ ثابت کر کے حقیقی مذہب کی دلیل کو ثابت کرینگے ہرگز نہیں۔ بلکہ مثل
 بخاری رحمہ اللہ کہ امام صاحب کے معارضہ پر حدیث لانے میں مضطرب ہو کر گوش
 کرینگے۔ تا اپنے امام کی تقلید کی وجہ ترجیح ثابت کریں۔ سو خوب کرچکے
 ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اہل علم اس بات کو خوب جانتے ہیں۔ تب
 انکے نوشتہ سے غیر مقلدین جو حنفیوں کو الزام دیتے ہیں اور عوام کو بہکاتے
 ہیں۔ اور احمد کی ٹوپی کے سر پر اور محمد کی ٹوپی محمود کے سر پر رکھا اپنی

۱۰۰۰
 ۹۰۰
 ۸۰۰
 ۷۰۰
 ۶۰۰
 ۵۰۰
 ۴۰۰
 ۳۰۰
 ۲۰۰
 ۱۰۰
 ۰
 ۱۰۰
 ۲۰۰
 ۳۰۰
 ۴۰۰
 ۵۰۰
 ۶۰۰
 ۷۰۰
 ۸۰۰
 ۹۰۰
 ۱۰۰۰

پر کی گفتار ہے۔ اور بعضوں کی حسد پر رفتار۔ چنانچہ ابن عبد البر نے
 اس باب میں یہ عبارت لکھی ان السلف قد سبق بعضهم من بعض
 کلام کثیر فی حال الغضب ومنه ما حمل علی الحسد ومنه
 ما حمل علی التأویل ما لا یلزم المقول فیہ شیء منه وذكر
 من کلام الصحابة والتابعین وتابعهم من النظر بعضهم
 فی بعض شديداً کثیر الملیفت الیہ احد من العلماء ولا غولاً
 علیہ لانهم بشر یغضبون ویرضون والقول فی الرضی غیر
 القول فی الغضب فمن اراد ان یقبل قول العلماء بعضهم فی
 بعض فلیتقبل قول من ذکرنا من الصحابة بعضهم فی
 بعض وقول من ذکر من التابعین وإیمة المسلمین بعضهم فی
 بعض فمن فعل ذلک فقد ضل ضللاً لا بعیدا وخسر خسراً
 صبیحاً وان لم یفعل ولن یفعل ان هداة الله والحمد لله
 فلیقف کذا فی الصواعق۔ اور اسلمے تاج الدین اسکی شافعی
 فی اپنی طبقات الشافعیہ میں لکھتا ہے۔ فلا یلتفت بکلام النور
 وغیرہ فی ایضیفة رحم وابن ابی ذئب وغیرہ فی مالک
 وابن معین فی الشافعی والنسائی فی احمد بن صالح ونحو
 ذلک فقط۔ ایضاً یہ لو اطلقنا تقدیر الجرح لما سلم لنا
 احد من الامنة اذ ما من اما ما لا وقد طعن فیہ
 طاعنون وهاک فیہ هاکنون فقط بچریون امام صاحب

اور بخاری رحمہ اللہ نے تو تحریف نہ کیا۔ البتہ سکوت اختیار کیا۔ اسوجہ سے کہ تحقیق والے اسکا تدارک بخوبی کر سکے۔ غرض اس طرح کی بہت سی روایات مشہور مشہور جو امام صاحب کے موافقت پر تھیں عناد مذہبیہ کے سبب سے نسیا منسیا ہو گئیں۔ اور مورخین مذکورین کلام وغیرہم اکثر غیر حتمی ہیں انکے تعصبات کا حال کیا پوچھنا الامان الامان ہجریہ مصریہ ۵۰۰ لیکن قلم و کف کا است۔ انکی شان پر صادق ہے۔ کہ انھوں نے امام صاحب کی تابعیت کو انکار کرنے کے واسطے انتقال میں صحابہ رضہ کے بہت کچھ افراط تفریط کر رکھا۔ اور یوں بھی بین المورخین کے اختلاف کا حال تو خارج عن البیان ہے۔ اس امر کو تاریخ دان جانے ناوان کیا جانے۔ حضرت جب صاحبان صحاح نے جناب رسالت مآب صلعم کی تاریخ رحلت میں (کہ متفق علیہ کسی روایت میں باطل نہیں ہر کسی روایت میں باطل ہے) وثوق کلی کی سند نہیں لاسکا نہ مکث فی المکہ کی مدت کو (کسی روایت میں دس برس کسی میں پندرہ ہجری) ٹھیک بیان کر سکا۔ وغیرہ ذلک اکثر حدیثوں میں اسی طرح کی ہر گفتار۔ کہ محدثین عبت بعد زمان سید الانبیاء والا برار کے بالاضطرار۔ اقوال اغیار میں ہو گئے گرفتار۔ پھر دو مرتبہ کیا اعتبار۔ خیر اگر اعتبار ہے تو علم شیخ بہتر از جمل شیخ کا اعتبار ہے۔ ہاں اکثر اوقات عبرت بالازام خصم کے واسطے یاد دریافت حال رتبہ مقدم کے لیے درکار ہے۔ لیکن نہ اس درکار کے درکار سے۔ نہ اس اعتبار کے اعتبار سے یعنی اگلے نوشتہ کے مکہ پر اعتماد و اصرار کر کے ائمہ اربعہ ابرار کی شان میں ملامت گفتار و مبالغہ کر دینا روا و اختیار ہے۔ کیونکہ اکثر روایات کی حالت غضب

بن مالك فشكوا اليه ما يلقون من الحجاج فقال اصبر واقانه
 لا ياتي عليكم زمان الا الذي بعده شر منكم حتى
 تلقوا ربكم سمعته من نبيكم صلعم اخرج به البخاري - ^{٣٩} والترمذي
 كذا في التيسير عن عمر رضي الله عنه قال قال رسول صلعم اكرموا
 اصحابي فانهم خياركم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم
 ثم يظهر الكذب حتى ان الرجل ليحلف ولا يستحلف ولا
 يشهدون ولا يستشهدون الا من ستره محبوبه
 الجنة فليزما الجماعة كذا في المشكوة - عن عمران
 بن حسين رضي الله عنه قال قال رسول صلعم خير الناس قرني
 ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (قال عمران رضي
 الله عنه) فلا ادري اذكر بعد قرنه مرتين او ثلثة) ثم ان بعد
 قوما يشهدون ولا يستشهدون (تا) زاد في رواية و
 يحلفون ولا يستحلفون اخرج النجاشي في رواية للشيخين
 والترمذي عن ابن مسعود تسبق شهادة احدى همتين
 يمينه شهادة القرن العصور هي الامة في كل عصر
 من الا اعصار كلما انقضى عصر سمي اهله قرنا سواء طال
 او قصر و اراد بقوله قرني اصحابه صلعم الخ كذا في
 التيسير - ^{٣٤} عن ابي قتادة قال قال رسول صلعم الايات
 بعد الماتين اخرج به ابن ماجه - ^{٣٥} ايضا في عن الشري بن مالك

کے طاعنون کی طرف کوئی التفات کریگا۔ انشاء اللہ خود انکو ہلاک کریگا۔
 چٹھواں یہ ہے کہ پہلا آپ زمانہ مبشر باخیر اور زبان مبشر بالشکر کے
 درمیان امتیاز و بصارت پیدا کر لیجیے۔ بے بصیرت رہنا باشد و حق
 و باطل تمیز۔ کوریک و اندام صاعے سحر و اعجاز کلیم۔ بعد اسکے صحاح وغیرہ
 کے تکیہ پر جو کچھ لکھنا چاہا کیجیے۔ وہ امتیاز مصرعہ الذیل حدیثوں کے مضامین
 کو سمجھنے سے خواہ مخواہ دل میں پیدا ہو جائیگا۔ ہجر زندیق کے کسی مومن
 کو شبہ نہ رہیگا۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول صلعم خیر
 امتی القرن الذی بعثت فیہم ثم الذین یلونہم ثم الذین
 یلونہم (واللہ اعلم اذکر الثالث امرک قال) ثم یحلف
 قوم یحبون السماء بشہدون قبل ان یشہدوا ^{مسئلہ} اخرجه
 عن عمران بن حصین یحدث ان رسول صلعم قال ان
 خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
 ثم الذین یلونہم (قال عمران بن حصین فلا ادری اقال رسول
 صلعم بعد ثمرۃ مرتین او ثلاثا) ثم یشہدون بعدہم
 قوم لیشہدوا ولا یشہدوا ثم یخونون ولا یخونون
 ویندرون ولا یوفون ویظہر فیہم السم ^{مسئلہ} اخرجه
 عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت سئل الرجل النبی صلعم ای الناس
 خیر قال القرن الذی انا فیہ ثم التالی ثم الثالث
 اخرجه المساء ^{۲۶} عن الزبیر بن عدی قال آتینا النس

یعنی خیر القرونی میں واقع ہونا۔ اور صاحبان صحاح کی پیدائش و تدوین
بعد عبور زمان مبشر بالشریع یعنی بشر القرونی میں وقوع ہونا۔ ثابت ہوئی
تو امام صاحب کی مسئلہ حدیث کو صاحبان صحاح کی حدیث پر گز مٹانے
نہیں کر سکتی تھی۔ اگر کہے تو مضامین احادیث مذکورہ بالا کے منکسر
ہونا۔ اور خیر کو شر سے اور شر کو خیر سے متبدل ہونا لازم آوے۔
العیاذ باللہ اب اس تقریر سے جتنی کتابیں غیر مقلدین کی یا اور اور
متعصبوں کی جو حقی مذہب کی مخالفت پر تالیف ہوئیں ہیں سب کی
سب مردود ہو گئیں ہیں۔

دفع دخل اگر کوئی اعتراض کرے کہ تمھاری فلان فلان حدیث کو
ابن جوزی وغیرہم نے اپنی موضوعات میں دخل کیا ہے۔ تو جواب اسکا
یہ ہے کہ ابن جوزی وغیرہ کے موضوعات کو (جو بدترین زمانہ میں تالیف
ہوئیں) صحاح کے مقابلہ میں پیش کرنا۔ علیٰ ہذا القیاس صحاح کی
حدیث کو امام اللامہ امام ابو حنیفہ رحمہ کی مسئلہ حدیث کے مقابلہ میں
پیش کرنا۔ کیسا جیسا خالص زروہواہر کے مقابلہ میں بلع اور مصنوعی
کو ظاہر کر کے احمقوں کو ہسکنا۔ بلکہ صحت صحاح پر جو تلقی امت ہو چکی
کا دعویٰ تمھارا ہے اسکو فی النار والجہنم بھیجا۔

ساتویں یہ ہے کہ اخبار احاد پر صحاح وغیرہ کے عمل کرنا درست نہیں
کیونکہ محدثین متجرین اور مطہرین منشرین پر مخفی نہیں کہ سوائے حدیث
من کذب علیہا معتدلاً لہم کے کل احادیث صحاح وغیرہ کا جزا احادیث

عن رسول صلعم قال امتی علی خمس طبقات فاربعون
سنة اهل بر وتقوی ثم الذین یلونهم الی عشرين ومائة
سنة اهل تراحم وتواصل ثم الذین یلونهم الی ستین
ومائة سنة اهل تدابر وتقاطع ثم الھرج الھرج اخرجه ابن
ماجه الاضافیہ - عن النس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم امتی
علی خمس طبقات کل طبقة اربعون عاما فاما طبقہ وطبقہ
اصحابی فاهل علم وایمان واما الطبقة الثانية ما بین
الاربعةین الی ثانیین فاهل بر وتقوی ثم نخوة اخرجه ابن ماجہ
ابن کوان حدیثوں سے حال ابتدا و انتہا و مدت معینہ زمان مبشر بخیر
کہ ایک سو ساٹھ برس تک ہجری - اور معنی قرن اور ابتدا و زمان مبشر بالبشر کہ دو سو
برس کے بعد سے شروع ہجری - بخوبی معلوم ہو گیا - اور حال ولادت امام
اعظم ابو حنیفہ رحم کا بھی کہ ۶۱ یا ۸۰ مین ہجری - اور حال پیدائش
امام بخاری رحم کا بھی کہ ۱۹۴ مین ہجری - اور باقی صاحبان صحاح کی پیدائش
بعد دو سو برس کے ہجری کہ وہ کو خوب معلوم ہو گیا ہجری - کہ مینے تذکرۃ المذہب
کے ۴۴۸ صفحہ مین لکھا ہجری - اور حال وضع و ضامین معاذین للاسلام
کا بھی کہ قبل پیدائش صاحبان صحاح کے شروع ہو گیا تھا - بہنوں کو
ہمارے تذکرہ مذکور کے ایقاظ کے ملاحظہ سے اچھی طرح سے گوش گزار
ہو چکا ہجری - کہ اکثر دیار کے علماؤن نے ڈاک کے ذریعہ سے منگو انیا ہجری -
خلاصہ جب امام صاحب کی پیدائش اور تدوین زمان مبشر بخیر

فسلمت علی بابک ثلاثاً فلم تردّوا علیّی فرجعت وقد قال رسول
 صلعم اذا استاذن احدکم ثلاثاً فلم یؤذن له فلیرجع
 فقال عمر رضی اللہ عنہ علیہ البینة والاکلا وجعتک فقال ابی بن
 کعب رضی اللہ عنہ لا یقوم معہ الا اصغر القوم قال ابو سعید قلت
 انا اصغر القوم قال فاذهب به (تا) فمقت معہ فذهبت
 الی عمر فشہدت اخرجہ المسلم۔ اسکے سواے اور بھی اس طرح کی
 چار سات دہیتین باب الاستیذان میں مسلم اور بخاری کی موجود ہیں۔
 اوئیں الی وصول میں مسلم اور ابو داؤد سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو
 تین بار حلف دلاتے۔ اور ازالمہ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلا ضرورت خبر احاد
 کی طرف التفات نفرماتے۔ اور بخاری اور موطاء و ترمذی و ابو داؤد و ابی
 ماجہ وغیرہ میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مغیرہ بن شعبہ کی روایت
 میں هل معک غیر (یا) اثبت من یشہد معک علی
 ہذا فرماتے سواے اسکے علماء متدین اور فضلاء متشرعین
 پر ناظاہر نہیں کہ صحابیوں نے تالیف قرآن کے وقت میں باعث عدم
 مقبول ہونے خبر احاد کے لفظ متتابعات کو قرأت حضرت ابی رضی اللہ عنہ
 سے جو آیت قضاء رمضان میں تھا۔ فعدۃ من ایام اخر
 متتابعات۔ اور قرأت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو آیت
 کفارہ یمین میں تھا قرآن سے نکال ڈالا۔ جب خبر احاد صحابہ
 کی دلیل شرعی نہ ہوئی۔ پھر خبر احاد غیر صحابہ کی۔ (جو صحاح وغیرہ میں

خبر متواتر نہیں اسلیے ابن صلاح نے کہا ہجو کہ حدیث میں اگر کوئی متواتر کی مثال ڈھونڈے۔ تو تھک جاوے۔ حتیٰ کہ حدیث انہا الاعمال بالانیا بھی اس متواتر کی مثال سے نہیں۔ اگرچہ اتنے لوگوں نے اسکو روایت کیا ہجو کہ عدد انکے حد متواتر کو پہونچتے ہیں۔ ولیکن کثرت اسکی روات کی سوط اسناد میں ہوئی نہ قرن صحابہ میں انتہی۔

اور خبر احاد سے فائدہ علم یقینی شرعی حاصل نہیں۔ نہ ان پر عمل نہ کرنے سے بلکہ بالفرض انکار کرنے سے بھی خوف عذاب کا متحقق نہیں اگر ہوتا تو صحابہ کی خبر احاد کو باوجود مسلمیت عدالت صحابیت کے صحابہ رد نہیں کرتے بلکہ رد و انکار کے عذاب سے ڈرتے۔ نہ انکے تصدیق کے لیے شاہد طلب فرماتے نہ حلف دلاتے۔ بلکہ فقط انہیں خبر احاد پر کفایت کرتے۔ ہمارے اس دعویٰ کی دلیل نیچے کی حدیثوں سے بخوبی معلوم ہو جائیگی۔ عن فاطمة بنت قیس قالت ان نرجساً وجہا طلقوا ثلثاً ولم یفرض لہا رسول صلعم سکنی ولا نفقة ورددہ عمرہ رض قال لا فندع کتاب ربنا وسنت نبینا بقول امراتہ لا فندری اصدقت ام کذبت ام خفطت امر نسبت۔ عن بسر بن سعید قال سمعت اباسعید الحدری رض یقول کنت جالساً بالمدينة فی مجلس الانصار فاتان ابو موسیٰ فرعاً او مدعوراً قلنا ما شأنک قال ان عمر اسل الی ان اتیکہ فاثبت بابہ فیلت ثلاثاً فلم یرد علی فرجعت فقال ما منعک ان قاتینا فقیہ انی ایتناک

رہا لکھ الخ کے مضمون سے اعراض کرنا۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ۔
 سبحان اللہ کیا خوب آپ لوگوں نے تو عمل بالقرآن والحدیث المتواتر کو
 طاقت پر رکھ چھوڑا۔ پر اخبار احاد پر بہت کچھ اودھم مچایا۔

۵

یہ بین تفاوت رہا نہ کجاست، کجماخضیہ جب دلیل قومی اور برہان ملی
 ثابت ہو گیا کہ خبر احاد صحاح وغیرہ قابل حجت شرعی یقینی نہوا۔ تب
 لازم ہوں کہ سرگرمیوں نے جو جو کتابیں حنفیوں کے رد میں لکھی ہیں
 اور انہیں صحاح کی حدیثوں کی جتین لائے ہیں وہ سب اس نظر سے
 کالبا، منشور ہو گئی۔ خصوصاً اُن عبدالبطنون کی کتاب جس میں عیاضین
 موجود ہیں۔ رد کردیا حنفیہ متعصبین نے محکمات صریحہ کو جو دال تھے کہ عباداً

میں نیت شرط ہے۔ رد کردیا مقلدان بے معنی نے سنت
 محکمہ صریحہ صحیحہ کو کہ وہ بھی بیع رطب کے بعوض ترکے
 رد کردیا حنفیہ متعصبین نے احادیث صحیحہ صریحہ محکمہ
 غیر منسوخہ غیر معارض ہا کو جو دلالت بینہ رکھتی تھی کہ
 وقت ظہر کا ایک مثل ہے اور ایک مثل کے بعد عصر کا وقت
 آجاتا ہے۔ رد کردیا حنفیہ متعصبین نے اُن احادیث صحیحہ صریحہ محکمہ کو
 جو دلالت کرتے تھے کہ بول غلام پر فقط نضج اور رش ماہ کاغنی او غسل
 کی حاجت نہیں جیسا صحیحین میں ہے۔ رد کردیا حنفیہ متعصبین نے
 احادیث و ترکہ جو دلالت کرتے تھے کہ یک رکعت معقول ہے۔ رد کردیا
 حنفیہ متعصبین نے احادیث صحیحہ محکمہ کو جو قاطبہ دلالت کرتے تھے جہر آیت

بعد عبور زمانہ بمبشر بالآخر حقیقی کہ بعد مرور زمانہ تبع تابعین کے اور بعد ثنائی
 و ضائع ہونے وضع و ضائع المعاندین اسلام کے سبھی سنائی خبریں تالیف
 ہوئیں کیونکہ ایسی دلیل شرعی ہوگی جس میں کل شریعت کا مدار ان
 پر کیا جائے۔ برین عقل و دانش بیاہر گریست۔ اجماعی صاحب جب غلام
 کے مادے میں صحابیوں کا یہ حال و قال ہی پھر آپ لوگوں کا کس برتہ پر
 تئانی۔ ہاں اگر آپ لوگ بسبب عناد نہ ہی کے ہمارے اس استنباط کو ناپسند
 کریں تو کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کے پیشوا ابن حجر عسقلانی رحمہ کے اس قول
 کلہا سوال اول احاد و فیہا المقبول والمردود کو تو ضرور پسند
 کریں گے۔ ورسند گردانیں گے۔ باوجود اسکے کل اخبار احاد کو صحاح وغیرہ
 کی حدیث نبوی فرض کم کے ہر ہر بات میں قال النبی قال النبی کہنا بے شک
 حدیث متواتر مذکور میں کذب علی کا مصداق بننا ہی۔ اور ان حدیثوں
 کے مضامین کو جو صحاح وغیرہ کے باب التوقی فی الحدیث میں ہیں بدر
 سمجھنا۔ اور بدلیل حدیث قال رسول صلعم کہف بالمرء کذبا
 ان یحدث بكل ما سمع رواہ مسلم کذا فی مشکوٰۃ کا ذوب بننا۔ اور
 خبر احاد صحاح وغیرہ کو کل شریعت کا مدار سمجھ لینا اور انکو آیت ما
 اتاکم الرسول فخذوا واما عنکم فاصبروا کا مصداق فرض کر کے لوگوں کو
 عمل پر انکے ورغلا نا۔ اور انکی مخالفت پر ڈرانا۔ صحابیوں رحمہ پر عیب
 لگانا اور غیر رسول کو رسول قرار دینا۔ اور حیات و موت کو رسول صلعم کی
 دود و بار فرض کرنا۔ بلکہ قولہ تعالیٰ۔ استشهدوا شہیدین من

باطل ہو گیا۔ قطع نظر اس تقریر کے اور سنئے جب صحابہ متفرد کے خبر احاد
یقینی واجب العمل تھری۔ تب یہ خبر سند متصل مرفوع کی کب دلیل شرعی
یقینی ہوگی۔ اعتراض اگر کوئی کہے کہ حاکم نے کہا ہجو کہ بخاری
اور مسلم کی یہ شرط ہجو کہ وہ کوئی روایت اپنی کتاب میں نہیں لاتے
جب تک کہ اسکو دو صحابی مشہور نے رسول صلعم سے روایت نہ کیا ہو۔

پھر ان صحابیوں سے دو یا زیادہ تابعی نے روایت کیا ہو۔ پھر تابعین
سے دو یا زیادہ تبع تابعین نے روایت کیا ہو۔ تب تو صحیحین کی ہر
حدیثیں مطابق دلیل شرعی کے ہیں۔ جواب ہاں اگرچہ دعویٰ حاکم
کا یہ ہجو اپنے بیان کیا۔ لیکن تکذیب اسکی عیان ہجو حاجت بیان نہیں۔
کیونکہ صحیحین میں ایسی روایتیں بہت ہیں جسکی ایک ہی سند ہی ہے
چنانچہ صحیحین دیکھنے والے اور پڑھنے والے پر یہ امر غفی نہیں۔ اگر
ہماری بات کو قبول نہ کریں۔ تو ضرور اہل علم و نومی شافعی کی بات کو قبول
کرینگے۔ وہ خود یہ فرماتے ہیں کہ یہ انکی شرط نہیں کہ انکی کتاب میں
ایسی روایتیں ہیں کہ اسکی ایک ہی سند ہے۔ اُسہیں سے حدیث انھا
الاعمال بالنیات بھی ہوا تھا۔ اور حاکم کا قول اس طرح کا بہت ہجو
انہیں سے ارشاد البلیب میں ایک منقول ہجو خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہجو کہ
جب بخاری رح نے اپنی کتاب صحیح کو تالیف کیا۔ تب امام احمد حنبل و حلی
بن معین و علی بن المدنی وغیرہم پر پیش کیا۔ انہوں نے پسند کیا۔
اور صحت کی شہادت دی۔ (یا) اور حاکم نے نیشاپور میں آئے۔

رو کر دیا حنفیہ نے انصوص صحیحہ محکمہ کو جو صراحۃً دال تھے کہ قراوت فاتحہ
 نماز میں فرض ہے۔ رو کر دیا اہل اطلال اور ارباب خذلان اور اہل ضلالت
 اور ارباب بغاوت نے صد انصوص صریحہ صحیحہ محکمہ کو۔ وغیر ذلک جو فتح المبین
 علی رد مذاہب المقلدین میں ہیں۔ اور یہ عبارت ابو حنیفہ نے اس میں
 میں حدیث بخاری کا خلاف کیا۔ اس سلسلہ میں حدیث سلسلہ کا خلاف کیا۔
 علی ہذا الشیاس جسیا ظفر المبین میں ہے انتہی۔ اسی طرح کی تحریر و تقریر قابل
 عمل کیا معنی قابل دید بھی نہیں بلکہ قابل سوختنی ہے کیونکہ جب احادیث
 صحیحہ کا خبر احاد ہو نا ثابت ہوا۔ تب دعویٰ انہما کی سنت صحیحہ یعنی
 غیر منسوخہ قطعیہ محکمہ وغیر ذلک محض بے اصل و جھوٹ ٹھہرا۔ کیونکہ جنہی حدیثوں
 کو یہ لوگ قطعیہ صریحہ صحیحہ محکمہ غیر معارضہ کہتے ہیں۔ اور اپنے شوے شغب کرتے
 ہیں ان سب کا معارضہ صحاح وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ آئندہ اسکا
 ذکر آتا ہے۔ پیران نمی پرند مریدان می پرانند کی نقل ہے۔ اعتراف
 اگر کوئی کہے کہ خبر احاد میں حدیث متصل مرفوع بھی شامل اور وہ
 واجب العمل و مقبول ہے۔ جواب ہاں شامل ہے مگر بشرط القرون کے
 اخبار احاد واجب العمل و القبول ہونے میں گفتگو ہے کہ امتیاز اسکا فی
 زمانہ محال ہے کہ بہت سی حدیثیں متصل مرفوع موضوع بھی ہیں
 چنانچہ اس باب میں تمھاری کتب موضوعات ہماری شاہد ہے۔ جب
 حدیث متصل مرفوع میں وضع کا احتمال آیا۔ تب بدلیل اذاجاء
 الاحتمال لطل الاستدلال۔ یقینی استدلال کرنا ان سے

دو بزرگ کی صحیحین کا حال یہ ٹھہرا۔ تب غیر صحیحین کا حال کیا ہوگا اس
 دریافت کر لیجئے۔ کیونکہ نسائی والبوداؤد وغیرہ ان دونوں کے شاگرد
 ہیں۔ اور واقعی میں سے محدثین مشہورین ہم عصرین نے ایک دوسرے
 کی روایت لے لیکر اپنی اپنی کتاب بھر لی۔ انا نفسانیت کے سبب سے اس
 بات کو اپنی کتاب میں ذکر نہ کیا۔ (الا ماشاء اللہ) اب فی زمانہ لوگوں
 نے اسکو متواتر سمجھ لیا۔ جتنا کہ اُنکے تکیہ پر مذاہب آئمہ اربعہ کو تہ و بالا کرنے لگا
 حالانکہ علماء محققین اور فضلا سے مدققین نے لکھا ہے کہ آئمہ محدثین مشہورین
 متاخرین کے صحاح کے تکیہ پر آئمہ اربعہ متقدمین کو الزام نہ دینا۔ نہ انکی روایتوں
 کو انکی روایتوں سے تصحیف کرنا۔ کہ طریق سند متقدمین اور تھا۔ متاخرین
 کا اور ہو گیا تھا۔ آپ حکمو مناسب ہو کہ بدلیل حدیث خیر القرون
 قرنی الخ۔ اور حدیث اتبعوا مولا الاعظم۔ الزموا الجماعة۔
 علیکم بالجماعة من شدّ شدّ فی النار کے اقدام الائمہ تابعی
 کا اتباع کریں۔ جبکہ قبل اکلے کسی کو صاحب مذہب بنائے۔ اگر پاتے
 بے شک اِککا اتباع کرتے۔ اور بدلیل حدیث قال رسول صلعم کیوں نے
 اجر الزمان دجالون کذابون یا تو انکم من الاحادیث بما لم
 تسموا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاکم لا یصلونکم
 ولا یفتنونکم رواہ المسلم کذا فی مشکوٰۃ۔ اور حدیث عن
 ابی العاص ان رسول صلعم قال ان للہ لا یقبض العلم
 انتزاعا ینزعہ من الناس ولكن یقبض العلماء فاذا لم

وہاں بطفیل محمد یحییٰ الذیلی کی مدت تک حدیث کا درس دیتے رہے۔ پھر جب درمیان ذیلی اور انکے بھوٹ پڑی ذیلی نے لوگوں کو اُسے انقطاع ہونے کا حکم دیا۔ تب سب لوگ اُسے الگ ہو گئے مگر مسلم بن الحجاج باقی رہے۔ اور دونوں کی مجالس میں حاضر ہوتے رہے۔ ایک دن ذیلی نے کہا کہ جو کوئی مثل قول بخاری کے کہہ گا اسکو میری مجلس میں حاضر ہونا حلال نہیں تب مسلم الگ ہوئے اور جو کچھ ذیلی سے نقل کئے تھے واپس دیے انتہی۔

تیسرے اب اس عبارت میں غور کرنے کی جگہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی پیدائش تو ۱۹۴ھ میں ہوئی۔ سنہ ۲۰۰ھ میں نیشاپور میں جب آئے اُس وقت سن ۲۰۰ھ میں ۱۱ برس کا ٹھہرا۔ تب وہ کب ملک بملک حدیثوں کی تلاش میں محدثین کی خدمت میں تشریف لے گئے تھے۔ اور کب علم حاصل کر کے چھ لاکھ حدیث جمع کی تھی۔ اور کیونکر ہر حدیث کی نقل میں زحوم کے پانی سے غسل کرنے اور دو دو رکعت نماز پڑھنے کی فرصت ملی۔ جو اپنی صحیح بخاری کو قبل ۲۰۰ھ کے تالیف کر کے آئمہ مذکورین کے آگے پیش کیا۔ کیا ان کے پیٹ سے تالیف کر لائے تھے۔ اگر کہو کہ ہاں اگرچہ میں ہی میں صحیح بخاری تالیف ہوئی تب تو وہ محبت شرعی ہونے سے بالکل جاتی رہی۔ کہنا بالغ کی شہادت پر مدار شریعت نہیں ہو سکتا ہے۔ اور مسلم رحمہ اللہ کی پیدائش تو ۲۰۰ھ میں ہوئی سنہ ۲۰۰ھ میں بخاری اور ذیلی کے درس میں کیونکر حاضر ہو کر سماعت کی۔ اگر اسی سماعت سے صحیح مسلم لکھی تو اسکا کچھ اعتبار شرع میں نہ رہا جب ایسے

کچھ سن لیجیے۔ رفع یدین نہ کرنا آنحضرت صلعم کا بوقت رکوع جانے اور
 رکوع سے سر اٹھانے کے تو بہتر یہ آثاروں سے ثابت ہے چنانچہ اُن میں سے
 بعضوں کو میں مفصل الذین میں نقل کرتا ہوں۔ بلکہ منع فرمانا آنحضرت
 صلعم کا یہ عیدین کو اور بری طرح سے اُسکو اوتٹوں کی دُم کے ساتھ شبیہ
 دینا۔ خود آپ ہی کی صحیح مسلم کی اس روایت سے اچھی طرح سے ثابت ہے کہ
 آنحضرت نے اس حدیث کی بنا پر باب باندھا۔ اور اس باب کو بلب الامر
 بالسکوة فی الصلوة والمراض نام رکھا۔ وہ حدیث یہ ہے۔ عن جابر بن
 سمرة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مالی اراکم
 افعی ایدیکم کأنفا اذ ناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة
 الخ اخرجہ المسلم اب اس حدیث کے مضمون پر غور کیجیے۔ کہ رفع یدین
 کے بعد ممنوع و منہی عنہ ہے۔ اچھی طرح سے سمجھیے۔ اور ایمان لیجیے
 ۱۔ معاذ کو تم ٹھہرنا یہ جرات مہدی ہے۔ کیونکہ قول "ابنی ملعم مالی اراکم
 رافعی ایدیکم" (جو مثل ما انازع القرآن کے ہی) بہت ہی
 تعجب سے رفع یدینی کی مشرذعت کو ذرا حسرت کرتا ہے۔ اور جملہ شبیہ
 کأنفا اذ ناب خیل شمس سے کہہ رہا ہے کہ رفع یدینی کی ثابت
 ہوتی ہے۔ مضمون۔ استفت عن نفسات اپنے دِل سے پوچھتے
 ۲۔ تمہیں کہو تو کہ ہر ایمین کی را سے صواب۔ اور ہر اسکنوا نے
 الصلوة سے اُسکین فی الصلوة واجب ہے۔ نہ برخلاف اسکنوا
 حرکات ناشایستہ فی الصلوة درست ہے۔ بلکہ منہی عنہ ہے۔ اسلیے اکثر علما

یبق عالما تخذ الناس رؤسًا جفًا لا تسئلوا فانما ابغیر
علم فضلوا واضلوا اخرجه ابن ماجہ کے متاخرین کے اتباع سے
منہ موڑے۔ تاکہ وادی ضلالت سے نجات پاویں۔ خذہذا فانہ لوق
الدقائق۔ و احق الحقائق۔

اب بالتصریح آپ کے مسئلہ کے جواب میں آپ ہی
کی صحاح وغیرہ سے صحیح صحیح حدیثیں لانا ہوں سنئے
اسمین الضاف سے نظر فرمائے۔ اور اعتساف کو
دخل نہ دیکھیے۔ یعنی امام الائمہ امام اعظم رحم نے جس حدیث سے
استدلال و استنباط کیا اسکو صحیح جانئے۔ انکے مقابلہ میں غیروں کے
اقوال و تالیفات کی طرف ہرگز التفات نہ فرمائے۔ کیونکہ امام صاحب
خیر القرونی تابعی ہیں۔ انکھ دیکھی باتیں لکھتے ہیں۔ اور صاحبان صحاح
وغیرہم شرا القرونی ہیں۔ بلا انکھ دیکھی خبروں پر اعتماد کر کے صحاح وغیرہ
لکھی ہیں۔ اور شرا القرونی کی تالیفات حب احادیث مذکورہ بالا اثر سے
ملو و مخلوط ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ اسکے امتیاز کے واسطے اسناد موضوع
موجود ہے۔ کہو نگا وہ بھی شرا القرونی کی تالیف ہے۔ اسمین بھی وضع
وضائین معانین کا بہت کچھ حلول پا چکا ہے۔ اس باب میں کتب موضوعات
مختاری میری شاہد ہے۔

انحضرت صلعم کا موت تک رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت
اسکا جواب تو میں نے کنذرة المذاہب کے مناظرہ میں لکھا ہے۔ خیر یہاں بھی

ابن حجر عسقلانی شافعی نے اپنی نصیب الرایۃ فی تخریج احادیث العداۃ میں -
 واجتہد الحنفیۃ بحديث سمرۃ خرج علينا رسول صلعم فقال
 مالی اسرا کہہ را فعی اید بکیم الخ اخرجه المسلم لکیمھا - کیا آپ کو اسکا
 علم نہ تھا - جو اپنے اعتراض کیا - اور اسمین امام بخاری غیہ حنفی کی مخالفت
 سے حنفی کی حضرت حاصل نہیں - ہمارے ہم یہ ہی کہ قطع نظر بالاسے
 تقریرون سے اور انکے لکے تحریروں کی دلائل سے - فقط یہ تو خیال
 فرمائے - کہ جب معنی لفظ رفع یدین کہ حدیث میں ہی خاص بتین بنفسہ ہی
 احتمال بیان کا نہیں رکھتا ہی - تب جس جس کیفیت سے نماز کے اندر
 رفع یدین پایا جائیگا وہ اس حدیث سے منہی عنہ ہوگا - اسمین خصوصیت
 کا دخل دینا - معنی ایض پر مداخلت کرنا - دفع و دخل اس سے یکبیر تحریم
 کے رفع کو بھی منہی عنہ ثابت ہونا - نہ سمجھنا کیونکہ بضمون اسکو نے
 الصلوٰۃ نماز کے اندر کے رفع میں گفتگو ہی - اور قبل تحریم وجود صلوٰۃ تحقیق
 نہیں - بلکہ وہ تحریم بدلیل قولہ تعالیٰ و ذکر اسم ربہ فصلے شرط صلوٰۃ
 ہی - اور شرط صلوٰۃ رکن صلوٰۃ نہیں ہوتا ہی - جیسا وضو - اور یہ مخصوص
 منہ البعض کا قاعدہ اسمین منطبق ہو سکتا ہی - کیونکہ جب دونوں طرف
 یعنی رفع و عدم رفع یدین میں آثارین موجود ہیں - تب فقط رفع کے
 آثارین کو عدم رفع کے آثارین پر کیونکہ ترجیح دیجا سکتی ہی - بلکہ اسمین
 اذاتعارضہا لتناقضا کا قاعدہ پیش آیا ہی اعتراض اگر آپ کہیں کہ
 تمہاری دوسری حدیث کے مستثنیٰ میں بہت کچھ اختلافات ہی پھر وہ حدیث

حنفیوں نے رفع یدینی کو موجب فساد صلوٰۃ لکھا۔ حتیٰ کہ کچھول نے
امام صاحب سے یہ روایت کی منہ رفع یدیدہ عند سرکوع وعند
الرفع ہندت صلوٰۃ۔ کذا فی کتاب الشعاع۔ اور امیر کاتب الاتفاقی
نے فساد الصلوٰۃ رفع الیدین کا حکم دیا۔ اور ایک رسالہ اسمین لکھا۔ اگرچہ
نقی الدین اسکی الشافعی نے تعصب مذہبی سے اُسکو روک دیا۔ حتیٰ کہ بعض
حنفیوں نے بھی اس غیر مذہبی کے رد پر فریب کھا کر اُس روایت کو ضعیف
ٹھہرایا۔ علیٰ ہذا القیاس بہتوں نے غیر مذہبی کتابوں کی اسناد پر فریفتہ ہو کر
بہت کچھ لکھا۔ لیکن اُس سے ہوتا کیا۔ جب اس حدیث مسلم سے اور حاشیہ
لا ترفع الایدی الا فی سبغ مواطن الخ سے (جسکو بزار و بیہقی
و بخاری و تلمیذ بن و طبرانی و ابن ابی شیبہ وغیرہم نے طرق مختلفہ سے
مع اختلاف مواضع سبغ کے روایت کیا۔ کذا فی غیر بحر الہدایہ) و رفع یدین
کا سنہی عنہ ہونا ثابت ہوا۔ اعراض اگر آپ کہیں کہ اس حدیث مسلم
تو کسی شراحون نے عدم رفع یدین کی دلیل نہیں گردانا۔ اتنے دن کے بعد
فقط تمہیں کو یہ مضمون سوچھا۔ کیا انھوں کو نہیں سوچھا تھا۔ جواب
اسکا کئی وجہوں پر ہے۔ اول یہ ہے کہ رفع یدین کے ثبوت کا مضمون باوجود
قرب زمان ہونے کے امام صاحب کو نہ سوچھا تھا۔ جو بعد مدت مدیدہ وعصرہ
بعید کے اوکرون کو سوچھا۔ دوم یہ ہے کہ جب آپ کو متاخرین کی تقلید سے
امام صاحب کی تقلید ترک کرنا آسان ہوا۔ تب ہمو اعلیٰ کی تقلید سے ادنیٰ کی
تقلید چھوڑنا۔ کونسا مشکل آن پڑا۔ سوم یہ ہے کہ خود آپ کا مقصد

وعدم رفیع دین بشرط لاشئی و بین بین لاشی الاثر الثالث کو
ثانی کے ساتھ ملا یا جاوے۔ تو کثرت اس جانب کو معلوم ہوے۔ مگر اسکو
سمجھنے کے واسطے علم درکار ہو۔ حیثین فی زماننا کا فہم (جو ایک سند
مدعی مولوی نذیر حسین صاحب سے حاصل کر کے اپنے کو استناد غمان بلکہ
لقمان سمجھتے ہیں۔ اور اس سند کو دکھا دکھا کر عوام کا لبہا تم کے پاس
عمل باہمی ریٹ کا دعویٰ کر کے اپنی بزرگی حاصل کرتے ہیں۔ رورگار کا
ڈھنگ نکالتے ہیں) کچھ بکا راہد و معتبر نہیں۔
تیسرا یہ ہو کہ اکثر محدثین غیب حنفی ہیں۔ کما مر ذکر ہم۔
انھوں نے اپنی تقویت مذہب کے واسطے تل کو تال بنا کر دکھلایا ہو۔
اور روایت نسخ پر اعتماد نہ کیا۔

اب چند آثار عدم رفع دین کا حسب وعدہ نقل کرتا ہوں
اور توقع انصاف کا رکھتا ہوں عن علقمہ قال قال
لنا ابن مسعود عن الاصلی بکملہ صلوٰۃ رسول اللہ صلعم فصل
ولم یرفع یدیه الا ہرۃ واحدة مع تکبیرۃ الرقتاح رواہ
ابوداؤد والترمذی والذہلی وقال ابوداؤد ذلیس ہو یصحیح
علی هذا المعنی کذا فی الشکوۃ (جو امام بغوی شافعی کی مصابیح
سے منتخب ہو) کیا حضرت اپنی اس روایت کو جو نصف صاحبان صحاح
(جنکی حدیثوں کو آپ لوگ کالوچی من السماء سمجھتے ہیں) روایت کیا نہیں
دیکھا۔ یا دیکھا ہر صورت پر یہ اشتہار من ترانی کا دینا کیسا تھا۔ اور دعویٰ

قابل احتجاج کو نہ کر ہو سکی۔ جواب جس طرح سے آپ لوگوں کے پاس فہمیدی
کی حدیث باوجود اختلافات رفع فی السجود کے قابل احتجاج کا ہو سکی۔
کیا آپ نے صحاح نہیں پڑھا۔ پھر کیونکر محدثیت کا دعویٰ بھرا خیر نہ پڑھا
نہ پڑھا۔ فقط تخریج الہدایۃ کی اس عبارت کو دیکھ لیا ہوتا۔ و فی الصحیحین
عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما فی حدیث الرفع کان لا یفعل ذلک
فی السجود ولمسلم۔ وکان یفعلہ جابن یرفع راسہ من السجود۔
ایضاً فیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما فی حدیث رسول صلعم یرفع یدہ فی
الصلوۃ (تا) وحين یسجد اخرجہ ابو داؤد و ابن ماجہ۔ پھر کیونکر
بین السجدتین کے رفع یدینی کو باطل جانتے ہیں ۵

اپنی فضیحتوں پر انہیں کچھ نہیں نظر۔ اندھے ہیں خود پر آوروں کو جانے ہیں بے بصیر
اگر کوئی لے کہ رفع یدین کی حدیثیں کثرت سے ہیں۔ اور عدم رفع
کی بہت کم ہیں جواب اسکا کئی طرح پر ہی پہلا قوی ترین جواب نہیں
سے یہ ہر کہ جتنی روایتیں رفع یدین کی ہیں سب سب آثار میں ہیں پس نہ کوئی
حدیث میں ایسا آیا ہے کہ رسول صلعم نے ارفعوا یدیکم عند الركوع
والقیام عنہ فرمایا۔ حالانکہ ان دونوں حدیث مذکور میں ما اراکم
رافعاً یدیکم الخ۔ لا ترفع الایدی الخ فرمایا۔ فافترق
الفرق فرقاً جلیاً۔ کما افترق النہار من اللیل لوجود الشمس فرقاً
لمعیاً۔

دوسرا یہ ہر کہ اس باب میں تین طرح کی حدیثیں ہیں یعنی رفع یدین ثلث طاری

کو دوسرے طریق سے ثابت ہوا۔ فقہ علیہ البواقی عن علقمہ
 قال قال لنا ابن مسعود رحمہ اللہ الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول
 فصلی ولم یرفع یدیه الاخریۃ واحداۃ مع تکبیرۃ الا افتتاح
 الخ اخرجہ اصحاب السنن کذا فی التیسیر^{۲۱۵}۔ عن البراء قال رأت رسول
 صلعم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیه الی قریب من اذنیہ ثم
 لا یعود اخرجہ ابو داؤد کذا فی التیسیر^{۲۱۵}۔ اور اسی طرح سے بیہقی ثانی
 نے بھی حدیث ابن عمر وعباس بن الزہیر سے روایت کیا۔ عن براء بن
 عازب قال کان الرسول صلعم اذا صلے رفع یدیه
 حتیٰ تكون ابهاماۃ حذاء اذنیہ ثم لم یعد اخرجہ الدارقطنی
 عن براء بن عازب قال کان النبی صلعم اذا کبر لا یفتتح
 الصلوٰۃ رفع یدیه حتیٰ تكون ابهاماۃ من شحمتی اذنیہ
 ثم لا یعود اخرجہ ابن شمیمہ۔ عن علقمہ عن عبد اللہ قال
 صلیت مع رسول اللہ صلعم والی بکر وعمر فلم یرفعا یدیه
 الا عندا ستفتاح الصلوٰۃ اخرجہ الدارقطنی وابن عدی۔ و
 روی الطحاوی عن مجاہد قال صلیت خلف ابن عمر
 فلم یکن یرفع یدیه الی فی التکبیرۃ الاولى من صلوٰۃ
 قال الطحاوی فهذا ابن عمر قد رآی النبی صلعم یرفع
 ثم تراءى هو الرفع بعد النبی صلعم فلا یكون ذلک الا وقت
 ثبت عندہ نسخ ما قد کان رآی النبی صلعم فعلہ وما ذکر

انا لا غیر کا بھرتا کیا تھا۔ اور لوگوں کو راہِ راست سے بھٹکانے کی
 تکلیف دینا کیا تھا۔ آفرین باد برین تہمت مردانہ تو۔ اور اسمین لڑائی
 کرنا کیا تھا۔ لڑائی میں کیا لڑو ملتے ہیں۔ نے نے بلکہ مضمون و کلام
 تنازعوا فتفتوا و تذهب رہ چکے غرت جاتی۔ ملت میں خرابی آتی
 اسلیے یہ مثل۔ لڑائی کا گھر ہانسی۔ بیماری کا گھر کھانسی۔ ساری وجہ جاری
 کیونکہ حضرت آپ تو اس حدیث کو موضوع بھی نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ
 آپ لوگ صحاح کی صحت پر تلقی امت کا دعویٰ بھر چکے ہیں۔ ہاں اگر آپ کہیے
 کہ ابو داؤد نے اس روایت کو اس طریق سے صحیح نہیں کہا ہے۔ تو جواب
 اسکا یہ ہے کہ اس طریق سے صحیح نہونا ثابت نہیں چنانچہ انھوں نے خود دوسری
 روایت براہین جو آتی ہے عدم رفع یدین کو تصدیق کر کے روایت کیا۔ یا یہ
 جملہ ابو داؤد کی طرف سے نہو۔ کیونکہ ابو داؤد بلکہ ہر محدث کلیہ دعویٰ ہے کہ ہم نے
 اپنے سنن یا کتاب میں سب حدیث صحیح کے نہیں روایت کیا۔ پھر رواہ ابو داؤد
 کے بعد یہ جملہ کیسا۔ شاید صاحب مشکوٰۃ شافعی نے تعصب سے بڑھا دیا ہو۔
 کیونکہ تیسیر الاصول میں بھی یہی روایت منقول ہے اسمین یہ عبارت نہیں
 ہو بلکہ صحیح علی ہذا المعنی ابو داؤد سے منقول نہیں۔ بلکہ اخرجہ صحاح
 اہم الحسنین ابو داؤد بھی داخل ہیں۔ سوائے اسکے اس عبارت سے ہمارا
 ضرر کیا بلکہ فائدہ ہے کہ اس سے خوب معلوم ہوتا ہے کہ ثبوت عدم رفع یدین
 کا طرق مختلف سے ثابت ہے کسی نے کسی طریق سے کسی نے کسی طریق سے ثابت
 کیا۔ چنانچہ اسی روایت میں ترمذی اور نسائی کو اسی طریق سے اور ابو داؤد

اقوال کو جو اسناد پرستی سے سجاوٹ و بناوٹ کیے ہیں صاحب توفیق
 کا پیش کرنا۔ محض نکمی بات ہی لکیر پر فقیر ہونا شیر کے مقابلہ میں گیدڑ
 پیش کرنا۔ تاب آفتاب کو ٹھوکر کر۔ کرم شب تاب کی تاب پر مغرور ہونا جو
 کہ کجا امام محمد رحمہ اللہ شافعی رحمہ اللہ کی مان کو نکاح کر کے انکو تعلیم و تربیت
 دیکے قبل تولد صاحبان صحاح کے ۱۸۹ میں انتقال کیا۔ اور کجا ابن
 تیمیہ کھنبلی کہ ۷۶۱ میں پیدا ہو کر ۷۲۸ میں انتقال کیا۔ اور کجا ابن جوزی
 کہ ۸۱۰ میں پیدا ہو کر ۷۵۵ میں انتقال کیا۔ یس مشنری الافلاک
 کمشنری الافلاک۔ قال محمد السنة ان یکبر الرجل في
 في صلاته كلما خفض وكلما رفع واذا الخط للسجود واذا
 الخط للسجود الثاني كبر۔ فاما رفع اليدين في الصلوة
 فانه يرفع اليدين جزاء الاذنين في ابتداء الصلوة مرة
 واحدة لثم لا يرفع في شئ من الصلوة بعد ذلك و
 هذا كله قول ابي حنيفة رحمہ اللہ في ذلك اثار كثيرة قال
 محمد (تا) عن عاصم بن كليب الجرمي عن ابيه
 قال رأت علي ابن ابي طالب رفع يديه في التكبيرة الاولى
 من الصلوة المكتوبة ولم يرفعهما سوى ذلك۔ عن
 ابراهيم النخعي قال لا ترفع يديك في شئ من الصلوة
 بعد التكبيرة الاولى۔ عن ابن حكيم قال رأت ابن عمر
 يرفع يديه حذاء اذنيه في اول تكبيرة افتتاح الصلوة

طاؤس انه قد رآی ابن عمر یفعل ما یوافق ما روئی عنده
 عن النبی صلعم لا یقدح ذلک لانه یجوز ان یکون هذا
 قبل ان یقوم الحجۃ عنده بنسخه ثم لما قامت ترکہ
 وفعل ما ذکرہ عند مجاہد انتہی کلام الغیبی کذا فی شرح البخاری
 عن ابن عباس رض انه قال لم یکن العشرۃ المبشرۃ یرفعون
 ایدیہما الا عند الافتتاح کذا فی شرح سفر السعادتہ و الا الطحاوی
 عن الحدیث الحسن بن عیاش عن عبدہ المذاک بن الحسن
 عن الزبیر بن عدی عن ابراہیم عن الاسود قال رايت
 عمر یرفع یدیه فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود و رايت ابراہیم
 والشعبی یفعلان ذلک وقال الطحاوی فیذا عمر لم یکن یرفع
 یدیه الا فی التکبیرۃ الاولی الحدیث صحیح لان الحسن
 ابن عیاش وان کان هذا الحدیث دار علیہ فانه ثقۃ حجة
 ذکر ذلک یحیی بن عیین وغیرہ انتہی اس حدیث کے معارضین
 صاحب تخریج الہدایۃ زلیحی کے قول کو حاکم کا پیش کرنا بجز سادہ لوجی کے
 کیا ہی۔ کہ کجا طحاوی کہ ۲۲۹ یا ۲۳۰ میں پیدا ہو کر ۳۲۱ میں انتقال کیا۔ اور
 کجا ویلیعی کہ ۴۲۲ میں انتقال کیا ۵۰۰ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۵۰۰
 کہان راجہ بھوج کہان گنگا نیلی۔ علی ہذا القیاس موطاے امام محمد ح کے
 حدیثوں کے مقابلہ میں جو آتے ہیں یا اور اور عدم رفع کی حدیثوں کے
 معارضہ میں ابن حبان اور ابن جوزی اور ابن تیمہ وغیرہم من المتاخرین کے

محدثین نے اُس وقت کی روایتوں کو پا کر شائع و ذائع کیا (آخر چکر منسوخ ہوئی
 جیسا طحاوی نے اپنے معانی الآثار میں اور ابن الہمام نے اپنے فتح القدیر میں اور
 عینی شرح ہدایہ میں اس بات کو ثابت کیا۔ اور اگر ایک کو صحیح دوسرے کو
 غیر صحیح کہیے۔ تو کس کو صحیح فرض کیجیے۔ اگر حدیث رفع کو صحیح کہیے۔ تو ترجیح بلا
 مرجح کو تعصب مذہبی سے دخل دیجیے۔ اور اگر وجہ ترجیح کے لیے اور اؤ محدثین
 کی حدیث کو پیش کیجیے۔ تو میں اُن محدثین کے استادوں کے پران پر امام
 اعظم رحم کی اس حدیث کو (ابو حنیفہ رحم) عن حماد عن ابراہیم عن
 الاسودان عبد اللہ بن مسعود رحم کان یرفع یدیدہ فی اول
 التکید لثم لا یعود لشیء من ذلک کذا نے عقود الجواہر والحوار
 کہ اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا۔ اور ترمذی نے
 حسن کہا۔ اور حدیث مسلم مذکور کو اور حدیث لا ترفع الایدی مشہور کو پیش
 کرونگا۔ اور موطا سے امام محمد رحم کی احادیث تو سب پر بھاری اور پیش کیا ہوا
 ہوں۔ دکھلاؤنگا۔ پھر وجہ ترجیح کس جانب کو ہو دیکھیے۔ اور امام صاحب کے
 رتبہ اور محدثین کے رتبہ میں امتیاز کیجیے۔ اور اس فساد کو مٹا دیجیے۔ یعنی
 بین احنفیوں کی عداوت کو اٹھا دیجیے۔ اگرچہ اس باب میں بہت سے دلائل
 و آثار ہیں لیکن میں نے باعث مطول ہوئے کتاب کے طرح دیا۔ العاقل
 تکفیتہ الاشارة پر اکتفا کیا ۵

ایک حرف بس است اگر شعور است
 ورنہ چو چراغ پیش کور است
 آنحضرت صلعم کا نماز میں خفیہ آمین کہنے کا ثبوت

ولم یرفعہما فیما سوی ذلک۔ وغیر ذلک ہذا کلمہ فی موطاے
 امام محمد رحم۔ عن سوار بن مصعب عن عطیہ العوفی ان ابا
 سعید الخدری وابن عمر کا نایر فغان اید یہما اول ما یکبیران
 شمالا یعودان اخرجه البیهقی الشافعی وعللہ بان عطیہ شئی الحال وسوار
 اسو ومنہ۔ اس تعلیل سے بڑے تعصب کی آئی ہے کیونکہ یہ ہی بہیقی نے
 رفع یدین کی روایت کی ہے ابن عمر و ابو سعید وغیرہما سے لیث بن ابی سلم
 کے طریق سے روایت کیا۔ حالانکہ لیث بن ابی سلم مختلف فیہ و متحکم فیہ ہے اسکا
 سمجھنا ذکر نہ کیا۔ اور اپنی تقویت مذہب کے واسطے اس روایت کو معذول کیا
 ۵ اسی ہنرا نہادہ برکف دست۔ عیب ہا برگرفتہ زیر بغل۔

الغرض یہ حضرات اسناد پستی کی وجہ سے جہاں کہیں امام ابو یوسف
 کے خلاف کچھ چھوٹ موٹ کی بو باس بھی پاتے ہیں۔ فوراً اسکو پہاڑ کا سا
 بنا کر دکھاتے ہیں۔ اور اگر انکا نیکا پہاڑ کا سا عیب بھی موجود ہوے۔ تو
 اسکو تل برابر بھی نہ شمار کرے۔ کیونکہ رفع یدین کے ثبوت میں جتنی آثار میں
 ہیں اس میں کیا کیا تناقضات اور اختلافات ہیں انکو یہ حضرات اصلاً
 نہیں دیکھتے ہیں۔ بلکہ یا منسیا سمجھتے ہیں۔ لیکن محققین خوب جانتے
 ہیں۔ اور اسی سے نسخ و منسوخ ثابت کرتے ہیں۔ دور کیوں جائے
 میں۔ یہ ہی بہیقی کی دونوں روایت پر غور کیجیے۔ تو معلوم کیجیے۔ کیونکہ
 اگر دونوں روایت کو صحیح کہیے تو ضرور حدیث عدم رفع کو حدیث دفعہ
 کا نسخ سمجھیے۔ کہ فی الحقیقت ابتداء اسلام میں رفع یدین تھی (خواب)

تائین کیا۔ کیا غیر مقلدون نے ان لوگوں کو بھی باعتبار مایوئل کے امام صاحب
 کا مقلد سمجھا۔ العیاذ باللہ۔ حضرت اگر خیال کیجئے تو اسی حدیث سے تائین
 بالجہر کو بخوبی منسوخ سمجھیے۔ سوائے اسکے احادیث مصر ذیل سے بخوبی
 تائین باللہ کو استنباط کر لیجئے۔ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما قال کنا مع النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم فی سفر فجعل الناس یجھرون بالتکبیر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایہا الناس
 اربعوا علی أنفسکم انکم لیس تدعون اصم ولا غائباً انکم
 تدعون سمیعاً قریباً وهو معکم الخ والیضا۔ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما
 کانوا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصعدون فی ثنیۃ قال فجعل
 رجل ینادی کلہا علا ثنیۃ فارى لا الہ الا اللہ واللہ اکبر قال فقال
 بنی اللہ صلعم انکم لاتنادون اصم ولا غائباً الخ اخر جماعہم
 والیضا کہذا فی البخاری۔ اور امام محمد رحمہ اپنی موطا میں (جو قبل وجود شیوخ
 صاحبان صحاح کے تدوین ہوئی) لای مجھرون بذلك یعنی بالتائین لکھا۔
 اور وہی امام محمد رحمہ اپنی کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہ رحمہ سے چار چیز امام
 کا مخفی کرنا روایت کیا۔ وہ چار چیز۔ نعوذ بسم اللہ سبحانک و آمین ہجو۔
 اسی طرح سے سیوطی شافعی نے بھی اپنی جامع الجوامع میں ابو ہریرہ و طاہی
 روایت کیا۔ اور ابن شاہین نے اپنی مسنن میں۔ وغیرہم نے لکھا۔
 غور کرنے کی جگہ ہجو کہ مطلق آمین کہنا قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصاً
 اس حدیث سے بخوبی ثابت ہجو وہ واجب العمل ہجو۔ اس میں کسی طرح سے
 کسی فرق کا خلاف نہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم فاقیموا

اسکا جواب بھی مین نے تذکرہ مین لکھا ہے۔ اور بہت سی آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے اسکو ثابت کیا۔ خیر بیان بھی دو ایک روایت اور سن لیجے۔

عن وائل بن حجر رضی قال سمعت رسول صلعم قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقال امین ومدّ بها صوته ونفّ رواية خفض بها صوته اخرجه ابو داود والترمذی کذا فی التیسیر۔ چونکہ صاحب تیسیر بھی شافعی المذہب ہیں اسلئے روایت مذہب کو صاف و مقدم لکھا اور خفض بها صوته کو بے غرضی کے ساتھ موخر لکھا۔ نہین تو اس حدیث کو احمد و ابو داود و الطیالسی و ابو بعلی الموصلی نے اپنے اپنے سنون میں اور طبرانی نے اپنے معجمہ میں اور دارقطنی نے اپنے سنن میں اور حاکم نے اپنے مستدرک میں حدیث شعبہ سے یوں روایت کیا۔ عن سلمہ بن کہیل عن حجر ابی العنس عن علقمہ بن وائل عن ابیہ انہ صلی مع النبی صلعم فلما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال امین واخفّ بها صوته ولفظ المحاکمہ فی کتاب القراءات وخفض بها صوته ہر اسی طرح عینی اور فتح القدیر اور مرقات اور عمدۃ القاری وغیرہم میں ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی قال ترک الناس التامین وکان رسول اللہ صلعم اذا قأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال امین حتی یسمعوا اهل الصف الاول فیرتج بها المسجد۔ اخرجه ابن ماجہ اس حدیث سے صاف ظاہر و باہر ہے کہ تائین یا بھرا بتداء میں تھی۔ اخیر کو منسوخ ہو گئی شاید یہ بات ابو ہریرہ رضی کو نہ پہونچی ہوں۔ نہین تو انکے ہم اقران صحابہ نے کیوں نہ

اُسی حدیث کے فقو لو ار بنا لك الحمد سے ربنا لك الحمد کا بھی جبر
 لازم آتا اور اسی طرح سے ان حدیث زہرین کے فلیقل بلی انا علی ذلک
 من الشاہدین - ۲ - ورفلیقل آمنا باللہ سے بلی انا علی ذلک
 من الشاہدین اور آمنا باللہ کا جبر لازم آتا۔ قال رسول اللہ صلی
 من قراء منکم بالتین والزیتون فانتھی الی الیس اللہ با حکم الخ
 فلیقل بلی وانا علی ذلک من الشاہدین ومن قراء لا اقسو یوم
 القيمة فانتھی الی الیس ذلک بقادر علی ان یحیی الموتی فلیقل
 بلی۔ ومن قراء والمرسلات عرفا فبلغ فبای حدیث بعد
 یؤمنون فلیقل آمنا باللہ رواہ ابو داؤد وغیرہ کذا فی مشکوٰۃ^{میں} اور ناظر
 نہیں کہ امین دعا ہے چنانچہ خود بخاری کی ایک روایت میں عطا نے آمین کو
 دعا کہا۔ جب آمین کا دعا ہونا ثابت ہوا۔ تو خفیہ کہنا بھی ضرور ہوا۔ کہ تھو
 قرآنی سہر وال ہجر۔ قولہ تعالیٰ ادعویکم تضرعاً وخیفۃ۔ وقولہ تعالیٰ
 واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ دون الجہر من القول
 وقولہ تعالیٰ واسرّوا قولکم واجہروا بہ انه علیم بذات الصدور
 وقولہ تعالیٰ ولقد خلقنا الانسان وعلّمہ ما یوسوس بہ لنفسہ و
 نحن اقرب الیہ من جبل الوریث۔ وغیر ذلک ہمین تو شیخ قرآن کی
 لازم آوگی۔ اور وہ تفسیح حدیث۔ کلا ہی کا یمنیخ کلام اللہ الخ سے
 باطل ہجر۔ چہ جائے یہ حدیث کہ جس میں تقارض واقع ہجر۔ ناسخ قرآن ہوئی۔
 طرفہ غریب لطیفہ عجیب تو یہ ہجر کہ غیر مقلدین جس حدیث کے تکیہ پر

صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قال غیر
المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین یحبکم اللہ فاذا
کبروا سرکح فکبروا واسرکحوا فان الہامیر کح قبلکم ویرفع قبلكم
فقال رسول اللہ صلعم فتلك بتلك قال واذا قال سمع اللہ من
حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد لیسع اللہ لکم رواہ المسلم وفي رواية
لہ عن ابی ہریرہ وقتا وہ واذا قراء فانصتوا کذا فی مشکوٰۃ ہان صورت
جہرہ وسترہ میں اختلاف ہے وہ دو وزن صورت قول النبی صلعم سے ثابت نہیں
یعنی رسول اللہ صلعم نے مدد والہا صوتکم نفرمایا۔ البتہ محدثین فعل النبی
صلعم سے ثابت کرتے ہیں۔ اور جب فعل النبی صلعم سے دو وزن ثابت ہیں۔
تو قاعدہ تعارض کا پیش آیا۔ پھر اسمین غیر مقلدون کا کیا نکلا۔ سوائے
اسکے فعل النبی صلعم حنیفی کے پاس موجب وجوب نہیں اگر ہوتا تو رسول اللہ
صلعم صلوا کما راہتم ولی اصلی نفرماتا۔ بلکہ مجرد روت ہیئت صلوٰۃ
نبی صلعم کی کفایت کرتی۔ نہ تغلین کھولتے میں اصحابیوں کو نماز کے اندر جو
فعل النبی صلعم کو دیکھ کر کھولتے تھے فزاحمت فرماتا۔ نہ یہ حدیث عن ابن عمر
بن العاص (تا) یا رسول اللہ صلعم انک قلت صلوٰۃ الرجل
قاعد علی نصف الصلوٰۃ وانت تضلی قاعدا قال اجل ولكنی لست
کاحد منکم اخرجہ المسلم و مالک و ترمذی والنسائی کذا فی التیسیر فرماتا۔
الغرض اس فعل النبی صلعم سے جو تعارض واقع ہوا ہے۔ حنیفی الزام نہیں پاسکتا
اور حدیث بالا کے فقولوا آمین سے جہر یا تنہیں مراد نہیں ہو سکتا ہے۔ نہ تو

آخرہ زرین کذا فی التیسیر^{۲۱۹} امی حضرت مین تو آپ کے سوال کے جواب میں
تحت السترہ کی روایت کو آپ کی کتابوں سے اس قدر بھی ثابت کیا۔ حالانکہ
میں اس بات کا محتاج نہ تھا۔ بھلا آپ تو اپنے علی الصدر کی روایت کو صحیح
ثابت کیجیے۔ نہیں تو کس برتہ پر تپا پانی کا طلب ہی بیان فرمائے۔

دفع دخل ابن خزمیہ کی علی الصدر کی روایت کو جو وائل بن مجر کی طرف
منسوب ہے ان روایتوں کے معارضے میں ہرگز پیش نہیں کر سکتے ہیں جب
شیخ الصحاح ابن ابی شیبہ کی تحت السترہ کی روایت وائل بن حجر سے ثابت
ہو چکی۔ پھر بعد مدت مدید کے ابن خزمیہ کی علی الصدر کی روایت وہی وائل
بن حجر سے کیونکر صحیح ہوگی۔ نہ معارضے کی قابلیت رکھگی۔ حضرت یہ ابن
خزمیہ کی روایت عجب انوکھی روایت ہے نہ صحاح میں موجود ہے نہ المذہب
میں سے کسی کے مذہب کے ساتھ منطبق ہے حتیٰ کہ جمہور شافعیہ بھی تحت السترہ
و فوق السترہ کے قائل ہیں نہ علی الصدر کے۔ پھر آپ کی دلیل کا پتا کیا ٹھہرا نہ آپ کو
کھر کا مد گھاٹ کا پتہ لگا۔ ہاں من یضله فلا ہادی لہ کا نتیجہ نکلا۔

آنحضرت صلعم کا مقتدیوں کو خلف الامام قرأت کرنے سے
منع کرنے کا ثبوت

اسکا جواب بھی میں نے مذکرہ میں لکھا۔ پھر یہاں بھی بہ نیت نفع عوام کے
کچھ لکھتا ہوں۔ عن ابی ہریرہ رض ان رسول اللہ صلعم انصر
من صلوۃ جہر فیہا بالقراءۃ فقال هل قرأ معی منکم من اجل
فقال رجل انا یا رسول اللہ صلعم قال فقال انی اقول ملے

امین بالجہر کا فساد مجاہد ہے ہیں۔ وہ حدیث وائل بن حجر سے ہی اسکو تو خود امام بخاری رحمہ کا شیخ و استاذ یحییٰ بن معین نے ضعیف کیا۔ جیسا امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں لکھا۔ اور قابلِ حجت نہیں کہا۔ قال الشافعی یجہر بها عند الجهر بالقراءة لحدیث وائل بن حجر قال سمعت النبی صلعم انه قال امین ومد بها صوته وماروا لا ضعفه۔ یحییٰ بن معین فلا یلزم حجة۔ پھر ان نادانوں کے شور و شغب سے کیا ہوتا ہے۔ اور حنفیوں کا کیا بگڑتا ہے۔

آنحضرت صلعم کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنے کا ثبوت
 عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابيه قال رايت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمنہ علی شمالہ تحت السرّة اخرجہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ۔ عن علی رضی اللہ عنہ من السنۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرّة رواہ ابوداؤد۔ اس حدیث کو صاحب الکافی والمبسوط وغیرہ نے اور امام نووی شافعی نے بھی ذکر کیا۔ اگرچہ امام نووی نے اپنے مذہب کے حسن ظن پر اسکو ضعیف کہا۔ وہ حنفیوں کو مضرت نہیں لما ذکرہ۔ عن علی رضی اللہ عنہ السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السرّة کذا فی الشعرانی الشافعی وعن علی رضی اللہ عنہ ان من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الکف تحت التیسرۃ رواہ احمد و ابوداؤد و کذا فی المنتقى الاخیار۔ عن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ ان علیا علیہ السلام قال السنۃ وضع الکف فی الصلوٰۃ ویضعهما تحت السرّة

ولانے الاخرین واذا صلی وحده قراءۃ فی الاولین بفاصلۃ
 الكتاب وسورۃ ولم یقرأ فی الاخرین شیئا (ای من القرآن)
 سأتوان عبد اللہ بن مسعود سے قال انصبت للقراءۃ فان فی
 الصلوۃ شغالا وسکفیک الامام۔ آنھوان بن قیس سے
 قال لان اعص علی حجرۃ احب الی من ان اقرء خلف الامام
 نوان ابراہیم سے قال ان اول من قراء خلف الامام رجل ^{تقدم}
 وشوان بن شداد بن الہادی سے قال امر رسول اللہ صلعم
 فی العصر قال فقرأ رجل خلفه فغمرۃ الذی یلیہ فلما ان
 صلی قال لعم غمرتنی قال کان رسول صلعم قد اماک
 فکرہت ان تقرأ خلفه فسمعہ النبی صلعم قال من کان
 لہ امام فان قراءتہ لہ قراءۃ۔ اس روایت سے صراحۃ عدم
 جواز قراءت کا سورۃ مریمین بھی ظاہر ہے۔ کہ نماز عصر کی ستمی۔ گیا ہوں
 سے قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فیہ حجرۃ
 بارھوان عمر بن الخطاب رض سے قال لیت فی فسم الذی یقرأ
 خلف الامام حجرۃ۔ تیرھوان موسیٰ سے انه قال من قراء خلف
 الامام فلا صلوۃ لہ۔ کل ان روایتوں کو امام محمد رحم کی موطا سے
 نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح سے امام محمد رحم بہت سی حاشین اپنی کتاب
 میں بھی لایا ہے۔ ہمنے طوالت کی وجہ سے انکو ذکر نہ کیا۔ اور اس پر کفایت
 کیا۔ اگر کوئی کہے کہ صحاح کی کوئی روایت آپ نہیں لائے۔ تو خیر

انازع القرآن فانتهي الناس عن القراءة مع رسول صلعم
 فيما جهر به من الصلوة حين سمعوا ذلك اخرج محمد في موطاه -
 ايضا فيه عن ابن عمر انه كان اذا سئل هل يقرأ احد مع
 الامام قال اذا صلى احدكم مع الامام فحسبه قراءة الامام
 وكان ابن عمر لا يقرأ مع الامام - ايضا فيه - اخبرنا مالك
 حدثنا وهب بن كيسان انه سمع جابر بن عبد الله يقول من
 صلى ركعة لم يقرأ فيها بالقرآن فلم يصل الا وراء الامام -
 امام محمد رحمہ نے اپنے موطاء میں ان حدیثوں کو امام مالک رحمہ سے نقل کر کے
 فرمایا کہ بقول امام ابو حنیفہ رحمہ کے قراءت خلف الامام نہ صورت جہر میں نہ
 نہ صورت سر میں - کیونکہ اسمین بہت سی آثار میں ہیں - ایک تو ابن
 عمر سے قال من صلى خلف الامام كفته قراءته - دوسرے بھی
 ابن عمر سے انه سئل عن القراءة خلف الامام قال
 تكفيك قراءة الامام - تیسرا - جابر بن عبد الله عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم
 قال من صلى خلف الامام فان قرأ الامام له قراءة - چوتھا
 قال من صلى خلف الامام فان قرأ الامام له قراءة - پانچواں
 ابی وائل سے - قال سئل عبد الله بن مسعود عن القراءة خلف
 الامام قال انصت فان في الصلوة شغلا سيكفيك ذلك
 الامام - چھواں - علقمہ بن قیس سے ان عبد الله بن مسعود
 كان لا يقرأ خلف الامام فيما يجهر فيه وفيما يخاف فيه في الاولين

فحسبہ قراءۃ الامام وکان ابن عمر لا یقرأ مع الامام انیسوان
 اسی موطنے مالک بین جابر سے روایت ہوئے کہ وہ قال من صلی رکعتہ لم
 یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الادراء الامام۔ اس روایت کو
 ترمذی نے بھی لیا اور اپنی جامع میں اسکو صحیح کہا۔ بیسوان ابن اجمہ بن جابر
 سے روایت ہوئی کہ قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقرأۃ الامام
 لہ قراءۃ۔ اکیسوان وہی ابن ماجہ بن ابو ہریرہ رض سے اور ابی موسیٰ اشعری
 سے قال قال رسول صلعم اذا قراء فالضمتوا الخ۔ بیسوان وہی ابن ماجہ
 میں ابن اکیمر سے قال سمعت ابا ہریرہ رض یقول صلی النبی صلعم
 باصحابہ صلوۃ نظن انہا الصبح فقال هل قراء منکم من احد
 قال رجل انا قال انی اقول ما لی انا نزع القرآن۔ بیسوان ابن
 ابی شیبہ نے اس حدیث کو علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا عن علی
 قال من قرء خلف الامام فقد اخطا۔ چوبیسوان وہی ابن ابی
 شیبہ نے حضرت زید بن ثابت سے قال لا قراءۃ خلف الامام
 کور روایت کیا۔ چیسوان پھر انھوں نے ابراہیم سے قال اول ما
 حدثوا القراءۃ خلف وکانوا لا یقرؤن۔ کور روایت کیا۔
 چھبیسوان وہی ابن ابی شیبہ اور طبرانی و ابن مردویہ اور بیہقی نے
 ابن سعد سے انہ قال فی القراءۃ خلف الامام ما لقیئت
 للقرآن کما امرت فان للصلوۃ شغلا و سیکفیک ذالک کا
 روایت کیا۔ کذا فی السند المنشور للیوطی الشافعی۔ ستائیسوان

اسکی بھی چند روایت لاتا ہوں۔ اگرچہ بقاعدہ ماسبق کے میں کیسطح
 کی ضرورت اسکی نہیں سمجھتا ہوں۔ چودھوان صحیح مسلم میں عمران بن حصین
 سے یہ روایت ہے کہ قال صلی بنارسل اللہ صلعم صلوٰۃ الظهر
 والعصر فقال ایتکم قراء خلفی سبح اسم ربک الاعلیٰ فقال رجل
 انا ولما ارد بها الا الخیر قال قد علمت ان بعضکم خالجنہا
 (ای نماز عینہا معناہ الا نکار علیہ) اخرجه المسلم والیاض فیہ یندرجوا
 اسی عمران سے یہ روایت ہے کہ ان رسول اللہ صلعم صلی الظهر فعمل
 رجل یقرأ خلفہ سبح اسم ربک الاعلیٰ فلما انصرف قال ایتکم
 قراء او ایتکم القارئ قال رجل انا فقال قد ظننت ان بعضکم
 خالجنہا۔ ایضاً فیہ سوطھوان فتاویٰ سے یہ روایت ہے کہ ان رسول
 صلعم صلی الظهر وقال قد علمت ان بعضکم خالجنہا۔ او طرفہ
 عجیب او لطیفہ غریب تو یہ ہے کہ صحیح مسلم میں بخیر ان تین روایت کی او کوئی
 روایت باب القراءۃ خلف الامام میں نہیں۔ اور ان تینوں روایتوں سے
 صاف ظاہر ہے کہ نماز ستر میں بھی قراءۃ خلف الامام درست نہیں کیونکہ نماز عصر
 یا ظہر کی تنہی سترھوان وہی صحیح مسلم کے باب فی سجود القرآن میں یہ روایت عطاء بن
 یسار سے مذکور ہے کہ انہ خبرہ انہ سال زید بن ثابت عن القراءۃ
 مع الامام فقال لا قراءۃ مع الامام فی شئ الخ اخرجه المسلم۔
 اٹھارھوان موطاے مالک میں ابن عمر رض سے روایت ہے کہ انہ کہان اذا
 سئل هل یقرأ احد مع الامام قال اذا صلی احدکم۔ مع الامام

تھاری روایتیں باوجود موجود ہونے معارضوں کے کیونکر قابل احتجاج کے
ٹھہریں۔

ہم الزام انکو دیتے تھے قصور لپٹا نکل آیا۔ حضرت اب لو آپ ہی کے قول سے قاعدہ
اذا القارض لسا قاطا کا نکل پڑا۔ پھر تو احتجاج باحادیث صحاح کا برباد
ہو گیا۔ کیون نہو حسب نوشتہ احادیث ماسبق کے میرے۔ یہ تالیفات
نثر القرونی ہیں۔ اس میں بہت کچھ رطب و یابس مخلوط ہیں۔ نہیں تو اس طرح کے
تناقضات بزرگوں سے ہرگز و ہر آئینہ ثابت نہو ہیں۔ کیا یہ عقل تجویز کرتی
ہے کہ حضرت عمرؓ وغیرہ کسی وقت میں کچھ اوکسی وقت میں کچھ فرماویں۔
لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ نتیجہ فقط اسناد پرستی اور تعصب مذہبی کا
ہے۔ تو فی اللہ یہ معجزہ قول حضرت ریالت آجہ سلم شہ لظہر الکذب وغیرہ
کا ہے۔ تنبیہ میں کچھ امام صاحب کے قول کے ثبوت کے واسطے صحاح کی طرف
محتاج نہیں ہوں۔ بلکہ اصل کی اصالت کو نقل سے ثابت کرنے کو جہاں
سمجھتا ہوں۔ لیکن فقط الزام خصم کے لئے پیش کیا کرتا ہوں۔ نہیں تو انکے
قول کو قرآن سے ثابت کرنے میں عاری و عاجز نہیں ہوں یہ وہ عدم جواز قرأت
خلف الامام اسی آیت اذا قرء القرآن فاستمعوا له والصبروا
سجوبی ثابت ہے۔ کیونکہ جب اس آیت سے تلاوت قرآن کو ایسا استماع و
الضات لازم ہے جیسا کہ طلوع شمس کو وجود نہار لازم ہے تب قرأت فاتحہ
خلف الامام کو بھی استماع والضات لازم ہے کہ وہ بھی قرآن بل ام القرآن ہے۔
اعتراض خیر لفظنا فاستمعوا سے البتہ صورت جہر میں استماع متحقق ہو سکتا ہے

واقطعتی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اٹھائیسواں ابن ابی شیبہ نے حضرت
 جابر سے قال لا یقرء خلف الامام الا ان جھروکاً ان ستر
 ذکرہ الزبلی فی نصیب الرلیعہ کو روایت کیا۔ اسیسواں امام مالک
 نے بیاضی سے ان النبی صلعم خرج علی الناس وھو لصلون
 وقد عدلت اصواتھم بالقراءۃ فقال ان المصلی یناجی ربہ
 فلینظر بما یناجیہ ولا یجھر بعضکم علی بعض بالقرآن کذا
 فی التیسیر کو روایت کیا تیسواں پھر وہی امام مالک اور احمد اور ترمذی
 اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے (مالی انازع القرآن)
 اور (اذا اقرأ فالصتوا) کو روایت کیا کذا فی مشکوٰۃ۔
 تنبیہ جب ہم نے اصل اصل کتابوں سے عدم قرأت کو ثابت کیا۔
 باقی روایتوں کو جو طحاوی اور ابن ہمام اور عینی وغیرہم لائے۔ طوات
 کی وجہ سے چھوڑا۔ اعتراض اگر آپ فرمائیں کہ تمھاری سب روایتوں
 کا معارض موجود ہی بلکہ تم نے جس راوی سے عدم جواز کو ثابت کیا۔ اسی
 راوی سے جواز کی بھی روایت ثابت ہے جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
 دونوں طرف کی روایتیں موجود ہیں۔ پھر تمھاری روایتیں کس طرح سے غالب
 احتجاج کے ٹھہریں۔ جواب جس طرح سے آپ لوگوں کے پاس جواز کی
 روایتیں باوجود موجود ہونے روایتیں عدم جواز کے قابل احتجاج کے
 ٹھہریں۔ اگر بقول آپ کے ہماری روایتیں قابل احتجاج کے نہ ٹھہریں۔ تو پھر

والنسائی کذا فی مشکوٰۃ^{۳۰۲}۔ دوم حدیث یہ ہے۔ و فی روایۃ الترمذی
قال اذا قمت الی الصلوٰۃ فتوضاء کما امرک اللہ بہ ثم
تشہد فاقم فان کان معک قرآن فاقراء واکلا فاحمد اللہ
وکتبک وھللہ ثم ا رکح کذا فی مشکوٰۃ^{۳۰۳}۔

خدا اور رسول کا عوام غیر مجتہد پر کسی امام کی ایماۃ الرجبہ
سے تقلید کو واجب کرنے کا ثبوت

ہر چند اسکا جواب بھی مین نے تذکرہ مین اولہ قطعہ سے ثابت کیا۔
لیکن یہاں پر بھی دوسری طرز سے کچھ لکھنے کو مناسب سمجھا۔ وہ یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
فرمایا۔ اس سے اتباع اولی الامر کا واجب ہے۔ اسمین کی طرح کاشک و
شُبہ نہیں۔ لیکن گفتگو اسمین ہے کہ مطلق اولی الامر کا اتباع واجب ہے یا
مقتد بفر و کامل کا۔ اگر ثانی ہے تو فتنہ فروشت و نزاع برخاست کا
نقشہ پیش ہے کہ امام صاحب ائمہ مین فرد کامل مین۔ تب انکا اتباع واجب
ہے۔ اگر اول ہے تو مین قولہ تعالیٰ اتبع احسن ما انزل الیکم۔ و
قولہ تعالیٰ ولا تنسوا الفضل بینکم۔ و قولہ تعالیٰ او جینا الیک
ان یتبع ابراہیم کو امر مطلق کا بیان ڈالتا ہوں۔ اور اس سے
فرد کامل مراد لیتا ہوں۔ کیونکہ جب اول آیت سے باوجود حقیقت کُل
ما انزل اتباع ما احسن کا امور یہ ہونا ثابت ہوا۔ اور ثانی آیت سے قبل
کے فضل کو بھولنا منہی عنہ ٹھہرا۔ اور ثالث آیت سے باوجود حقیقت نبوت

اما صورت ستر یہ میں کیونکر استماع ثابت ہو سکتا ہے۔ تب اس صورت ستر یہ
 میں قرات خلف الامام کون آیت سے ممنوع ہوتی ہے۔ جواب
 اس آیت کے لفظ انصتوا سے ممنوع ہوتی ہے کیونکہ انصات میں سماعت
 لازم نہیں۔ اگر ہوتا تو اللہ جل شانہ بعد فاستمعوا کے پھر انصتوا کو تکراراً
 نہ فرماتا۔ کہ حشو قرآن میں لازم آتا۔ البتہ یہ تخصیص بعد تفسیر اس صورت کے
 لیے ہے کہ جس صورت میں قرآن سنا نہ جاوے۔ اور جہاں سماعت میحقق
 نہ ہوئے پاوے۔ وہاں بھی اسی انصتوا سے خاموشی اختیار کرے۔ اور
 استماع میں سماعت و انصات دونوں لازم ہیں یعنی چپ رکھ کر سننے کی
 کوشش کرے۔ نہیں تو قائمہ خاصیت باب افتعال کہ اللہ تعالیٰ نے
 سمع کو باب افتعال میں لیا کر فاستمعوا فرمایا باطل ہوئے۔ کیونکہ حضرت
 جب شاہی دربار میں دور کے بیٹھنے والوں کو جو کلام شاہی سننے نہیں پاتے
 ہیں انصات لازم ہوتا ہے تو کیا اللہ جل شانہ کا دربار اس سے بھی بگیرا ہے
 کہ اس میں جسکا جو جی چاہے سو پڑے جائے۔ سوائے اسکے جب بھیجے
 لی ان دونوں حدیثوں میں قرات فاتحہ کی مطلقاً متحقق نہیں پھر مضمون
 حدیث لا صلوة الا بفاتحة الكتاب کو یہاں پر کیا کہیے۔ باوجود عدم
 قرات فاتحہ کے نماز کیونکر صحیح ہوتی ہے۔ اول۔ حدیث یہ ہے عن عبد اللہ
 بن ابی اوفی قال جاء رجل الى النبی صلعم فقال انی لا استطیع
 ان اخذ من شیئاً فعلنی ما یجزئنی قال قل سبحان اللہ الحمد للہ
 ولا اله الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ انحر عرجاؤک

قال اتت النبي صلعم امرأة فكلتته في شئ فامر هذا ان ترجع اليه قالت
 يا رسول الله م ارايت ان جئت ولم اجدك كانها تريد الموت قال
 فان لم تجدني فآلى ابا بكر متفق عليه كذا في الشكوة ^{چوتھی} روایت محمد بن
 حنیفہ سے قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلعم قال ابو بکر
 قال قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت
 قال ما انا الا رجل من المسلمین رواہ البخاری کذا فی الشکوة ^{چوتھی} - یانچون
 روایت ابن عمر سے قال کنا فی من النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا
 نعدل بابی بکرا احد انتم عمر ثم عثمان ثم نزلنا اصحاب النبی ^{صلعم}
 لانفاضل بنہم رواہ البخاری وفی روایت ابی داؤد قال کنا نقول
 ورسول صلعم حتی افضل امة النبی صلعم بعدہ ابو بکر ثم
 عمر ثم عثمان کذا فی الشکوة ^{چوتھی} - بتنبیہ جب پہلی روایت سے حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کے رہتے ہوئے امامت غیر کی سزاوار نہیں ہوتا۔ اور دوسری
 روایت سے اللہ و مؤمنوں کا سوا ابو بکر کے انکار کرنا۔ اور تیسری روایت
 سے بعد رحلت آنحضرت صلعم کے عورت سائلہ کو ابو بکر کے پاس آنا۔ اور
 چوتھی روایت سے خیر الامہ بعد النبی صلعم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان کا ہونا۔
 اور یانچون روایت سے ابو بکر کی برابر اور کسی کو نہ ٹھہرانا۔ ثابت ہوا۔
 یعنی باوجود حدیث اصحابی کالجورم یا یثم اقتدیتہ احد یتبعہ
 صحابیون پیغمبر صحابیون نے حضرت ابو بکر صدیق کو افضل جانکر ترجیح دیکر اقتدار
 کیا۔ تب اسی طرح سے سنیوں میں خفیون نے امہ کے درمیان سے امام الامہ

بہرہی کے اتباع حضرت ابراہیم کا کرنا ثابت ہوا۔ تب علی وجہ الکماں -
 وبصورت جمال امر مطلق کو مقید بقر و کامل ہونا ثابت ہو گیا۔ اور امام
 ابی حنیفہ رحمہ استاذ الایمہ امام الایمہ واعظم الایمہ وافضل الایمہ واعلم الایمہ
 واورع الایمہ وارہد الایمہ واقدم الایمہ واقرب الایمہ الی الرسول صلعم
 ہیں پھر انکا اتباع کیوں واجب نہو۔ اگر آپ اس پر بھی اکتفا نہ کریں تو میں
 آپ کے صحاح سے (جسکو آپ لوگ کالوحی من السماء سمجھتے ہیں۔ حتی کہ
 اسکے مقابلہ میں حدیث السنۃ قاض سے قرآن کو بھی ضعیف ٹھہراتے
 ہیں العیاذ باللہ) چند حدیثیں جسکو صاحب مشکوٰۃ نے جمع کیا۔ اس
 تقریر کی تائید میں پیش کرتا ہوں۔ اور اس میں تاویل و تفکر سے نظر کرنے کو
 امید رکھتا ہوں۔ انہیں سے پہلی روایت حضرت عائشہ رض سے یہ ہے عن
 عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلعم لا یبغی لقویر فیہم
 ابوبکر ان یؤمھم غیرہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب
 کذلک فی مشکوٰۃ۔ اگرچہ ترمذی رحمہ نے باعتبار اسناد کے اسکو غریب
 کہا۔ لیکن اسکی تائید میں نیچے کی حدیثیں موجود ہیں۔ دوسری روایت
 نے یہ ہے عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلعم
 فی مہضہ ادعی لی ابابکر ابائک واخلک حتی اکتب کتابا
 فانی اخاف ان یتمنعن من ویقول قائل انا وکلا ویابے
 اللہ والمؤمنون الا ابابکر رواہ المسلم وفی کتاب الحجۃ ری انما
 بدل انا ولا کذلک فی مشکوٰۃ۔ تیسری روایت خیر بن مطعم سے

النبی صلعم النظم فقال ابردوا ابردوا وقال انتظروا انتظروا
 وقال شدة الحر من فیج جہنم فاذا اشتد الحر فابرءوا
 عن الصلوة حتی رائنا فی التلول اخرجہ البخاری۔ ایضاً اخرجہ المسلم۔
 چوتھی روایت پھر ابو ہریرہ رضی عنہ عن النبی صلعم انه قال اذا
 اشتد الحر فابرءوا (تا) واشتکت النار الخ اخرجہ البخاری۔
 ایضاً اخرجہ المسلم۔ پانچویں روایت ابو سعید سے قال قال رسول صلعم
 ابرءوا بالنظم فان شدت الحر من فیج جہنم تابعہ سفین
 و یحییٰ و ابو عوانہ عن الاعمش اخرجہ البخاری۔ چھٹوں پھر ابو ہریرہ
 سے قال قال رسول اللہ صلعم اذا اشتد الحر فابرءوا بالنظم
 فان شدة الحر من فیج جہنم اخرجہ ابن ماجہ۔ ایضاً فیہ عن ابی
 ہریرہ مثله۔ ایضاً فیہ عن مغیرہ بن شعبہ مثله۔ ایضاً فیہ عن ابن عمر مثله۔
 دسویں پھر ابو ہریرہ رضی عنہ سے ان النبی صلعم قال اذا اشتد الحر
 فابرءوا بالصلوة فان شدة الحر من فیج جہنم اخرجہ مسلم۔
 یہذا اللفظ کذا فی التیسیر۔ گیارھویں۔ ابو ذر رضی عنہ سے قال کنال
 مع النبی صلعم فی سفر فاراد الموزن ان یوزن للنظم فقال
 لہ رسول اللہ صلعم ابرءوا ثم اراد ان یوذن فقال لہ
 ابرءوا حتی رائنا فی التلول فقال النبی صلعم ان شدة الحر
 من فیج جہنم فاذا اشتد الحر فابرءوا بالصلوة اخرجہ
 الا نسائی کذا فی التیسیر۔ بارھویں قاسم بن محمد سے قال ما

کو اسی اشارۃ النص سے ترجیح دیکر اقتدا کیا تو کیا قصور کیا۔ و قیقہ دیکھیے
غور کیجیے کہ بعد البنی صلعم کے اقتدا کی تین صورتیں ہیں۔ اول۔ اقل اصحاب
کا صحابہ کے ساتھ۔ دوم۔ اقتداء غیر صحابہ کا صحابہ کے ساتھ۔ سوم۔ اقتداء
غیر صحابہ کا غیر صحابہ کے ساتھ۔ جب صورت اول میں اُن حدیثوں سے استفادہ
عموم اولی الامر کا آیت اولی الامر منکم سے بالکل مفقود ہے کہ کل صحابہ کا اقتداء
حضرت ابو بکر رضی کی افضلیت میں فرد کامل ہونے کے سبب سے موجود۔

اور صورت ثانیہ میں بھی وہی افضلیت کے سبب سے (کہ حدیث اصحابی
کا انجوم الخ سے ثابت ہے) اقتداء غیر صحابہ کا صحابہ کے ساتھ ثابت۔ تب صورت
ثالثہ میں کیوں وہی افضلیت کا اعتبار نہو۔ اور کیوں حدیث اجعلوا
آیمنکم بخیارکم الخ سے خیار ائمہ پراقتداء واجب نہو خذ ہذا۔

ظہر کا وقت دوسری مثل تک باقی رہنے کا ثبوت

چند روایتوں سے ثابت ہے کہ۔ انہیں سے ایک روایت ابو ہریرہ رضی سے
یہ ہے کہ ان رسول صلعم قال اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوة
فان شدة الحر من فيح جهنم قال ابو محمد (یعنی دارمی)
هذا عندی من التاخير اذا تاذا وبالحر اخرجہ الدارمی۔

دوسری روایت نافع مولیٰ ابن عمر رضی والیہما عن۔ حدیث عن
الرسول انه قال اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوة فان شدة
الحر من فيح جهنم اخرجہ البخاری۔ اور اسی طرح سے یہ روایت
صحیح مسلم میں بھی ہے۔ تیسری روایت ابی ذر رضی سے قال اذن مؤذن

غربت الشمس لم يخرج محمد في موطاء۔ اس حدیث سے ابتداء وقت عصر کا
 وومثل کے بعد سے ہونا ثابت ہے۔ پندرہویں روایت جابر رضی اللہ سے
 قال صلی بنا رسول اللہ صلعم حين صار ظل كل شئ مثليه رواه ابن
 ابی شیبہ کذا فی الصغریٰ۔ اس سے بھی وومثل کے بعد ابتداء عصر کا شروع ہونا ثابت ہے۔ عمر الشراک
 ان حدیثوں کے معارضوں کی نسبت میں تم کیا کہتے ہو جواب ان حدیثوں کی نسبت
 میں تمہارا جواب ہے وہی جواب میرا ان حدیثوں کی نسبت میں ہے۔ دوسرا
 جواب ہماری روایتوں میں تناقض نہیں اور تمہاری روایتوں میں
 بہت سے تناقضات ہیں۔ انہیں سے ایک ابن عباس سے یہ ہے کہ قال
 قال رسول اللہ صلعم امتی جبرائیل عند البیت مرتین
 فصلی بالظہر حين زالت الشمس وكانت قدر الشراك وصلی
 لی العصر حين صار ظل كل شئ مثله (تا) فلما كان الغد فصلی
 لی الظہر حين كان ظله مثله وصلی لی العصر حين كان ظله
 مثليه الخ رواه ابو داؤد والترمذی کذا فی مشکوٰۃ۔ اس حدیث
 سے صاف ظاہر ہے کہ ظہر کا آخر وقت اور عصر کا اول وقت
 مشترک ہے کیونکہ آخر وقت میں ظہر کے اور اول وقت میں عصر کے
 لفظ کا ن ظلمہ مشابہ مشترک ہے۔ حالیکہ کوئی وقت صلوٰۃ خمسہ سے مشترک نہیں
 چنانچہ ابن عمر کی روایت میں وقت الظہر (تا) ما لم یحضر العصر
 الخ کذا فی مشکوٰۃ۔ اور ابی ذر کی روایت میں یمیتون الصلوٰۃ
 او یؤخرون عن وقتها الخ کذا فی مشکوٰۃ۔ اور حضرت علی رضی

ما ادرکت الناس الا یصلون الظهر بعشیٰ اخرجه مالک کذا فی التیسیر^{۲۰۸}
 معنی عشیٰ آخر روز ہے۔ تیرھویں ابو موسیٰ سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اذا کان الحر ابرد بالصلوٰۃ واذا کان البرد عجل اخرجه النسائی کذا
 فی التیسیر۔ تبیینہ ان روایتوں سے ابراد بالظہر حالت گرمی میں علی
 وجہ الکمال ثابت ہے۔ اور معنی ابراد کے یہ ہیں کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں
 پڑھے۔ اور ٹھنڈا پین تو قبل ایک یا ڈیڑھ مثل کے اس دیار میں بھی متحقق نہیں
 ہو سکتا ہے۔ پھر اُس دیارنگستان میں کیونکر متحقق ہو۔ ہاں کس قدر قبل کا
 مثل سے لیکر دو مثل تک متحقق ہے۔ اس لیے امام صاحب نے ان حدیثوں
 سے مسئلہ مثلیں کا استنباط کیا۔ سوائے اسکے تیری روایت میں
 بخاری اور مسلم کی اور گیارھویں روایت مذکور میں تیسرے لفظ حتیٰ رائے
 فی التلؤل مذکور ہے۔ اور تلؤل کے معنی لغت میں تودہ اور عینی میں التلؤل
 جمع تل و ہو کورۃ من الرمل۔ اور سطلانی میں التل بالفتح والتشدید
 کل ما اجتمع علی الارض من تراب اور بل او غیر ہما و کیوں سطحاً غیر شاخص غالباً
 ولا یظہر له ظل لانبساطہ الا اذا ذهب اکثر وقت الظہر لکھا۔ اب غور کی جگہ
 کہ تودہ ریگ وغیرہ کا سایہ جب تک آفتاب خوب ڈھل نہ جاوے تب تک
 متحقق نہیں ہوتا ہے۔ اُسی وقت شمس مستقیم کا سایہ دو مثل تک ہوتا ہے۔
 چودھویں روایت عبد اللہ بن رافع سے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سالہ
 عن وقت الصلوٰۃ فقال ابو ہریرۃ انا اخبرک بصل الظہر اذا کان
 ظلك مثلك۔ والعصر اذا کان ظلك مثلیک والمغرب اذا

امام صاحب کے دقائق کو دریافت نہ کر سکے انھوں نے بھی امام صاحب کا خلاف کیا۔ کل حزب بما لدیہم فرحون ۵ للناس فیما یعشقون مذاہب ۵ ہر کس مناسب گھر خود گرفت یار۔ ببل بیان گرفت و عن سوے خارزار۔

عام مسلمانوں کا نفس ایمان اور پیغمبروں اور جبرائیل کا مساوی ہونے کا ثبوت

مساوی ہونا نفس ایمان رسول صلعم اور مؤمنوں کا اس آیت سے بخوبی ثابت ہے قولہ تعالیٰ آمن الرسول بما انزل الیہ من امرہ والمؤمنون ط کل آمن باللہ وملائکتہ وکتابہ ورسولہ۔ کیونکہ خداوند کریم نے لفظ رسول صلعم پر لفظ المؤمن کو عطف کیا۔ اور درجہ معطوف معطوف علیہ کا حکم عطف میں متحد ہے۔ پس ایمان رسول ۱ و مؤمن کا بھی متحد ہونا ثابت ہوا۔ نہیں تو۔ جاء زید وعمر وین عدم مساوی ہونا۔ مجیت میں ہر دونوں کے لازم آتا ہے۔ حالانکہ یہ خلاف عقل و نقل و محاورہ و عجم و عرب کے ہے۔ اور سوائے اسکے لفظ کل کی تنوین عوض مضاف الیہ کا بھی کذا فی الجلالین۔ تب کل کلم کے معنی میں متعل ہے۔ اور کلمہ تاکید حکم میں متعل ہوتا ہے تب کیونکہ ایمان میں جو فرمان خدا کا ہے باوجود تاکید کے دونوں مساوی ہوں۔

سوائے اسکے کمال دین کمال ایمان پر دلالت کرتا ہے۔ اور جب کمال ایمان ہر مؤمن کا ثابت نہو تب معنی قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم

روایت میں یا علی ثلاثۃ - توخرها الصلوة اذا انت الخ کذا فی
 المشکوۃ^{۲۳۶}۔ ان روایتوں سے بخوبی عدم اشتراک ثابت ہے۔ پھر جس حدیث
 میں وقت کا تناقض ہے وہ حدیث کس قدر صحیح ہو سکتی ہے دریافت کیجیے۔
 اور روایت جناب بن الارث کی حسین شکونا الی رسول اللہ صلعم
 حر الرمضاء فلم یسکنا الخ کذا فی التیسیر^{۲۳۷} ہے وہ تو بالکل خلاف مضمون
 انا ارسلناک رحمۃ للعالمین کا۔ اور قولہ تعالیٰ یرید اللہ بکم
 الیسر ولا یرید بکم العسر کا۔ اور قولہ تعالیٰ لا یكلف الله نفسا
 الا وسعها کا۔ اور حدیث التما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین
 رواہ البخاری کذا فی المشکوۃ^{۲۳۸} کا۔ اور حدیث قال رسول صلعم لیسر و لا
 تعسروا فی روایہ وسکنوا ولا تنفروا اخرجہ الشیخان کذا فی البتیر^{۲۳۹}۔
 اور حدیث ولو لا یثقل علی امتی لصليت بهم هذه الساعة
 الخ کذا فی المشکوۃ^{۲۴۰} کا۔ اور حدیث لو ان اشدق علی امتی لاهرقم
 ان یؤخر والشاء الی ثلاث اللیل اولضفه رواہ احمد والترمذی وابن
 ماجہ کذا فی المشکوۃ^{۲۴۱} کا۔ اور حدیث نمذوم من الاعمال ما تطیقون
 فان الله لا یملو حتی تلوا متفق علیہ کذا فی المشکوۃ^{۲۴۲} کا اور کُل روایات
 ما تقدم ابردا بالظہر کا ہے۔ حضرت ہر ہر بات میں خبر احاد پر تکیہ کر کے
 اپنے پیچھے پیچھے دوڑنا۔ کیسا جیسا کو اکاں لے گیا کہنے پر کوئے کے پیچھے
 دوڑنا۔ اور کان میں ہاتھ دیکر نہ دیکھنا۔ مگر کیا کیجیگا۔ آپ لوگوں کو ان
 باتوں کے پھٹکارنے راہ راست نے بھٹکار کھائی۔ ہاں جو جو علم

من عند اللہ الہ نازل ہوئی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ نصرت
 فعل الہی ہے۔ اور اللہ اسکا وعدہ کر چکا ہے۔ اس کے وجود میں کسی طرح کا شک
 نہیں۔ اور رسول صلعم کو اس بات پر کئی اعتماد تھا۔ باوجود اس کے مضطر
 ہو کر دعا مانگی۔ اور اللہ جل شانہ نے بھی فقط اس کے اطمینان قلب کے لیے
 فوج بھیجی۔ اس سے کچھ ماز و یاد ایمان کا نہیں لازم آتا ہے۔ اور یہ نہونے
 سے کسی ایمان کی لازم آتی ہے۔ اگر کسی ایمان کی لازم آتی۔ تو نقصان ایمان
 نبی صلعم اور حضور ابراہیم علیہ السلام کی قبل اس اطمینان کے لازم آتی۔ العیاذ باللہ۔
 سوائے اس کے اگر نفس ایمان کی زیادتی و کمی ہو نا ثابت ہوتا۔ تو خداوند
 کریم خود اس آیت میں ویقولون تو من ببعض و تکفر ببعض و یریدون
 بین ذلک سبیلاً و اولئک ہم الکافرون حقا۔ اُن لوگوں کی
 شان میں جو بعض چیزوں پر ایمان لاتے اور بعض کو انکار کرتے اولئک
 ہم الکافرون حقا۔ ہرگز نہ فرماتا بلکہ مضمون آیت و ماکان اللہ البصیح
 ایما نکم۔ و ان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین۔ اور و ان تک حسنة
 یضعفوا ویوت من لدنہ اجرا عظیما۔ اور فمن یعمل مثقال
 ذرۃ خیر ایرہ۔ بعض ایمان کا اجر و نیک کا وعدہ کرتا۔ اجر مؤمن کہ
 کیسا ہی کم نہ ہو کیون ہرگز ضائع نہ کرتا۔ نہ میں تو بر خلاف و ان اللہ لیس
 بظلام للعبید۔ اللہ کا ظالم ہونا لازم آتا۔ العیاذ باللہ نہ صاحب
 تفسیر میثاوی شافعی اس آیت کے تحت میں یہ عبارت لکھتا۔ یریدون
 (تا) سبیلاً۔ طریقاً و سطاً بین الایمان و الکفر و لا واسطہ او الحق

کیونکہ مصدق ہو سکتا ہے۔ سوائے اسکے ایمان کی کمی و بیشی جو بظاہر ہے۔
 اذاتلین علیہما یا تہ نہ راد تھا ایمانا وغیرہ سے معلوم ہوتی ہے۔
 وہ کیفیت ایمان کی زیادتی و نقصانی ہے۔ نہ نفس ایمان کی اگر نفس ایمان
 کی زیادتی ہوئی۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آیت میں واذ قال ابراہیم
 ارنی کیف تخی الموت قال اولم تؤمن قال بلی ولكن لیطمئن قلبی
 کیفیت احیاء موتی سے سوال نہ کرتے۔ اور اولم تؤمن سوال استفہام
 انکاری کی جگہ میں بلی ولكن لیطمئن قلبی نہ کہہ کر۔ لیزیدت ایمانی فہر ماتے۔
 اس سے صاف ظاہر ہے کہ درمیان ایمان اور اطمینان کے تفرقہ ہے یعنی ایمان اور
 شہرہ اطمینان اور شہرہ شہرہ میں تو لفظ بلی ولكن کے معنی منطبق حال اس میں
 و قال کہ ہوتے۔ نہ اس آیت میں الذین امنوا وطمئن قلوبہم بذكر الله
 الا بذکر الله تطمئن القلوب عطف وطمئن قلوبہم کا اوپر الذین آمنوا
 کے صحیح ہوتا۔ سوائے اسکے جناب رسالت مآب صلعم جب حسب وعدہ خداوند
 تعالیٰ تین سو صحابہ کو ہمراہ لیکر مشرکین کے مقابلہ میں گئے تشریف لے گئے۔ اور
 نظر ایک مشرکین پر پڑی۔ اور انکو عدد و شمار میں ہزار پائے۔ تب مضطرب ہو کر
 ہاتھ اٹھا کر یہ دعا اللہم اخرجنی ما وعدتہ الخ پڑھنے لگے۔ یہاں تک
 کہ ردائے مبارک آپ کی گر پڑی۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 لفاک منا شدتک مر بک فانہ یخرجک ما وعدک فرمایا۔ تب یہ
 آیت فاستجاب لکم الی محمد کم یالف من الملائکۃ مرد فین وما
 جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن بہ قلوبکم وما النصر الا

لما قال الامام الرازی لا یقبل الزیادة والنقصان من حیثیة
 اصل التصدیق لا من جمعة الیقین فان مراتب اهلها مختلفة
 فی کمال الدین فقط ہذا ہوالمراد۔ فقد رفع من الفساد وسواء اسکے
 ایمان کے دو معنی ہیں ایک حقیقی۔ جو مجرب و تصدیق قلب باجاء بہ النبی صلعم
 پر دلالت کرے۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ اَلَا مَن اٰکَرَّکَ عَلٰی الْاَفْرَءِ اَوْ کَلِمَۃَ الْکُفْرِ۔
 وقلبه مطمئن بالایمان لم یغیر عقیدتہ و فیہ دلیل علی ان الایمان ہو
 التصدیق بالقلب کذا فی البیضاوی اور حدیث من شہدان لا اله
 الا الله وان محمداً رسولہ حرم الله تعالیٰ علیہ النار رواہ مسلم
 کذا فی التیسیر۔ اور حدیث ثلثۃ من اصل الایمان الکف عن قال لا
 اله الا الله ولا تکفروا بذنب ولا تخرجہ عن الاسلام لعل الخ
 اخرج ابو داود وکذا فی التیسیر۔ اس پر شہادت دیتے ہیں۔ ہرگز اس ایمان
 کی کمی بیشی ثابت نہیں۔ دوسرا مجاہد ہی جو کیفیت تصدیق قلبی پر دلالت
 کرے۔ یعنی جو ان احکام شرعی صا در ہونے لگے۔ تیون تیون انشراح صدر
 اور انفلاح قلب مؤمنون کے بڑھنے لگے۔ یہ فقط اثر و اثرہ اس تصدیق
 قلبی حقیقی کا ہو۔ چنانچہ اسی بات پر یہ روایت ابن عباس کی دلالت کرتی ہو۔
 عن ابن عباس رض ان اول ما اتاهم النبی صلعم التوحید فلما
 امنوا باللہ وحدہ کا انزل الصلوۃ والزکاۃ ثم الحج ثم الحجا
 فازدادوا ایماناً الی ایمانہم کذا فی الکشاف۔ کہ انزل الصلوۃ وغیرہ
 بعد امن کے وارو ہو۔ تب وہ صلوۃ وغیرہ داخل ایمان ہوئے ہاں وہ

لا یختلف فاذا الايمان بالله تعالى انما يتم بالايمان برسوله وتصديقهم فيما بلغوا
عنه تفصيلا او اجمالا فالكا فربعض ذلك كا الكافر بالكل كما قال الله تعالى
فماذا بعد الحق الا الضلال - اولئك هم الكافرون - هم الكا ملون في
الكفر لا عبرة بايمانهم هذا سواے اسکے اس آیت میں اذا تلیت علیهم
ایمانہ مراد تھما ایمانا۔ ایمان کا معنی اطمینان النفس یا سوخا للیقین
بتطابق الاولیاء و العمل بموجبها کما فی البیضاوی ہے۔ اور تفسیر عباسی میں فرماتا ہے
ایمانا۔ کہ تحت میں جرات بالخرج الیہم لکھا۔ اور جلالین میں تصدیقا
باللہ و یقینا لکھا ہے۔ پس وہ زیادتی کثرت ہمت اور انشراح صدر و انفتاح
قلب پر دلالت کرتی ہے۔ نہ نفس ایمان کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے کما
زعتم۔ سواے اسکے لذت میں آمن کے معنی اعتماد بھی آیا ہے۔ امنندہ
علی کذا اعتماد کروم اور برین۔ وایمتنہ کنذک۔ قرطبی قولہ تعالیٰ عائد
لانما منابین الادغام والافہار کنذک فی الصریح۔ اب معنی مراد تھما ایمانا
کے زاد تم اعتماد اٹھ ہے۔ سواے اسکے ہر زبان میں یہ محاورہ شائع و باب
ہے کہ زید مثلاً آج کل روپیہ پا کر بہت بڑا آدمی ہو گیا۔ یہاں تک بکر سے بھی بڑھ
گیا اور عمر و بہت ہی گھٹ گیا۔ یہاں تک بکر سے بھی گھٹ گیا۔ اس سے یہ
مراد نہیں کہ نفس زید و عمر کا قد و قامت بکر کے قد و قامت سے بڑھ گیا یا گھٹ
گیا نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں کیفیت سابقہ سے بڑھ گیا یا گھٹ گیا۔ اسی طرح سے
نفس ایمان کی زیادتی و کمی نہیں ہوتی۔ ہاں کیفیت ایمان کی زیادتی و کمی
ہوتی ہے۔ اس لیے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں لکھا ہے۔ فالتحقیق ان الاجا

عاشق کو بہت کچھ رنگ دکھلاتا ہے۔ اُسی طرح سے ایمان قلبی بھی بہت کچھ ثمرہ طاعات دکھلاتا ہے۔ ہاں اُس رنگ و ثمرات کی کمی و بیشی سے عشق و ایمان میں کمال و جمال متیور و قصور کہتے ہیں سو مہنی مجازی ہے ایمین نزاع کیا۔ یا ایمان مثل ایک دخت کے ہے تنہ اسکا تصدیق قلبی ہے۔ اور اعمال و طاعات (کہ ثمرات اور نتائج اُس تصدیق کے ہیں) بمنزل شاخ و برگ و گل و میوہ وغیرہ لک کے ہیں۔ اور ثمرات وغیرہ جیسا متفرعہ تنہ کے ہیں۔ اُسی طرح سے طاعات بھی متفرعہ تصدیق قلبی کا ہے چنانچہ اسی بات پر آیہ قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا واعملوا الصالحات شہادت دیتی ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے لفظ امنوا سے مومنوں کے ایمان کی خبر دی۔ بعد اسکے اس پر لفظ واعملوا کو عطف کیا۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ ایمان اور چیز ہے اور عمل اور چیز ہے۔ کیونکہ درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے مغائرت فی الذات ظاہر ہے۔ پھر عمل بالارکان داخل ایمان کیونکر ہوا۔ جب یہ داخل ایمان نہ ہو سکا۔ تب اسکے گھٹنے پر بیٹھنے سے ایمان کی گھٹی پر ہستی نہیں لازم آتی ہے۔ کیونکہ ثبات ایمان مع ترک بعض اعمال کے بھی ان آیتوں سے بخوبی ثابت ہے۔ قولہ تعالیٰ وقلیہ مطمئن بالایمان اگرچہ بالاکراہ کفر وغیرہ کے زبان پر جاری کرے۔ اور قولہ تعالیٰ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا الحکم کہ اس سے ہر دو طائفہ کا بیان باوجود باہم مقاتلہ کرنے کے بھی من المؤمنین ثابت ہوا۔ اور مقاتلہ بین المسلمین ہستی عنہ و کفر ہے۔ ان آیتوں اور حدیثوں سے قولہ تعالیٰ ومن یقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤہ جہنم خالداً فیہا۔ قولہ تعالیٰ

انشراح صدر و القلاح قلب و غیر ذلک پر دال ہے۔ وہ سب کیفیتیں ہیں اور
 اسی کیفیت پر ایمان کا اطلاق ہونا مجازاً درست ہے۔ اور معنی مجازی کا استعمال
 قرآن میں بہت ہے۔ جیسا قولہ تعالیٰ یذبح ابناء ہمد۔ میں تدریج کی نسبت
 فرعون کی طرف کرنا مجاز ہے کیونکہ یہ فعل حبش فرعون کا ہے نہ فرعون کا ہے۔
 چونکہ امر فرعون سے یہ فعل وقوع میں آیا۔ اس لیے اس کی طرف منسوب ہوا۔
 اسی طرح سے ایمان کی کیفیت کی کمی بیشی سے ایمان کی کمی بیشی مراد لینا مجازاً
 درست ہے۔ کہ معنی مجازی انشراح معنی حقیقی کا ہے۔ اس واسطے قرآن میں ہر ادا لقہم
 ایماناً آیا ہے۔ اور جیسا قولہ تعالیٰ و سخر لکم اللیل والنہار والشمس و
 القمر میں تسخیر کے معنی مجازی مراد ہے کہ نفع اُن سے حاصل ہے۔ نہیں تو راستہ دن
 شمس و قمر خلائق کے قبضہ اختیار میں رہتا ثابت ہوتا۔ تب جب کا جب جی چاہتا
 رات کو دن دن کو رات کر سکتا۔ کہ معنی حقیقی تسخیر کے یہی ہیں۔ حالانکہ کچھ اختیار
 خلائق کا اسمیں متصور نہیں بلکہ چونکہ خلائق کو اُن سب سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے
 اللہ جل شانہ نے سخر لکم الخ فرمایا۔ اسی طرح سے انشراح صدر و انقلاح قلب کے
 معنی اللہ جل شانہ نے زاوہم ایماناً فرمائے۔ خذہ اللہ اوق الدقائق۔
 بتدبیر جو لوگ امام صاحب کے دقائق کو نہیں سمجھتے ہیں۔ خواہ خواہ اپنی جہالت سے
 امام صاحب پر لعن و طعن کرتے ہیں۔ سوائے اسکے نفس ایمان حقیقی فقط
 نام تصدیق قلبی کا ہے۔ وہ ایک چیز ہے اسمیں نقد و کی بوباس بھی نہیں۔
 پھر زیادتی و نقصانی اسمیں کیونکر متحقق ہوئے سوائے اسکے تصدیق قلبی
 مؤمن کے دل میں کیسا جیسا عشق عاشق کے دل میں۔ پس جو طرح سے عشق

وہابیوں کی قلعی خوب طرح سے کھل گئی۔ اسلئے یہاں طوالت کے خوف سے ثانیاً نہ لکھ کر اُسپر برأت دے گئی۔ کہ اگر زیادہ لکھوں تو یہ کتاب بڑھ جائیگی۔ اور اُجرت طبع میں ثقالت ہوگی اور اگر کم لکھوں تو اس مسئلہ کی تقریر کی خوبی جاتی ہوگی یعنی لوگ فقط اسی قدر طویل پر اکتفا کریں گے۔ اُسکی طرف نظر نہ کریں گے۔ اسلئے میں ناظرین سے اس کتاب کی امید رکھتا ہوں۔ اور تمنا التماس کرتا ہوں۔ کہ اس سبب کو اس کتاب میں دیکھیں۔ اور وہابیوں کی دھوکہ سلی کی باتوں پر خوب واقف ہو جاویں۔ اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کریں۔ اور امام صاحب کی دقائق نویسی پر اعتماد کلی و وثوق دلی رکھیں۔ انکے بھٹکانے سے بچیں۔ سجاویں۔ اپنی تقلید پر ثابت قدمی اختیار کریں۔ اور اسکے ساتھ امام ابو یوسف رحمہ کے طعن کے دفعیہ کو بھی جو تذکرہ کے ۲۹۹ صفحہ میں تحریر دیکھیں جو شخص محرمات سے نکاح کر کے اُس سے صحبت کر لے اُسپر حد شرعی بالشبہ مہذر ہونے کا ثبوت۔

معلوم کرنے کی بات یہی کہ وطی دو صورت سے حاصل ہوتی ہے۔ نکاح سے یا سفاح سے صورت اول میں حلت اور صورت ثانی میں حرمت ثابت ہے حالانکہ نفس وطی دونوں صورتوں میں متحقق ہے۔ لیکن شارع نے یہ تفرقہ کر رکھا ہے۔ یعنی بضمون آیت فالتکھوا ما تاب لکم من النساء۔ و آیت ان تبغوا باموالکم محصنین غیر مسفحین۔ نکاح میں شارع نے قوت حلت کی دیر کہی ہے۔ اسلئے اگر کوئی محرمات سے نکاح کر کے صحبت کر لے تو بھی اُس نکاح کی وجہ سے حد شرعی اُسپر جاری نہیں ہوتی ہے۔

ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق اذا تواجه المسلمان
 بسيفهما فالتقاتل والمقتول في النار الخ اخرجہ النجۃ الاثرندی
 کذا فی التیسیر^{۳۸۸}۔ سبب المسلم فسوق و قتالہ کفر اخرجہ النجۃ الا
 ابا داؤد کذا فی التیسیر^{۳۸۹}۔ تب اس سے یہ واضح ہوا کہ معنی آیت وان
 طایفتان الخ کا ایمان حقیقی کے ساتھ متعلق ہے۔ اور معنی ان آیت اور حدیثوں
 کے ایمان مجازی کے ساتھ متعلق ہیں۔ پس اس معنی مجازی کے اعتبار سے قول
 محدثین الایمان بیزید و ینقض کا ثابت ہونا ثابت ہے۔ اور اس معنی حقیقی کے
 اعتبار سے قول محققین خصوصاً امام صاحب کا جو الایمان کا بیزید و
 ینقض ہی بخوبی ثابت ہو گیا۔ فافترق الفرق فرقا جلیا۔ و اندفع الفس
 منا اندفاعاً قویاً۔ اور جب اس بحث معنی اعتباری کا دخل ہوا۔ تب یہ
 امر امر اضافی ٹھہرا۔ اور امر اضافی میں نزاع کرنا نزاع لفظی ہے۔ اس لیے شیخ
 الاسلام علامہ عینی شارح بخاری لکھتے ہیں۔ قال الامام ھذا البحث لفظی
 لان المراد بالایمان النکان هو التصديق فلا یقبلہما وان کان
 الطاعمان فیقبلہما فکل ما قام من الدلیل علی ان الایمان لا
 یقبلہما فهو مصروف الی اصل الایمان و کل ما دل علی ان الایمان
 یقبلہما فهو مصروف الی الکامل وهو مقرون بالعمل فقط علی ہذا
 القیاس تفسیر کبیر میں اور کشاف اصطلاحات فنون میں بھی یہی لکھا ہے۔
قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونے کا ثبوت
 چونکہ اس کے ثبوت کے دلیل تذکرہ میں ایسی اچھی طرح سے لکھی گئی۔ جس سے

وجود صورت مخرج میں جان کہیں یہ شرط پائی جائیگی وہاں ایتان پہاموت
یعنی اسقاط حدود واجب ہوگا۔ کہ موجب امر کا وجوب ہے۔ پس نکاح
محارم میں وجود شبہ موجود ہے کہ نفس نکاح میں حکم شرعی ناطق ہے۔
اور حکم شرعی میں خطا کرنے سے حد نہیں لازم آتی ہے۔ برخلاف زنا کے
کہ یہاں حکم شرعی کا ناطق نہیں اب تو نکاح محارم میں امام صاحب
کا حد لگانا مامور بہ ثابت ہو گیا۔ اور لگانا منہی منہ ٹھہر گیا۔ ۷
دعویٰ جو آپ کا تھا وہ برعکس ہو گیا۔ سچاں اللہ کیا خوب اُٹے چور
کو توالے ڈانٹے۔ خود تو کرتے ہیں چوری۔ پھر اُسپر کر رہے ہیں سینہ
زوری۔ ۷ چہ دلا درست دزدے کہ بکھ چرائغ دار در۔
سوائے اسکے آنحضرت صلعم نے حدود کے جاری کرنے میں کس قدر
احتیاط فرمائی۔ فقط حضرت ما غر زہ پر حد جاری کرینیکا قصہ جو صحیحین
وغیرہما میں مکتوب ہے کفایت ہے۔ کیونکہ جب حضرت ما غر زہ آکر زنا کا
اقرار کرتے تھے تب رسول صلعم انکو حلیہ و جلہ سے بار بار و بیجا
ارجع فاستخفر اللہ و تب الیہ کہہ کر سنا دیتے تھے۔ اور کبھی
لعنک مسستھا و قبلتھا فرماتے تھے۔ اور کبھی لوگوں سے
پوچھتے تھے کہ کیا اسکو جنون ہے یا اسنے شراب پی۔ اور کبھی ڈرا کر
ان اعترفت الرابعة نرجمک فرماتے تھے۔ جب چوتھے مرتبہ بھی
اقرار کیا۔ تب کچھ حبس کر کے کیفیت زنا سے سوال کیا۔ بعد اسکے
آنحضرت صلعم۔ حد جاری کی۔ اب محل غور و تفکر ہے کہ باوجود اقرار

کہ محل شبہ کا ہجر۔ اور شبہ سے حدود منع ہوتے ہیں بقول النبی ص ادرؤا
 الحدود بالشبهات کذا فی عقود الجوارہ۔ ^{۱۹۴} وبقول النبی صلعم ادفعوا
 الحدود ما وجدتم له مدفعاً۔ اخرجہ ابن ماجہ۔ ^{۱۹۵} وبقول رسول اللہ
 صلعم ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان
 له مخرج فخلو سبیلہ فان الا ما مان یخطئ فی العفو خیر من ان
 یخطئ فی العقوبۃ اخرجہ الترمذی کذا فی التبیان ^{۱۹۶} وکذا فی عقود الجوارہ۔
 اور اسکو حاکم اور واقطنی و بیہقی نے بھی اخرج کیا۔ پس یہی حدیث ہمارے
 امام کی محبت کے لیے بہت ہی کفایت ہے۔ اور بڑی دلیل و برہان ساطع ہے۔ سو اے
 اسکے حضرت علی رض سے بھی یہ روایت ہے۔ عن علی رض ادرؤا الحدود
 اخرجہ الدارقطنی۔ سو اے اسکے ابو ہریرہ رض سے بھی یہ روایت ہے۔ عن ابی
 ہریرۃ رض ادرؤا الحدود ما استطعتم اخرجہ البیہقی۔ سو اسکے
 حضرت عمر رض سے بھی یہ روایت ہے۔ عن عمر قال لان اخطئ فی الحدود
 بالعفو احب الی من ان اقیمتها بالشبهات کذا فی العقود الجوارہ۔ ^{۱۹۷}
 ان حدیثوں سے صاف معلوم ہو گیا کہ حتی الوسع حد جاری نہ کی جائے گی۔ یعنی کسی
 طرح کے شبہ ہونے سے یا اسکے دفعیہ کی صورت ملنے سے حریصاً قطع ہوگی۔ تب
 نکاح محارم میں خود نفس نکاح دفعیہ حد کے واسطے کفایت ہے کہ محل شبہ ہے۔
 پھر اس مطلب کو دوسری تقریر سے ثابت کرتا ہوں غور کیجیے اور سنئے کہ
 ادفعوا اور ادرؤا جو ان حدیثوں میں وارد ہیں صیغہ امر کے ہیں اور
 آیتان مامور بہ متعلق بالشرائط ہیں۔ شرائط انکے وجود شبہ و جو اوصوت مدفع

ان آیتہ براسہ کی جگہ میں ان اضرب عنقه واصفہ مآلہ ہجے۔ اس سے
 ایسا کیا نکلا۔ اس میں بھی تو حد شرعی جو رجم ہجے جاری نہ ہوئی۔ بلکہ
 قتل اور اخذ مال جو خلاف حد شرعی کے ہیں موجود ہیں۔ تب کیا یہ تعزیر
 ہجے۔ یا از ہمداد کے سبب سے قتل و اخذ مال کا حکم ہجے۔ اگر تعزیر ہجے تو اس
 حدیث نے امام صاحب کے قول کی خوب بھی موافقت کی۔ اس لیے ہدائین
 لکھا ہجے ومن تزوج امرأۃ لایحفل لہ نکاحا فوطیہا لایجب
 علیہ الحد عند الی حنیفہ رحمہ لکنہ یوجع عقوبۃ اذا
 کان علمہ بذلک۔ اور اگر از ہمداد ہجے۔ تو وہ قتل و اخذ مال منطبق
 حال ہجے۔ محل نزاع کا ہجے کیا اس میں قیل و قال۔ اور فی الحقیقت یہ صحیح
 ہجے کہ حدیث میں وطنی کا ذکر بھی نہیں۔ اس لیے لمعات میں آیا ہجے۔ کان
 الرجل اعتقد حلقہ وانکر حکم الشریعہ فکان مرتدا
 فلذلک امر بقتلہ واخذ مآلہ۔ اور امام صاحب کے عموم کے
 قول کو (جو ومن تزوج امرأۃ لایحفل لہ نکاحا سے ثابت ہجے)
 ماہن کے ساتھ مختص کر کے امام صاحب پر طعن کرنا۔ اور ایسے واقعہ نماں
 کو کسی معتبر کتاب سے ثابت نہ کر کے اسکو شہرت دینا۔ اور اس سے لوگوں
 کو نفرت دلانا اور باوجود اس کے مختلف فیہا ہونے کے بھی حنفیوں پر
 عیب لگانا۔ شقاوت جلیلی ہجے یا عداوت خلقی۔ یا جہالت کُلّی۔ وحقاقت
 کی یہ ہجے کہ باوجود متفق ہونے حدیث اُنکے قول کے اُن پر طعن کرنا۔ گویا رسول
 صلعم پر طعن کرنا۔ اور رسول صلعم پر طعن کرنا شقاوت نہیں تو کیا۔

صحابی کے بھی رسول صلعم صورت مدفع و مخرج ڈھونڈھتے تھے۔ پھر نکاح محارم میں باوجود شبہ نکاح کے کیونکر حد جاری کی جا سکتی۔ کاشکے وہابی حدیثوں کے معنی سمجھتے۔ اور فقط میا بخئی صاحب کی سند سے محدث نہ کہلاتے۔ تو یہ فسادات نہوتے۔ فلا تفسدوا فی الارض

واصلحو ابیننا و بینکم فیکون خیرا لنا و لکم۔ ہاں نکاح محارم میں تعزیر ہوگی۔ سیاست کی جا سکتی۔ اور تعزیر کا حکم امام کی راہ پر معمول اور مفوض ہے۔ جان جیسا مناسب سمجھیں گے وہاں ویسا ہی حکم دینگے۔ یہاں تک قتل بھی تعزیر میں شامل و داخل ہے۔ اس لیے نصب ^{حکومت} الہی میں لکھا ہے۔ ان الحد مقدر شرعا و التعزیر مفوض الے

رأی الامام۔ وایضا فیہ ان الحد یندرے بالشبهات و التعزیر یجب مع الشبهة۔ اور در المختار میں لکھا ہے۔ و

لیکون التعزیر بالقتل۔ چنانچہ یہ اس حدیث سے بھی ثابت ہے۔ من وقع علی ذات محرّم فافتلوا الخ اخرجه ابن ماجہ۔ یہ قتل تعزیر کی وجہ سے ہے حد کی جہت سے نہیں کذا فی الخراج ^{۱۸۶} الحاجہ **حضرت** **مشتہر صاحب**۔ آپ نے جس حدیث کے تکیہ پر یہ سوال کیے۔

وہ حدیث یہ ہے۔ عن البراء قال مر بے خالی ابو بردہ بن نیار و معہ لواء فقلت این ترید فقال امر نے رسول اللہ

صلعم الی رجل تزوج امرأۃ ابیہ آن اتیہ براسہ اخرجه اصحاب السنن کذا فی التیسیر۔ ^{۱۸۶} اور ابن ماجہ کی ^{۱۹} اید روایت میں

ہو کر یہ تجربہ حاصل کر کے یہ تفسیر کیے ہوں۔ تعجب نہیں۔ العیاذ باللہ۔
 سوا کے اسکے وہابی لوگ سوتیلی خالہ وغیرہ کو محرمات ابد نہیں
 سمجھتے ہیں۔ یعنی بڑے ذوق و شوق سے اپنی مان کی سوتیلی بہن سے
 نکاح کر کے صحبت کی لذت اٹھاتے ہیں اور اصلاً اس آیت کے خلقتکم
 کو نہیں دیکھتے۔ قولہ تعالیٰ حرمت علیکم امواتکم وبناتکم
 و اخواتکم و عمتکم و خلقتکم الخ یا مضمون علی البصار ہم
 غشاً و شفاوت کی پٹی آنکھوں پر دھر لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ علانیہ اسکی
 درستگی کا فتویٰ دیتے ہیں چنانچہ مولوی نذیر حسین اور انکے شاگرد مولوی
 عبدالقادر نے جو امام کالی مسجد دہلی سکے ہیں۔ اسکی درستگی کا فتویٰ دیا
 چنانچہ اس بات کو صاحب جامع الشواہد نے بھی شہرت دی ہے
 زیادہ کیا کہوں سوراہی سے معافی چاہتا ہوں۔ بخش کے ڈر سے
 خاموشی اختیار کرتا ہوں۔ ۵

قادر چرا چرا نہ ہند مہر خاموشی سنگین دل اند مردم و گھار ناکل است
 ۵ خواہم دین نفع گفتن بے کہ حرف بس ار کار بند کسے
 خرید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو
 وہ در وہ سے کرے کا ثبوت
 وہ در وہ کا ثبوت تو نیچے کی حدیثوں کی تطبیق سے بخوبی اچھی طرح سے
 ثابت و مستنبط ہے۔ لیکن اس استنباط کے مضامین کو سمجھنا اور استنباط
 کرنا ہر کم و مہم کا کام نہیں۔ ہاں یہ حصہ روز ازل ہی سے امام اعظم رحمہ

وجہ ثبوت عداوت کی یہ ہجرت کہ وہابیوں کا امام صاحب کی خوبوں کو چھپا کر
انکے عیوب اور اسییر کو ظاہر کرنا عداوت نہیں تو کیا۔ ۵

گزشتہ غویٰ بود و در شرت نہ بیند مرطاؤس جز پایے زشت
وجہ ثبوت جہالت کی یہ ہجرت کہ محارم ابدیہ کی تفسیر فقط مان یا بہن پر کرنا۔
اور انکو مستثنائے عقلیہ میں شامل رہنا نہ سمجھنا۔ جہالت نہیں تو کیا۔
کیونکہ محارم سے وہ محارم مراد ہیں کہ جنہیں بعد قربت یا جہالت قربت
کے سبب سے مظنہ حلت نکاح کا ہو سکے جیسا تو اسی و پوتی و پر پوتی و بھتیجی
و بھتیجی کی اولاد یا علاتی بہن یا خیا فی بہن رضاعی بہن کی اولاد یا باپ کی
منکوحہ بیٹے کی منکوحہ یا سوتیلی خالہ یا سوتیلی پھوپھی وغیر ذلک ہیں۔ حقیقی
بہن و بیٹی مراد ہیں کم از کم الوہابیوں کیونکہ یہ سب تو حسب تعامل الناس
مستثنائے عقلیہ ہیں۔ کیونکہ آج تک تو کسی مؤمن نے انکی حلت کا گمان
نہیں کیا۔ اور لفظ محارم لاکثر حکم الکُل کے قاعدہ پر وارد ہوا اور اسی
طرح کا کلام ہر زبان میں شائع و ذائع ہوا۔ نہ اس کے لیے حاجت ہو برہان
کی۔ نہ ضرورت ہجرت بیان کی۔

تذیہ وہابیوں نے جو محارم کی تفسیر ما بہن کر کے مشہور کر دیا۔
اسکی ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہجرت کہ یہ وہابی سب قبل اس کے حنفی تھے اور انکے باپ
بلاشبہ حنفی تھے شاید وہ لوگ لفظ محارم سے ما بہن بیٹی ہی سمجھ گئے ہوں۔
اور ان سے نکاح کر کے صحبت کرنے سے حد شرعی نہ جاری ہونے کی جہت سے
انکے نکاح کر کے صحبت کر لیے ہوں۔ اور یہ وہابی اُس قسم کے لفظ سے متولد

حديث اذا استيقظ احدكم من نومه فليغسل يده
 قبل ان يدخلها في وضوء فان احدكم لا يدري اين يات
 يده اخرج المالك ^ص وايضا امام محمد ^ص **حديث** انه نهي ان يبال
 في الماء الراكد اخرج المسلم ^ص وايضا اخرج ابن ماجه ^ص **حديث** لا
 يبولن احدكم في الماء الراكد الدائم ثم يغتسل - منه اخرج ^ص
حديث لا تبل في الماء الدائم الذي لا يجري ثم تغتسل
 منه اخرج المسلم ^ص **حديث** بقول (ابو هريرة ^{رض}) قال رسول صلعم
 لا يغتسل احدكم في الماء الدائم وهو جنب فقال كيف
 يفعل يا ابا هريرة فقال تناوله تناولا اخرج المسلم ^ص **حديث**
 لا يبولن احدكم في الماء الراكد (وفي روايته) في الماء النائم
 اخرج ابن ماجه ^ص **حديث** لا يبولن احدكم في الماء الدائم
 الذي لا يجري ثم يغتسل فيه اخرج الخمسة وهذا
 الشيخان كذا في التيسير ^ص **حديث** لا يبولن احدكم في
 مستحم ثم يغتسل فيه او يتوضاء فيه فان عامة الوسواس
 منه رواه ابو داود والترمذي والنسائي كذا في المشكوة ^ص -
حديث اذا شرب الكلب في اناء احدكم فليغتسل سبع
 مرات متفق عليه كذا في المشكوة ^ص **حديث** ان رسول صلعم
 قال طهر اناء احدكم اذا ولغ فيه الكلب ان يغسله سبع
 مرات ولا هن بالتراب اخرج الستة واللفظ لمسلم كذا في التيسير ^ص

کے نام میں ارقام ہوں۔ کیونکہ اکثر راوی ایسے ہیں کہ حدیثوں کی روایت کرتے ہیں سبھی لیکن اسکے مضامین کے کٹہ کو نہیں پہنچتے ہیں۔ چنانچہ یہ حدیث قرب حامل فقہ غیر فقہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ کذا فی مشکوٰۃ۔ اس بات پر شہادت دیتی ہے۔

سوائے اسکے اس باب میں حدیثوں کی اقامین ہیں ہر قسم کے معنیوں اور موردوں کو سمجھ کر تطبیق دینا اور اسکے بابہ الامتیاز کو فرق کر کے مسائل استنباط کرنا۔ یہ کچھ مودی اور بقال کا کام نہیں۔ نہ یہود وہ گو و نقال کا۔ البتہ اعلم الامیہ و افضل الرجال کا کام ہے۔ حدیثوں کی اقام انہیں سے ایک قسم تو یہ ہے۔ حدیث ان النبی صلعم قال اذا استقیظ احدکم من نومه فلا یخمس یدہ فی الاناء حتی یغسلها ثلاثا فانہ لا یدرے این یات یدہ اخرجہ منکم وایضا فی مشکوٰۃ متفق علیہ۔ حدیث ان النبی صلعم قال اذا استقیظ احدکم فلیغمر علی یدہ ثلاث مرات قبل ان یدخل یدہ فی الاناء فانہ لا یدرے فیہم یات یدہ۔ اخرجہ منکم۔ حدیث اذا استقیظ احدکم من نومه فلیغسل یدہ قبل ان یدخلها فی وضوءہ فان احدکم لا یدرے این یات یدہ اخرجہ البخاری حدیث اذا استقیظ احدکم من اللیل فلا یدخل یدہ فی الاناء حتی یفرغ علیہا مرتین او ثلاثا فان احدکم لا یدرے فیہم یات یدہ اخرجہ ابن ماجہ۔

پڑتا ہجو۔ اور کوئے میں آؤ مگر کر مرنے سے کوئے کا سب پانی حتی المقدور
 نکالنا پڑتا ہجو۔ اور چوہا گر مرنے سے بئیں ڈول اور مرغی گر کر مرنے سے
 چالیس ڈول پانی نکالا جاتا ہے۔ پھر انہیں سے دوسری قسم یہ ہجو۔
حدیث ان النبی صلعم سئل عن الحیاض التي بین مکة و
 المدينة تردھا السباع والکلاب والحمير عن الطہارة
 منها فقال لہا ما حملت فی بطنہا ولنا ما غیر طہور اخرج
 ابن ماجہ ^{۱۹۹} **حدیث** عن جابر بن عبد اللہ قال
 انتہینا الی غدیر فاذا فیہ جيفة حمرا قال فکفنا عنہ حتی
 انتہم الینا رسول اللہ فقال ان الماء لا ینجسہ شیء
 فاستقینا واروینا وحملنا اخرج ابن ماجہ **حدیث** عن اکرمہ
 انه قال مر رسول اللہ صلعم بغدیر فقالوا یا رسول اللہ صلعم
 ان الکلاب تلغ فیہ والسباع فقال رسول اللہ صلعم للبع
 ما اخذ فی بطنہ وللکلب ما اخذ فی بطنہ فاشربوا و
 توضؤا۔ قال ابو حنیفہ لا بأس بہ اذا کان عشاء فی عشر ما لم
 یتغیر طعمہ وریحہ ولونہ وتوضؤیہ کذا فی مصنف ابی بکر ^{۲۰۰}
حدیث ان عمر خرج فی ركب فیہم عمرو بن العاص حتی ورنہ
 حوضاً قال عمرو بن العاص یا صاحب الحوض هل ترد حوضک
 السباع فقال عمر بن الخطاب یا صاحب الحوض لا تخبرنا فانا
 نرد علی السباع وترد علینا والی سمعت رسول اللہ صلعم

حدیث ان حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فاعربہ ابن
 الذہبان یزید ماء زمزم راہ الخ رواہ ابن ابی شیبہ **حدیث** ان
 نزحیہ اوقع فی بئر زمزم فمات فیہا فاعرب ابن الزبیر ان اخرج و
 امر ان ینزع قال غلبتہ سمعین جاءت من الرکن فاصر بہا فذبت
 بالقیاطی والمطارق حتی نزحوها والصحابہ متوافرون من غیر
 نکر ولم ینکر منہم احد وکان ذلک الا فتاء بحضور الصحابۃ
 ولم ینکر منہم احد رواہ الطحاوی سوائے اسکے ابن ابی شیبہ
 دارقطنی اور بیہقی نے بھی طرق مختلفہ سے روایت کیا۔ کذا فی تخریج البیہقی
 والفتح القدیر۔ اگرچہ بیہقی نے اسکے ضعف پر ابن عتبہ سے ایک روایت نقل کی
 لیکن ابن ہمام نے اپنی فتح القدیر میں اسکا دفعیہ کر کے اس حدیث کی صحت
 ثابت کر لی۔ **حدیث** ان علیا رضی اللہ عنہما علی بن ابی طالب فی بئر یزید
 رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ **حدیث** عن ابی سعید الخدری رضی
 اللہ عنہما قال فی الدجاجة اذا ماتت فی البئر ینزع منها ربون
 کذا فی تخریج الہدایہ۔ وغیر ذلک الغرض اس طرح کی بہت سی حدیثیں
 صحاح وغیرہ میں بھری ہوئی ہیں تنبیہ ان حدیثوں سے صاف معلوم
 ہو گیا کہ اناء کا پانی (خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں) ہاتھ کی نجاست
 ہمارے سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور جو پانی ایک جگہ میں بند ہو جباری
 نہیں اس میں پشاب کر کے پھر اسی پانی سے غسل کرنا منع ہے۔ کہ وہ بھی ناپاک
 ہو جاتا ہے۔ اور کتے کا کسی ظرف کے پانی پینے سے اُس ظرف کو سات بار دھونا

بہتفی نے بھی لیا ہر کذا فی تخریج الہدایہ^{۲۵} بتفہیم اس حدیث سے یہ معلوم ہوا
 کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی ہر مگر لو اور مرہ اور رنگ جبکہ تبدیل
 ہو چکے ہوں۔ انہیں سے یا نجسین قسم یہ ہر حدیث عن ابی سعید
 الخدری قال قیل یا رسول اللہ صلعم ابتوضاء من بئیر یضاً
 وہی بئیر یلقی فیہا الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال رسول
 اللہ صلعم ان الماء طہور لا ینجسہ شیء کذا فی مشکوٰۃ^{۱۹۴}
 حدیث^{۱۹} عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قیل یا رسول اللہ
 صلعم انما لست تقی لك الماء من بئیر یضاعة وتلقى فیہا لحوم
 الکلاب وحزق المجاہض وعذر الناس فقال ان الماء
 طہور لا ینجسہ شیء اخرجه اصحاب السنن وهذا لفظ ابی داؤد قال
 سمعت قتیبہ بن سعید قال سالت قیثم بن سیر یضاعة عن عمقہا فقلت اکثر
 ما یموت الماء فیہا قال الی العائنة قلت واذا نقص قال دون العورة
 قال ابو داؤد وقد رت بئیر یضاعة بر دائی مدوتہ علیہا ثم دزعتہ فاذا
 عرضہا ستہ اذرع وسالت الذی فتح لی باب البستان ہل غیر بناؤہا
 عما کانت علیہ قال لا ورایت فیہا ماء متغیر اللون کذا فی التمشی^{۲۶}
 تنہیم ان حدیثوں سے بئیر یضاعة کا پانی جسمیں جو غیر کتے اور کتے کا گوشت
 پلیدگی وغیرہ گرایا جاوے اور پانی اسکا زیر ناف تک اور چڑائی اسکی
 چٹھہ ہاتھ کی ہر پاک ہونا ثابت ہر کھڑن من سے چٹھوین قسم یہ ہر
 حدیث قال رسول اللہ صلعم لا تقبل الصلوۃ بغير طہور کذا فی

یقول لہا ما احدثت فی بطونها وما بقی فہولنا طہور و شراب
 اخر جہا لک الی قولہ و تر و علینا و اخر جہ باقی زرین کذا فی التیسیر^{۲۴} و کذا فی
 موطن^{۲۵} محمد و کذا فی مشکوٰۃ^{۱۹۹} بتنیہ ان حدیثوں سے واضح ہو گیا کہ کتے
 اور گدھے اور درندیکے غدیر میں پانی پینے سے یا اُسمین مُردہ کرنے سے
 اُس حوض اور غدیر کے حوض کا پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ اور اس پانی سے
 وضو کرنا اور پینا درست ہے۔ پھر اُنہیں سے تیسری قسم یہ ہے۔ حدیث
 اذا بلغ الماء اربعین قلۃ لم یحمل الخبث رواہ ابن عدی عن جابر
 مرفوعاً وقال لا یصح خلط فیہ القاسم بن عبد اللہ التمری واستدرک^{۲۶} کہ اس
 فقال لہ طریق اخری عن جابر اخر جہ الدارقطنی فی سننہ کذا فی الفوائد^{۲۷}
 اور اس حدیث کو دارقطنی اور ابن عدی اور عقیلی وغیرہم نے طرق مختلفہ سے
 جابر و ابن عمر و ابن مسکدرو غیرہم سے روایت کیا حدیث سئل
 رسول اللہ صلعم عن الماء فی الفلأۃ من الارض وما یؤبہ
 من الدواب والسباع فقال اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث
 کذا فی مشکوٰۃ^{۲۸} حدیث قال رسول اللہ صلعم اذا کان الماء
 قلتین او ثلثا لم ینجسہ شیء اخر جہ ابن ماجہ بتنیہ ان حدیثوں سے
 یہ معلوم ہوا کہ یہ حدیثیں آپس میں معارض ہیں اور حال نسخ و منسوخ
 معلوم نہیں۔ پھر اُنہیں چوتھی قسم یہ ہے۔ حدیث قال رسول
 اللہ صلعم ان الماء لا ینجسہ شیء الا ما غلب علیہ ریحہ
 وطعمہ ولونہ اخر جہ ابن ماجہ اس حدیث کو دارقطنی اور طبرانی اور

حقیقت میں وہ درود ہی کا تھا۔ اسلئے وہ درود کا مسئلہ اُس سے استنباط کیا
 ۵ برگ و حقان سبز و نظر پوشیار۔ ہر ورق و دفتر لیت معرفت کردگا۔
 اعتراض شرح میں تخمین کا دخل نہیں جواب بہت ہی دخل ہے
 نہیں تو تمھاری حدیث قلین کی باطل ہے کیونکہ جنگل کے پانی کو قلعہ سے
 تخمین کیا گیا ہے اور قبلہ جب معلوم نہ تو نماز میں تخری یعنی تخمین کرنا
 درست ہے۔ بقول النبی صلعم عن عامر بن ربیعہ قال کنا
 مع رسول اللہ صلعم فی سفر فی لیلة مظلمة فلم تدر ایں
 القبلة فصلی کلّ رجل منا علی حیالہ فلما اصبحنا ذکرنا ذلک
 (رسول اللہ صلعم فنزلت فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اخرجه
 الترمذی والمراد بحیالہ تلقاء وجہ کذا فی التثبیر سوائے اسکے
 حدیث من حفر بئر افلہ اربعون ذراعا عطنا لما شیتہ انحر
 ابن تیمیہ اور حدیث حریم البئر مدرس شافعی اخرجه ابن ماجہ اور
 تخمین کی تائید کرتی ہے۔ اور خداوند کریم نے اس طرح کے استنباط کی
 بشارت قرآن میں دے رکھی ہے۔ قوله تعالیٰ ولورودوا الی الرسول
 والی اولی الامر منہم لعلہم الذین لیستنبطونہ منہم اور یہ
 استنباط امام صاحب کا اللہ جل شانہ کے پاس بھی حسن و مقبول ہے۔ کیونکہ
 جب انھوں نے حدیث لا تقبل صلوٰۃ بغیر مہوی۔ و حدیث مفتاح
 الصلوٰۃ الطہور وغیر ذلک کو دیکھا۔ اور اُس سے عدم قبول نماز کا خبر
 صحت طہارت کے معلوم ہوا۔ تب احتیاطاً اس مسئلہ کو حسن جانکے استنباط

المشکوۃ ^{۱۵۳} حدیث ^{۳۱} قال رسول الله صلعم مفتاح الصلوۃ ^{۱۵۴} الطہر
 الخ کذا فی المشکوۃ تنبیہ ان حدیثوں سے یہ واضح ہوا کہ نماز بغیر طہارت
 کے مقبول نہیں ہے۔ پھر اثنین سے ساتویں قسم یہ ہے حدیث عن ابن
 عباس ما فلة الماء ^{۱۵۵} لا یجسد شیء اخرجه الاربعۃ وصحیحہ ابن خزمہ
 وابن حبان وغیرہما کذا فی تخریج الہدایہ تنبیہ ہر چند ظاہر اس حدیث
 ہوتا ہے کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی ہے لیکن الف ولام معہودی اسمین
 موجود ہے۔ ایقاط اب اسمین الفاضل کی نظر سے تفکر وغور کر کے اور عتساف
 کو دخل نہ دیکھتے تو کہ طہارت کے باب میں کس جانب کو احتیاط ہے۔ محالہ
 جو شخص عالم متبحر اور محتاط و منصف ہوگا۔ وہ امام اعظم رحمہ کے قول کو ترجیح
 دے گا۔ کیونکہ امام صاحب نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم نے اس غدیہ
 کے پانی سے وضو کرنے کا اور پینے کا حکم صادر فرمایا۔ جس سے کہتے اور
 گدھے اور درندے بھی پانی پیتے ہیں اور ایک طرف گدھا ماریا ہے۔
 پھر اناء کے پانی میں مستی قظ کے ہاتھ ڈبانے سے یا اس میں گتے کے پانی
 پینے سے یا پیشاب کرنے سے یا غیر جاری بند جگہ کے پانی میں پیشاب کر کے
 وضو کرنے سے منع فرمایا۔ تب امام صاحب نے منع اور اجازت کی وجہ کو حدیثوں
 کے موردوں کی کیفیت سے دریافت کر کے انکے گنہوں میں پہنچائے کہ رسول اللہ
 صلعم نے کثرت و قلت پانی کے لحاظ سے اس طرح کا حکم صادر فرمایا۔ اور
 عدم نجاست کی نایت کو غدیہ ٹھرایا۔ جب ہی امام صاحب کو اس بات کی
 بصارت ہوئی۔ تب ہی اس غدیہ کے تخمینہ وہ درودہ کرے۔ کہ وہ غدیہ

کہنا اگر یہ قول خدا کا ہوتا تو ضرور ارم کا وجود دنیا میں ملتا۔ مین تو تیش
 برس سے ساری دنیا کو خصوصاً مکہ و مدینہ شام روم یمن و مصر بغداد
 کوفہ بصرہ ہندوستان و ترکستان و فارستان و غیر ذلک کو خوب چھانا
 کہیں اسکا پتہ نہ ملا۔ تم اگر اسکا ثبوت دے سکو تو دو۔ نہیں تو قرآن
 کے خدا کا کلام نہ مٹنے پر اقرار کرو۔ کہ خدا جھوٹا نہیں۔ مین نے کہا یار
 صاحب یہ بہت بڑا سوال ہے اسکا جواب مجھ سے ہو سکا۔ خیر مین آپکو
 کہتا ہوں۔ فی تدبیر کرتا ہوں۔ اور جواب شافی و کافی پانے کا ٹھکانا
 لگا ہوں۔ آپ کلکتہ میں کتنے دنوں سے مین کہا قریب برس روز سے
 ہوں۔ تب مین نے کہا کہ پیتریرام ماٹ کی گلی مین اور امرتلا کی گلی مین دو
 بزرگ عالم رہتے ہیں اُن سے بھی اپنے یہ سوال کیا۔ کہا کہ مین نے تو اب تلک
 پیتریرام ماٹ اور امرتلا کی گلی کا نام بھی نہیں سنا۔ حالانکہ مین نے کلکتہ
 کے سب عالموں کا حال دریافت کر لیا۔ یہ کون بزرگ ہیں نہیں معلوم
 ہوا۔ تب مین نے کہا کہ حضرت سوء ادبی معاف کہ آپکی تقریر سے آپکی
 جہالت ساری اور ضلالت طاری ہو۔ کیونکہ آپ نے تو ابھی فرمایا کہ مین یہ
 برس روز سے کلکتہ میں ہوں۔ اور سب عالموں کا حال دریافت کر چکا
 ہوں۔ پھر یہ کہنا کیسا کہ مین نے تو اب تک پیتریرام ماٹ اور امرتلا کی
 گلی کا نام بھی نہیں سنا اور یہ دو بزرگ کون ہیں نہیں معلوم ہوا۔
 حالانکہ آپ نے سب عالموں کا حال دریافت کر لینے کا دعویٰ کر لیا۔
 جب دو بڑے حصہ کلکتہ اسوقت موجود ہونے کے ساتھ بھی

کیا۔ اور اس حدیث سے ماسراۃ المؤمنون حسنا فهو عند اللہ حسن
مؤمن جس چیز کو حسن جانتیگا وہ اللہ کے پاس حسن ہوگا۔ پس تنباط امام
صاحب کا بھی اللہ کے پاس حسن ہو نا ثابت ہوا ۵

نور گیتی فروز چشمہ ہو ر زشت باشد و چشم موشک کور

۵ قاصری گر کندان قافلہ راطع قصور۔ حاش شد کہ برآرم ہر زبان این نگہ را

ہم شیرین جہان بستہ این سلسلہ اند۔ روبرو از حیلہ چنان بگسلد این سلسلہ را

سوائے اسکے شاید امام صاحب کو حدیث دہ درودہ کی یعنی عشر

فی عشر علی ہو۔ اور اس پر تکیہ کر کے عکر مہ کی روایت کے تحت مین (جس کو

ابو بکر ابن شیبہ نے بطور طنز و ظن کے لکھا ہے) کا باس بہ اذا کان عشر

عشر اخ فرمایا ہو۔ اور صحاح وغیرہ مین جب نوشتہ چوتھی گذارش کے

وہ حدیث مندرج ہوئی ہو۔ اب دہ درودہ کے مادہ مین لا اصل ہے کہنا کیا

جیسا پادری صاحب کا ارم کے مادہ مین لا اصل ہے کہکر بطلان قرآن کا

ثابت کرنا العاؤ باللہ مختصر نقل اسکی یہ مح کہ ایک دن ناگاہ ایک ہندی

پادری نے اگر کہا کہ یہاں یہ کوئی ایسا بڑا عالم ہے جس سے مین سوال کروں

جواب پاؤں۔ مین نے کہا اگرچہ یہاں بڑا عالم کوئی نہیں لیکن آپ کا سوال

تو سنوں۔ اگر جواب دے سکوں بہتر نہیں تو بڑے عالم کا پتہ بتاؤں۔ کہا خواہ

کیوں دروسر یہاں کروں۔ الغرض بعد اصرار شدید اور تکرار فرید کے کہا کہ

الم ترکیف فعل ربك بعد اصرار مذات العباد التي لم يخلق مثلها

في البلاد۔ یہ آیت تمہارے قرآن کی ہے یا نہیں مین نے کہا ہاں۔

تھا مجھ سے پوچھیے۔ اور سینے کو یا ارم کی نسبت طرف کل دنیا کے کیسی ہیں
پیشہ کی نسبت طرف کل بدن آپکے ہی کیا اب کل بدن کی پشتون کو بخوبی
شمار کر سکتے ہیں۔ جو سارے جان کی معدنیات وغیرہ چیزوں کو شمار کر سکیں گے۔

۵ درآجے کہ پیرا نذر و کنار غرور شناور دنیا بد بکار
بلکہ آپ اپنی مہجلی میں کتنی لکیریں ہیں اسکو بھی تو شمار نہیں کر سکتے ہیں
پھر دنیا جان کی سب چیزوں کو کیونکر شمار کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔
کیا آپ کے باپ دادے کا وجود ہماری نظر میں نہ موجود ہونے کے سبب سے
آپ کی نسل آٹھ شے ثابت نہو گی۔ جو ارم کا وجود آپ کی نظر میں موجود ہونے کے
سبب سے قرآن کا بطلان ثابت ہوگا۔ تب پادری صاحب نے منجمل اور
منفصل ہو کر کہا بس کہ میں آپکے اس جواب لا جواب سے اپنے سوال کا جواب
باصواب پایا۔ اور بمضمون اس مصرعہ کے ۵ حق تلخ بین تا چہ تمیز گفت
تمہاری اس تقریر پر آفرین کی۔ انتہی۔ فائدہ اس مناظرہ سے
بڑی خوبی یہ نکلی کہ اب امام صاحب کے مسئلہ مسائل کی شان میں لا اصل
کہنے کی بات برباد ہو گئی۔ کیونکہ بسبب عبور و مرور و مشہور کے اسکی اصل
متاخرین کی نظر میں نہ موجود ہونے کے سبب سے اسکی اصالت نہیں جاسکتی
نہ متاخرین کے استاد سے احمین خرابی آسکتی۔ کیونکہ وہ اسناد و مثل ناگ
موم کے ساختہ ہی جدھر پھرے پھر جائے۔ پھر کیونکر اس سے عقلاً اور
شرعاً متقدنین الزام پائے۔ اعتراض حدیث قلین کا کیا جواب
دیتے ہو۔ جواب حدیث اذا بلغ الما عار بعین قلہ الخ کا جواب

برس روز کے عرصہ تک آپ کی نظر و تدارک سے مخفی رہ گئے۔ تو پھر اگر بعد
 گذر جانے ہزاروں برس کے ارم کا پتہ و نشان جو بہ نسبت دنیا کے تل
 برابر بلکہ جزو لا یتجزی کی مثل ہی آپ کی نظر سے مخفی رہنے سے قرآن کا ابطال
 ثابت ہوے۔ بطریق اول آپ کی انجیل اور توریت اور زبور کا بھی ابطال
 ثابت ہوے۔ کیونکہ انہیں قصص بنو اسرائیل و حضرت آدم و نوح و موسیٰ
 و عیسیٰ علیہم السلام و فرعون و شداد و عمرو د وغیرہم کا ذکر ہے۔ حالانکہ انکی
 قبروں اور مکانات اور میت ملکوں وغیرہ کا کچھ پتہ و نشان نہیں اگرچہ
 تو کہاں بتا سکو تو بتاؤ۔ نہیں تو انجیل کے خدا کا کلام نہونے پر اقرار کرو۔
 کہ خدا جو ٹانہین الحیا و بانٹ ۵ ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا کمال
 اسی حضرت آپ نے شاید وسعت کل دنیا کو تیش کلکتہ کی مقدار سے کم
 تصور کیا ہوگا۔ جب ہم تو اپنے تیش برس کے عرصہ میں جہان کو چھان مارا
 کما۔ نہیں تو جب اپنے ایک برس تک فقط ایک کلکتہ کو چھان نہ مار سکے۔
 پھر تیش برس میں کیونکر کل دنیا کو چھان مارنا ثابت ہوگا کیا حضرت اپنے
 تعصب نہ ہی کے سبب سے اپنے علم جغرافیہ کو بھی بھولا۔ کاشکے آپ
 دنیا کے دائرہ کی مقدار ساحت کو یاد رکھتے۔ اور کتنے ہزار دائرے زمین
 متحقق ہو سکے جانتے۔ اور ہر ہر دائرہ کے خطوط کے مفاصل کو دریافت کرتے
 تو ایسی بیودہ بات کا سوال نہ کرتے۔ نہ اوقات عزیز اس بیودگی میں
 صرف کرتے۔ دور کین چاہئے۔ فقط اسی کلکتہ کی زمین میں قبل ثوب برس
 کے کس جگہ میں کیا تھا بتائیے۔ تب ارم کا حال جو قبل ہزاروں برس

کے اس قول (الاسناد من الدین ولو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء) سے اسناد پرستی پر جو محض تشریع جدید ہی ہرگز عمل نہ کروں گا سب حدیث اربعین اسکی معارض ٹھہری۔ پھر کہا خیر امام صاحب اگر حدیث اربعین قلعہ پر بھی عمل کرتے تب بھی عمل بالحدیث ثابت ہوتا۔ انھوں نے وہ درودہ کی تشریع قیاسی کو کیوں شرع میں دخل دیا۔ جواب اسکا کئی طرح سے دیتا ہوں سُنئے۔ اور تامل وغور کیجیے۔ پہلا جواب یہ ہے کہ حدیث میں لفظ قلعہ کا واروہی اور معنی اسکے مشترک ہیں چند معنیوں میں اور معنی مرادوی بالیقین معلوم نہیں ماسوا سے اسکے وہ اسم جنس ہی چھوٹے بڑے پر اطلاق ہوتا ہے۔ اور پانی کی مقدار قلعے کے چھوٹے بڑے ہونے کے سبب سے متفاوت ہوتی ہے۔ جیسا ہمارے دیار کے جالے اور ٹشکے اربعین متفاوت ہیں۔ اور جن جن قلوں کے ملاحظہ سے رسول صلعم نے اربعین قلعہ وغیرہ فرمایا وہ قلعے سب کا وجود امام صاحب کے قرن تک موجود نہ رہا۔ ہاں عذیرے اور عوضوں کا وجود البتہ موجود رہا تب امام صاحب نے ان عذیروں کو معائنہ کر کے انکے پانیوں کو تخمین کر کے یہ درودہ درجہ کا استنباط کیا۔ جیسا امام شافعی رحمہ نے ایک قلعہ کے پانی کو اٹھا کر مشک تخمین کیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ چالیس قلعہ اور وہ درودہ کا پانی تخمیناً مساوی ہونا ثابت ہے کیونکہ قلعہ کے پانی کو اکثر وں نے دو مشک کے پانی کی برابر قرار دیا ہے۔ اور امام شافعی رحمہ نے دو کی جگہ میں احتیاطاً اڑھائی مشک تخمین کیا ہے۔ تب اس حساب سے چالیس قلعے میں تلو مشک

تم دیتے ہو وہی جواب تھا رابعین جواب میرا سمجھ لو۔ پھر کہا حدیث اربعین
 کو تو دارقطنی وغیرہ نے لایصح کہا جیسا قاضی شوکانی کے فوائد مجموعہ میں ہے
 جواب حدیث قلتین کو بھی بہتوں نے ضعیف و متروک کہا۔ چنانچہ
 زبیلی نے شرح کنز الدقائق میں یہ عبارت لکھی ان حدیث قلتین ضعیف
 ضعفہ جماعة المحدثین حتی قال البیہقی من شافعیہ انہ غیر
 قوی وتركه الغزالی والروانی مع شدة اتباعهما الشافعی
 لضعفه۔ اور ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا۔ ومن ضعفه الحافظ
 ابن عبد البر والقاضی اسماعیل بن اسحق والبوکر العربی المالکین
 ایضاً فیہ قد وقع الاضطراب فی ذلك الحدیث ففی بعض
 الروایات لفظا قلتین و فی بعضها ثلث قلال و فی بعضها اربعین
 قلت و فی بعضها اربعین غربا۔ اور تمہید میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔
 ما ذهب الیه الشافعی من حدیث قلتین مذہب ضعیف۔
 اور دوسری کے اسرار میں وهو حدیث ضعیف۔ مرقوم ہے۔ اور آپ نے
 جو کہا کہ دارقطنی نے حدیث اربعین کو لایصح کہا مراد اسکی یہ تھی کہ جس اسناد
 میں قاسم بن العمری ہو اس اسناد کے طریق سے یہ حدیث صحیح نہیں لیکن
 دوسرے طریق سے صحیح ہے چنانچہ اسکا ذکر چوبیسویں حدیث میں گذر چکا۔
 فقط لا تقر بالصلوة پر عمل نہ کیجیے کل عبارت کو دیکھیے۔ پھر کہا تم جو ہی کہو
 ابو حنیفہ صاحب کی تشریح جدید پر عمل نہ کرو لگا جب قلتین کی حدیث اسناد
 صحیح سے ثابت ہو چکی ہے۔ جواب تم جو ہی کہو امام صاحب کے شاگرد ابن مبارک

کسو جہ سے خلاف شرع اور اسکو کسو جہ سے موافق شرع سمجھتے ہو۔ ۵
 اپنی نصیحتی پہ انہیں کچھ نہیں نظر۔ اندھے ہیں خود پر اور وں کو جانے میں
 بے بصر۔ ۵ چو بدنا پسند آیت خود مکن۔ پس انگہ بہ ہمایہ گو بکن۔
 چوتھا جواب یہ ہے کہ آپ لوگ طہارت کے ماوے میں بڑے محتاط کہلاتے
 ہیں۔ حتیٰ کہ مس ذکر سے بھی وضو کا واجب ہونا کہتے ہیں۔ پھر یہاں قلمتین
 میں وہ احتیاط کہاں گئی۔ حضرت غور تو کیجیے کہ مس ذکر سے وضو کا واجب
 کرنا۔ اور قلمتین کے پانی میں حیض کتنے اور غلیظ چیزیں دھو کر کے بھی وضو کرنا
 اور اسکو مطہر سمجھنا کتنی افراط و تفریط کی بات ہے اپنے دلوں سے پوچھیے غیر
 استفت عن نفسک ولا تستفت عن غیرک کیونکر خشک ذکر و فرج
 کے چھونے سے وضو کا ٹوٹنا سمجھنا پھر اُنکے اندر کی ترجیزوں کو یعنی اُس
 پیشاب اور خون حیض وغیرہما کو جو قلمتین میں گرتے ہیں مطہر سمجھنا گویا پیشاب
 سے آبدست کرنے کو طہارت سمجھنا اور شے ظاہر کو نجس کہنا۔ پھر کہا حدیث میں
 آیا ہے اور حدیث کے باب میں اس طرح کا کلام کرنا جہنم کا راستہ لینا ہے۔
 جواب تب تو تمکو بھی اربعین کی حدیث کو موضوع کہنے کے سبب سے
 جہنم کا راستہ لینا ہے۔ ثانیاً اس سے مجکو جہنم کا راستہ لینا ثابت نہیں کیونکہ
 جب حدیث میں آنے بالیقین ثابت نہیں۔ کہ یہ فقط اسناد پرستوں کی اسناد
 پرستی کا نتیجہ ہے کہ وہ اسناد کو کالوہی من السماء سمجھتے ہیں۔ یہاں تک
 حدیث صحیح کہ بھی عدم موجود ہونے اسناد کے موضوع کہتے ہیں۔ اور غیر
 حدیث کو اسناد کی وجہ سے حدیث کہہ لیتے ہیں۔ جیسا رحلت رسالت باب

مشک پانی ہوئے اگر اس تلو مشک پانی کو کسی جاے سطح پر دہ دہ دہ
کا حوض بنا کر ڈالا جاوے تو ضرور وہ حوض بھر کر ایک ہاتھ پانی اسن مجھے
کیونکہ جب ایک مشک پانی سے اس طرف کا جو ایک ہاتھ مریخ کا مقدار
ہو لبریز ہونا ثابت ہے تب سو مشک سے سو ہاتھ کا لبریز ہونا ثابت ہے کیونکہ
دش کو دش میں ضرب کرنے سے تلو حاصل ہوتا ہے اسی کو وہ در دہ کہتے ہیں
لیکن اس بصارت کو صاحب بصارت سمجھے۔ نہ صاحب عداوت و بغاوت
سمجھے۔ نیت آسان این سخن را فہم کروں مشکل است۔ ۵
معانی ہست در زیر حرف سیاہ۔ چو در پردہ معشوق در بین ماہ۔
محقق جان بیند اندر ابل۔ کہ در خوبرویان چین و چنگ۔

شیرا جواب یہ ہے کہ اگر آئمہ اربعہ خصوصاً امام صاحب اسی طرح سے
مسائل کو قیاس سے استنباط کر کے لوگوں کو ہدایت نہ کرتے۔ تو مشرق و
غرب و عجم و عرب کے لوگ جنہوں نے قلعہ وغیرہ کو نہیں دیکھا ہے کیونکہ محل بالحدیث
کر کے طہارت کرتے۔ کیا قلعوں اور غدیروں کو دیکھتے پھرتے حالانکہ
نہ وہ قلعے موجود ہیں نہ وہ امر ممکن الوجود ہے لامحالہ اس قلعوں اور غدیروں
کے پانی کی مقدار پر دوسرے پانی کو قیاس کرنا پڑا جس طرح سبے تمھارے
پیروں نے قلعے کے پانی کو دو یا ڈھائی مشک تخمین کیا۔ اُسی طرح ہمارے
امام صاحب نے بھی غدیرے کے پانی کو دہ در دہ تخمین کیا۔ تب تو تم اور
تمھارے پیران پر کاوا داپیر بھی اسی تخمین و قیاس میں گرفتار ہیں۔ پھر تم
فقط امام صاحب ہی کے قیاس و تخمین سے کیوں نفرت کرتے ہو۔ اور اسکو

حدیثین پہلے قسم کی اس حدیث مضطرب کا محارض ٹھہریں۔ پھر کہا بقول
 علماء کے ان سب حدیثوں کے اناء سے اناء صغیر مراد ہے۔ جواب جب تم
 امام صاحب کے معنی مرادی کو سن رہے ہو۔ پھر متاخرین کے مراد
 لینے کو کیونکر سن کر دانتے ہو۔ کیا خوبی عقل کی ہے کہ جواب جو سوچھے آئے
 سوچھے کیونکہ یہ متاخرین امام صاحب کے مقابلہ میں طفل کتب سے بھی ادون
 ہیں۔ پھر انکے اقوال کو امام صاحب کے معارضہ میں پیش کرنا کیسا جیسا کاغذ
 کی ڈھال تلوار لیے ہوئے سپاہی کے مسلح سپاہی کے مقابلہ میں پیش کرنا۔
 قبول ناقصانہ شاہدے بے جوہر باید۔ کہ خبر طفلان خریداری نہ بینی
 تیغ چوبین را۔ اور اناء سے اناء صغیر مراد لینا کیسا جیسا سر کی جوئین سر ہی
 میں رکھ دینا۔ کیونکہ جو عموم اناء میں ہے وہ عموم صغیر میں بھی ہے۔ کہ
 صغیر امراضی ہے کہ بنسبت کبیر صغیر ہے اور صورت عکسی میں بھی یہی
 حال ہے۔ جیسا کوئی طرف چار قلعے کا ہو تو دوسرے کا طرف مثلاً بہ نسبت چار قلعے
 کے صغیر کہلاو لگا علی ہذا القیاس نصف یا ربع قلعہ بہ نسبت ایک قلعے صغیر
 کہلاو لگا قس البواقی علی ہذا پس قلعہ سر کی جوئین قلعہ سر ہی میں رہ گیا۔ اس
 مراد لینے سے آپ کا کیا نکلا۔ پھر کہا یہ امر تعارف و تعامل الناس پر موقوف
 ہے اور اناء کبیر کے پاس اناء صغیر کا بھی رہنا متعارف و معروف ہے۔
 جواب احمد سندھان یہ امر تعارف الناس پر موقوف ہے۔ اس لیے امام
 صاحب نے (جو عرف الناس بالتعارف فی العرب ہین) عرف کو ٹٹول کر یعنی
 جب عرف جس چیز میں تین چار قلعے پانی سماوے اسکو بھی انائیت میں شامل

صلح کو ایک روایت سے ۶۰ اور ایک سے ۶۵ ثابت کر کے دونوں کو حدیث صحیح جانتے ہیں۔ کیا حضرت ایسی حدیث کو حدیث میں آیا ہو کر کے کہتے ہیں۔ اور ڈرتے ہیں۔ اور غیر حدیث کو قرار دینے سے بمضمون حدیث من کذب علی متعمداً فلینبؤا مقعداً من النار اخرجہ ابن ماجہ وغیرہ جہنم کی راہ لینی پڑتی ہو نہیں سمجھتے ہیں۔ نہیں ڈرتے ہیں۔ ثالثاً اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکے معنی تم نہیں سمجھتے ہو۔ کہ گویا لا تقربوا الصلوۃ پر عمل کرتے ہو۔ وانتم سکارا کو طرح دیتے ہو۔ کیونکہ اس حدیث کے قلین کو فقط دیکھتے ہو اور انخبث کے الف والام مہودی کی طرف جوش الف لام ان الماء طہور لا ینجسہ شئی کے ہو نہیں سکتے ہو۔ بلکہ اس الف لام کو استغرافی یا بی سمجھتے ہو۔ اسلیے نجاست غلیظہ اور مردے گرنے سے بھی اسکے پانی کو طہر سمجھ کر طہارت کرتے ہو اور کلاتے ہو۔ کچھ بھی مقتضائے مورد و مقال اور اقتضائے حال کا خیال نہیں کرتے ہو۔ کیا حدیث لا وضوء الا من صوت اور بیچ کذا فی مشکوٰۃ سے فقط ان دونوں ہی کو ناقض وضوء میں حصہ سمجھتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ تم مس ذکر سے اور قنات التار سے اور بوسہ لینے سے وغیرہ ک سے بھی ناقض وضوء سمجھتے ہو۔ جب اس حدیث کے مضمون کو اپنے مورد میں خاص سمجھتے ہو۔ تب اس حدیث کے مضمون کو کیوں اپنے مورد میں خاص نہیں سمجھتے ہو۔ پھر کہا یہ روایت ابو داؤد کی اذا کان الماء قلین لا ینجسہ شئی اسکی تائید کرتی ہو۔

جواب ہرگز یہ تائید قابل سماعت کی نہیں ہو سکتی ہو جب انیس صحیح

تب وہ بے شک حکم دہ درود کا رکھیگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اکثر اوقات
 اسکے پانی سے باغون کی سیرابی کی جاتی تھی ایسے سبب سے اسکی اٹھ جاتی
 - اور خالص پانی زمین سے نکل آتا تھا پھر وہ ظاہر ہو گا کیا
 اسکو قلتین سمجھے ہو یعنی حسین پانی نہ بڑھنے پاتا اور وہاں کا غلیظ وہاں
 رہتا تیسری وجہ یہ ہے کہ جو وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے پانی کا
 سوال کیا گیا تھا اسوقت اسکا پانی باغ کی طرف جاری تھا۔ ایسے
 ان الماء کا پنجسہ شیخ فرمایا کہ الف ولام الما کا اسکی طرف اشارہ
 کرتا ہے۔ اسواسطے امام مالک رحمہ اللہ نے ما وھا (یعنی ما ریضاعہ) کا ن
 جاریا بین البساتین کہا۔ اور طحاوی نے معانی الآثار میں کانت
 باریضاعۃ مرایفا للماء جاریا الی البساتین لکھا۔ جب اس سے صاف
 ظاہر ہو گیا کہ دوسرا پانی بیریضاعۃ سے ہو کر باغون میں جاتا۔ تب وہ حکم
 بین ما جاری کے ٹھہرا۔ پھر کہا طحاوی کی اس روایت کو جو واقدی سے ہے
 ابن حجر سقلائی نے تخریج الحدیث میں فہو مردود علی من قال کہا پھر
 تقریب میں واقدی کی نسبت یوں لکھا کہ محمد بن عمرو واقدی اسلی
 الواقدی المدنی القاضی نزل بغداد مئوۃ واربعمائۃ واربعمائۃ
 من التاسعة۔ اور بیہقی نے انکی نسبت الواقدی کا یہ نتیجہ بدیشہ
 لکھا۔ اور نور الدین علی شریعہ الشریعہ میں انکی نسبت یوں لکھا کہ محمد بن
 عمرو واقدی واقدی سے قال النسائی یضع الحدیث۔
 جواب کہان قاضی واقدی مدنی۔ کہان سقلائی و بیہقی و نسائی

پاکر اور حدیث کا بیولن وغیر فولک کا مورد ان اناؤں کو جاننا کہ درودہ کی
 تخمین کی۔ اور اناؤں کے پاس اناؤں کے رہنے سے آچکا کیا نکلا۔ بلکہ اس
 میراد دعویٰ ثابت ہوا کہ اگر اناؤں کے پیرین پیشاب کرنا اور استقیظ کا ہاتھ دانا
 اور حیض کے لئے گرانا درست ہوتا تو اناؤں کے پیرین کی حاجت کیا تھی۔ اگر کہیے
 کہ مورد حدیث کا بیولن وغیر فولک کا وہ اناؤں کے پیرین جو مثل کلیا وغیرہ کے
 ہی وہی قرار دیں کہ ان کا اسمین معنی حدیث کا یخس بدلاؤ کا بدخل
 بدلاؤ ہے الا نام منطبق نہیں ہوتا ہی پھر کہا اگر اناؤں سے اناؤں نام مراد
 ہو وہ درودہ کا اناؤں کے پانی بھی جو غیر ممکن الوجہ نہیں حدیث کا بیولن
 سے ناپاک ہونا ثابت ہی پھر خصوصیت وہ درودہ کی کہان رہی۔

جواب تم خود ہی اقرار کر چکے ہو کہ یہ امر تعارف الناس پر موقوف ہی پھر
 یہ وہ درودہ کا اناؤں عرب میں ہونا کہان متعارف و معروف تھا جو تم تیرہ
 برس کے بعد کہتے ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف موردون
 میں مختلف حکم فرمانا باعث تھا العیاذ باللہ پھر کہا حدیث بئر بضاعہ کی
 جو انتیسویں حدیث تمھاری ہی وہ ہماری تائید کرتی ہے۔

جواب کبھی نہیں بلکہ ہماری تائید کرتی ہی کہی وجوہوں سے پہلی وجہ یہ
 ہی کہ بئر بضاعہ کا پانی بھی قریب وہ درودہ کے برابر ہے کیونکہ اس روایت
 سے عمق اسکا قریب تین ہاتھ کے ہونا اور عرض اسکا چھ ہاتھ کا ہونا اور
 طول کا ذکر نہ کرنا ثابت ہی اور طول کو عرض سے زیادہ ہونا بھی ثابت ہی
 جب تین عمق کو بلحاظ طول کے نقطہ چھ عرض میں ضرب کرو گے اٹھارہ ہونگے

اسکے مضامین کا اتباع کرتا۔ اور انکی تقدسیت اور مذہبیت اور قضایت اور
وسعت علمیت اور اور وصفون اور خوبیوں پر جو بزرگوں نے خصوصاً
داودی و ابو بکر بن العربی و ابن جوزی وغیرہم نے لکھی ہیں لحاظ نہ کرنا کیسا
جیسا کوکان کی کیا کشت پر کوئے کے پیچھے دوڑنا۔ اور کان مین ہاتھ دیکر نہ دیکھنا
مولانا روم مرغ بر بالا پران و سایہ اش۔ مید و دبر خاک تیران سایہ
اش۔ ابلے صیاد آن سایہ بود۔ می و دود چند آنکہ بے مایہ شود۔ بے جبر کان
عکس آن مرغ ہواست۔ بے خبر کہ اصل آن سایہ کجاست۔ تیر انداز و سب
سایہ او۔ ترکش خالی شود و دستجو۔ اسی طرح سے ہم لوگ بزرگوں کے
بے اصل عیب جوئی کی جستجو میں اپنے ایمان کا ترکش خالی کرتے ہو۔ کیونکہ احادیث
مفصل الذیل پر عمل نہیں کرتے ہو۔ کیا خوب باوجود اسکے اپنے کو عامل بالحديث
کہلاتے ہو۔ قال رسول الله صلعم ليس المؤمن بطعان ولا لعان
ولا فاحش ولا بذي اخربه الترمذي كذا في التيسير۔ وقال رسول
صلعم لا تشبوا الاموات الخ كذا في التيسير۔ قال رسول الله صلعم
لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه اخربه الترمذي
كذا في التيسير۔ قال رسول الله صلعم المسلم من سلم المسلمون من
يد ولسانه كذا في التيسير وقال رسول صلعم سباب المسلم فسوق اخر
اور اگر واقعی بعض معاندوں کے جھوٹا کہنے سے جھوٹا ہو جائے۔ تو حضرت
شیخین رحم بھی روافض کے منافق بولنے سے منافق ہو جاوے العیاذ باللہ۔

کہاں راجہ بھوج کہاں گنگا تلی۔ حضرت اسطرح فرخ رفات دلائل کے دفعیہ کے واسطے
سات گذار شین مینے لکھیں۔ خصوصاً پانچویں گذارش میں نظر کیجئے۔ اُس سے
نخوی ابن حجر و بیہقی و نسائی کا شافعی المذہب ہونا اور اقوال متاخرین کی طرف
علماء کا التفات نہ کرنا۔ سمجھ لیجئے۔ پھر ان کے الزام سے حنفی کو ملزم نہ سمجھیے۔
بلکہ بمضمون قول ابن حجر فہو مردود علی من قال انکے اقوال کو بھی اُپیر مردود
ہونا سمجھیے۔ کیونکہ ابن حجر شافعی نے بیہقی شافعی کی تقلید کی اور بیہقی شافعی نے
نسائی شافعی کی تقلید کی اور نسائی نے نقصب وغیرہ سے واقدی کی نسبت
لیضع الحدیث کی شہادت دی۔ پھر یہ شہادت القراوی غیر شرعی ہم مذہبی
خانہ سازی الزام خصم کے لیے کب دلیل ہوگی۔ جب حضرت حسن رحمہ اللہ کی
شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے دلیل نہ ہو سکی۔ اور جن جن حنفیوں نے
ان بزرگوں کے نوشتہ کے تکیہ پر اسطرح کی شہادت دی۔ وہ بھی مقبول نہیں ہوگی
ہاں بئیر بضاعت کا پانی جاری ہونے کی جو شہادت ہو اللہ و شہادت شہادت
شرعی ہے کہ جب امام مالک رحمہ خود اور وہ واقدی جو امام شافعی رحمہ کے ہم عصر
اور مدینہ طیبہ کے رہنے والا اور آخر زمان مبشر باخیر بین بغداد کا قاضی تھا ایسے
و بزرگ نے بئیر بضاعت کی کیفیت کو آنکھوں سے دیکھ کر اسکا پانی جاری غیظ
ہونے کی شہادت دی۔ تب یہ شہادت شہادت شرعی ٹھہر چکی۔ پھر انتہی
مدت کے بعد متاخرین کے ہوائی و سماعی شور و شغب سے کیونکر وہ شہادت
شرعی باطل ہو گئی۔ ۵۔ چنانچہ پیش شان راست بود۔ رہ راست در
چشم شان کج نمود۔ اسی حضرت واقدی رحمہ کی شان میں جو جو کلام متعصبین کا ہے

جواب

برگزیدہ ہرانیہ حنفیوں کو سنت ادا کرنے والوں سے بغض نہیں تھا نہ ہوا نہ ہوگا
 یہ فقط آپکا دھوکا دینا اور حقا و جہا کو بگاڑنا۔ اور لطائف اخیل سے
 انکو دام تندویر میں پھسانا ہے۔ ہاں چنانچہ ان ہوا پرستوں اور شیخ نجدی
 کے متبعوں سے جو آئمہ اربعہ کرام اور مقلدین عظام کو بدلائل چیدا قول
 متعصبان لیام کے اور شرک فی الرسالہ کے دعویٰ سے مشرک کہتے ہیں خصوصاً
 امام عظم رحم کی شان میں نا ملائم کلام کرتے ہیں اور خدا سنت کے نام سے
 غیر سنت پر عمل کرتے اور کرانے کی ترغیب دیتے ہیں اور حبیا اکثر و ن فی
 شراب کو شربت اتار کر مکہ نوش جان فرمایا ہے اور لطائف اخیل سے مثل عبد اللہ
 ابن سبا یہودی کی ملت محمدی صلعم کو خاک میں ملایا چاہتے ہیں گویا انہیں
 لوگوں کی شان میں یہ ابیات سعدی رحم کی منطبقی حال میں ابیات
 زہے جو فروشان گندم نمسا جہان گرد شب کو گھر من گرا
 سوئے مسجد آورد و کان شید کہ در خانہ کمتر تو ان یافت صید
 نہ پر بنیر گار و نہ دانشور اند ہمیں بسکہ دنیا بدین می خرد
 بجائے بلالانہ در تن گسند بدخل حبش جامہ زن گسند
 ز سنت نہ بینی در ایشان اثر مگر خواب پیشین و نان سحر {
 البتہ بغض و عناد رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس حدیث کے موافق عین ایمان
 سمجھتے ہیں۔ حدیث۔ من رآی منکم متکراً فلیغره بیدہ فان لم یستطع
 فبأسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان اخرجه النعمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم در جواب سوالات گوہر علی علی گڑھی صاحب
کہ بارے باخبار مشہور شدہ بود باز بنیت نفع عام نوشتہ می شود
جناب حضرت گوہر علی صاحب علی گڑھی! آپ کی اگست مہینے کی نوین تاریخ کی
تخریر جو دار السلطنہ میں لکھی ہوئی تھی کسی محب نے ہمارے لاکر مجھے دکھائی
اور مجھ کو جواب دینے میں اُسکے مجبور کیا۔ جسمین میں نے آپ کی عقل کا بڑا عجیب
و سخت سے بھرا پایا۔ کیونکہ آپ نے اُسکے آخر میں یہ جملہ { جواب دیجیے
یا کسی سے دلوائے ورنہ حقی پھر کسی طرح کا دعویٰ نہ کریں } لکھا تھی۔ اور
آپ نے اپنے سوال کے جواب دینے کا نام دینداری رکھا۔ اسلیے ماشاء اللہ دار
السلطنہ نے دینداری سے جواب باصواب دیا۔ حضرت دینداری کے لفظ
سے ڈر کر سوال کرنا اور جواب شافی پاکر بھی منحرف ہونا۔ کیسے یہ کیسی دینداری
ہی۔ دینداری تو نہیں بلکہ ریاکاری ہی۔ خیر آپ عمل کیجئے نہ کیجئے مجھ سے بھی
کچھ اور سن لیجئے۔ حضرت آپ نے اپنی تحریر میں گویا سات سوال کا جواب
نالگا ہی۔ چنانچہ بندہ نے آپ کے سوالات محل کو مفصل کر کے ہر سوال کا جواب
دیا۔ انکو انصاف کی نظر سے غور کیجئے۔ اعتراف فرمائے

پہلا جواب

حقیوں کو سنت ادا کرنے والوں سے کیوں بغض پیدا ہو گیا۔

کر کے جہنم کی راہ لیتے ہیں۔

دوسرا سوال

سوال کرو تو جواب نہ دارو۔ کوئی دلیل پیش نہیں کرتے ہیں۔

جواب

اگر آپ کو حنفی مذہب کی دلیلون کی تفصیل جانتا منظور ہو تو تذکرۃ المذہبات و تبصرة الحقائق کی سیر کیجئے کہ جسکی سند پر علماء ہند و سندھ و عجم و عرب شرق و غرب۔ و مفتیان حرمین شریفین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ اُس سے تمام کیفیت کھل جائیگی۔ اور حقیقت مذہب حنفی کی اور تابعیت و افضلیت امام صاحب کی اچھی طرح سے ظاہر ہوگی۔ علاوہ اسکے بہت سے فوائد تاریخی اور عقائد مذہب شیعہ و سنی و خارجی کے کھل قواعداصول فقہ و حدیث سے تم ایسے نادانوں و نادانوں کو واقفیت ہوگی اور علماء و کبار و فضلاء و نادار کی تحریر کی کیفیت ملے گی۔ اور حرمین شریفین کے وجوب تقلید شخصی اور رد کتاب فقہ المبین فی رد مخالفة المقلدین کے فتویٰ کی سیر ہوگی۔

تیسرا سوال

بہت سے امام اور عالم گزر چکے ہر ایک کی تقلید ہونی چاہیے۔ چار پر خصوصیت کس وجہ سے رکھی گئی۔

جواب

ہاں بہت سے امام اور عالم تو گزر چکے ہیں لیکن باتفاق علماء دین و متبعان شرع متین کے سوا بے ان چار ائمہ اربعہ کے اور وں کی تحریر و کتابت و تدوین

کذا فی التیسیر۔ اسی حضرت جب انھوں نے اپنے اوپر یہ مادہ بغض کا ٹھہرایا۔
تب حنفیوں کے دلوں میں بھی حدیث مذکور کے مطابق بغض پیدا ہو گیا۔
بلکہ نصیبین زیرین سے انہیں قتل واجب ہوا۔ قولہ تعالیٰ فان بغت احدیہما
علی الاخری فقاتلوا اللّٰتی تبغی حتی تلی فی الی امر اللہ۔ وقال النبی صلعم
من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصابکم
او یفرق جماعتکم فاقتلوا۔ آخر جبہ مسلم کذا فی التیسیر۔ اب تو
یہ امر امر شرعی ٹھہرا پھر امر شرعی میں مذمت کی وجہ کیا۔ کیا خوب اُسے چور
کتوال ڈاٹے۔ اسی حضرت پھر ایسے لوگوں کا سنت اور عمل بالحدیث کا ادعا
کرنا کیسا جیسا نادان کے پاس ملمع کو سونا اور سونے کو پیتل ظاہر کرنا۔ سعدیؒ
بدین اسی فرومایہ دنیا مخر جو خر باجیل عیسیٰ مخر۔

خواہ تنخواہ سنت کا نام لیتے ہیں اور حقیقت میں کسکی سنت ادا کر رہے ہیں
اصلاً غور نہیں کرتے ہیں۔ اسی حضرت یہ سنت ادا کرنے کی بات نہیں بلکہ
سنت کی بربادی کی پہلی چٹکی بھی کہ یہ نرالی ادا آپ نے شیخ نجدی سے
سیکھی نہیں تو آپ جس مولفات بغیر خیر القرون سے یعنی صحاح وغیرہ کے
تکبیر پر شور و غب و دھکم کر رہے ہیں۔ اور دھوکے سے ملمع کی چک
دکھا رہے ہیں اس میں بھی تو یہ حدیثیں۔ اتبعوا السواد الاعظم۔
علیکم بالسواد الاعظم۔ علیکم بالجماعة۔ الزموا الجماعة
کا مجتمع امتی علی الضلالة وغیر ذلک لکھی ہوئی ہیں۔ پھر کیوں
سنت کی پیروی نہیں کرتے۔ بلکہ حدیث من شدتہ فی النار۔ سے چشم پوشی

بین دونوں کی برابری ثابت ہوئی۔ فخذوا هذا ولو موالا انفسکم
ولا تلو موال غیرکم فارجعلنا لکما فتیحا لکما۔

چوتھا سوال

جب چاروں کو ائمہ نے مقبول جہان کیا تو چاہیے۔ کبھی امام اہل کے
مسائل پر عمل کرے کبھی امام شافعی کے کبھی امام احمد کے کبھی امام مالک کے
یہ کیا ضرور ہے آپ لوگوں نے امام اعظم ہی صاحب کو بزرگ جان کھا
ہو اسکا کیا سبب ہے۔

جواب

اگر چاروں ائمہ مقبول خدا ہونے کے سبب سے چاروں کے مسائل پر ہر شخص
کو عمل کرنا لازم ہوتا۔ تو ہر ائمہ کو ہر چار کتاب تورات۔ زبور۔ انجیل۔
فرقان۔ یا ہر انبیاء کے احکام پر عمل کرنا واجب ہوتا۔ اور اگر ایک کو افضل
جائزہ تقلید کرنے سے دوسروں کا بطلان لازم ہوتا۔ تو ہرگز۔ و ہر ائمہ ہوں
خدا صلعم حضرت عمرؓ کو امامت سے باز رکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو افضل
جائزہ امامت کا حکم صادر فرماتے۔ جیسا اس خصوصیت امامت سے باقی صحابہ
کی صحابیت باقی رہی۔ ویسا ایک امام کی تقلید کی خصوصیت سے باقی اماموں
کی امامت قائم رہی۔ جب رسول خدا صلعم نے عشرہ مبشرہ میں سے
ایک کو تفضیل دیا۔ تب ہم نے بھی اگر ائمہ اربعہ میں سے ایک کو اسی فضل
رسول صلعم سے اور قولہ تعالیٰ اتبعوا احسن ما انزل الیکم سے
تفضیل دیا۔ تو کیا قصور کیا۔ کہ آپ نے امامت کا جھنڈا اڑایا۔ اور اگر

مٹ گئے۔ اور اگر ہمیں بھی کہیں تو معاذین کی طرف سے انہیں تحریف و
 الحاق حلول پاچکے۔ اور رحمت الہی انہیں چارہی میں پالی گئی (چنانچہ
 انکی دلیل و حجت تذکرہ مذکور میں اچھی طرح سے تحریر کی گئی) اسلئے
 انہیں چارہی میں خصوصیت آچکی۔ حضرت جب آپ خود زبان مبارک سے
 فرماتے ہیں۔ کہ بہت سے امام و عالم گذر چکے ہیں ہر ایک کی تقلید ہوتی
 چاہیے۔ تب آپ پر سب آئمہ جہان کی تقلید کرنی واجب ہونی چاہیے حالانکہ
 یہ عقلاً و شرعاً و عادۃً محال ہے کہ آپ سب کی تقلید نہیں کر سکتے ہیں بلکہ
 اکثر ان کے نام بھی نہیں جانتے ہیں۔ پھر انکی کتاب و مذہب سے کیا قیافہ
 ہونگے۔ لامحالہ بعض کی کرنی پڑی اور بعض کی گئی گذری۔ اور بعض
 معدود کی تقلید آپ نے کی۔ یعنی جسکو کسی مسئلہ میں اپنی خواہش نفس کے مطابق
 امام بنایا۔ اُس بعض کی نسبت طرف کل آئمہ کے کیسی جیسی ایک کی نسبت طرف
 چار کے بلکہ نسبت بھی اس بعض میں نہیں پائی جاتی ہے کیونکہ ایک کی نسبت
 طرف چار کے کیسی جیسی چار کی نسبت طرف سولہ کے اور سولہ کی نسبت طرف چوٹھ
 کے کیسی جیسی چوٹھ کی نسبت طرف دو سو چھپن کے۔ اب آپ غور فرمائے
 کہ جتنی آئمہ کی تقلید آپ کرتے ہیں۔ عدد و شمار میں چوتھ بھی ہونگے۔
 اور عدد و شمار کل آئمہ کے دو سو چھپن سے زائد ہونگے۔ تب ایک اور
 چار کی نسبت بھی اس میں باقی نہ رہی۔ پھر آپ کی یہ تقریر کہ ہر ایک کی تقلید
 ہونی چاہیے۔ گرد و غبار کیسے اڑ گئے۔ برباد ہو گئے۔ خاک میں مل گئے۔ اب
 آپ جس بات سے عقلمندوں کی مذمت کرتے ہیں وہی بات آپ میں آگئی کہ بغضیت

کا ایک ہی حال۔ پھر دیکھیے نتیجہ ملاست کا کیا مال۔ اور کسی میں کسی کی تقلید کرنی شیطانوں اور منافقوں کا خصال۔ زیادہ اس میں کیا قیل و قال بس یہی ہر حرمت عدم تقلید شخصی پر مال۔ اور کل ان کے خاطر و بے ادب سمجھ کر کسی مسئلہ میں تقلید کرنا گویا آپکو لقمان حکیم سمجھنا کہ اس نے خاطر و بے ادب بوجہ افعال و اقوال میں یہی عمل کیا اس لیے یہ کلام۔ لقمان را پرسیدند۔ اوب از کہ آموختی گفت از بے ادبان مشہور ہوا۔ اسی طرح سے آپ نے بعض قول ائمہ کو موافق خواہش نفس کے پسند کیا اور بعض کو مصل جانکر ناپسند کر کے طرح دیا اور اسی کا نام آپ نے ہدایت اور مذہب محمدی ٹھہرایا۔ یہ ہدایت آپ کی علیین ضلالت ہو کیونکہ آپ نے تقلید ائمہ کی نہ کی بلکہ نفس کی کی۔ اور نفس خود ہی۔ تب ہم اور آپ تقلید شخصی میں مساوی ٹھہرے لیکن فرق یہ ہو کہ ہم نے امام الائمہ تابعی خیر القرون کی تقلید کی۔ اور آپ نے نفس شیطان کی۔

العیاذ باللہ۔

اور امام اعظم صاحب ہی کو اعظم و بزرگ جان رکھنے کی وجہ یہ ہو۔ کہ انکی بزرگی اور افضلیت پر ائمہ ثلاثہ وغیرہم متفق ہیں اسوجہ سے کہ انکی پیدائش ۱۱۰ یا ۱۱۱ یا ۱۱۲ ہجری میں ہوئی۔ اس لیے سجدہ و خیر القرون قرنی ثم الذین یلوہنہم ثم الذین یلوہنہم آئمہ۔ زمان مبشر بانحیر یعنی زمان ثانی میں انکی پرورش ہوئی۔ اور اسوقت کے دین خالص کی تعلیم انکو ملی کہ صد ہا صحابہ کبار و دیگر تابعین برابر کی صحبت انہیں اٹھائی۔ ان کے تابعیت انکی ثابت ہوئی اور اسی تابعیت سے انکی افضلیت متحقق ہوئی

تقلید شخصی واجب نہوتی۔ تو قرآن میں یہ آیت تھا وحینا الیک
ان اتبع ملت ابراہیم حنیفا نازل نہوتی۔ کیونکہ کل انبیا اپنی اپنی
نبوت میں محق و صادق تھے۔ مع ہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کو اتباع
کرنے کو فرمایا۔ نہ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہوتی۔ عن عائشہ
قالت قال رسول صلعم لا ینبغی لقیوم فیہما ابوبکر ان یوتمہم
غیرہ رواہ الترمذی کذا فی مشکوٰۃ۔ نہ یہ حدیث ابن عمر سے
شہرت پاتی۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کنا فی زمن النبی ص لا نعدل
بالی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم نزلک اصحاب النبی صلعم
لا نقاضل بینہم رواہ البخاری وفی روایتہ کالی داؤد
قال کنا نقول ورسول صلعم حتی افضل امة النبی صلعم
بعدا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کذا فی مشکوٰۃ اور آپ جو فرماتے
ہیں کہ کبھی اسکی تقلید کرنی چاہیئے اور کبھی اسکی تقلید کرنی چاہیئے یہ بات
بہت ہی بڑی ہے۔ کیونکہ اسمین تلبی لازم ہوتی ہے۔ اور خواہش نفس
کی تقلید کرنی پڑتی ہے۔ اور تلبی تو با اتفاق علماء حرام ہے۔ اور تقلید
کی تو ان النفس لا مارتہ بالسوء سے منعی عنہ ہے۔ یا حضرت آخر آپ کسی
نہ کسی کی تقلید تو کیجیگا تاہل وغور سے دیکھیے کسی تقلید کیجیگا۔ اپنے
نفس کی یا غیر کی۔ صورت اول میں خاصہ شیطان یعنی۔ الخناس الذی
یوسوس فی صدور الناس۔ بیٹھا۔ صورت ثانی میں ایک کی پاس
کی۔ ایک کی تو ہمارا مقال۔ سارے کی تو محال۔ اور بعضیت میں دونوں

جواب

ایک مرتبہ آپ نے اپنے سوال کا جواب بذریعہ دارالسلطنت پایا۔ اب
مجھ سے بھی یہ جواب لیجئے۔

ساتواں سوال

یہ معاملہ دین و مذہب کا ہے جواب اس کا انشا اب سے خالی نہوگا۔

جواب

ہاں معاملہ دین کا ہے اگر دینداری سے حق طلبی کا مناظرہ کرے۔ مگر
مجاولہ کا نام معاملہ دین نہیں بلکہ ان کے قریبوں کو حسب نصیب عذاب ہے۔
دلیل ہر ایک کی تذکرہ مذکور میں دیکھنا۔ زیادہ والسلام۔

تمت

چونکہ اُس کسی امام کی ایسی پیدائش نہ ہوئی یہ فضیلت اُنکو ملی۔ اسوجہ سے
اعظمت کی خصوصیت انہیں میں اُنکی پھر بعض معاندین کے طعن و تشنیع
سے اُنکے اور اُنکے مقلدین کا کیا بال بیکا ہوگا۔ بلکہ وہ خود بحیثیت -
ملعون من ضارہو منّا او مکرہ - اور بحیثیت من ضارہو منّا
ضار اللہ تعالیٰ بہ الخ۔ آخر جہاں الترنیدی جہنم کے جنجال میں پڑ گیا۔ ۵
گر نہ بنید بروز شپہ چشم چشمہ آفتاب راجہ گناہ
یا پانچواں سوال
امی حضرت یہ سوال کرنا تھا دم بخود ہو کے رہ گئے بلکہ ہاتھ کر کے دم دبا کے
بھاگے۔

جواب

حضرت گستاخی معاف۔ کیا آپکی طرف کے لوگوں کے دم بھی ہوتی ہی دور
آپ کے خصم دم کہاں سے پائی کہ دم دبا کر بھاگا۔ یہ صفت اُس کتنے کی ہی
جو دوسرے کتنے بلند مدار سے مغلوب ہو کر دم دبا کر بھاگتا ہی۔ پھر کہیے
کہ دمار گستاخوں ہوا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضرت مسلمانوں
کو گستاخانا کیا دینداری کی بات ہی یا بربادی تلت یا عداوت کی لگھات
ہی اور ہمارا جو کچھ لکھنا البادی اظلم اور ستم بر ستم بیشیہ عدل است
وداد۔ پر عمل کرنا۔

چھٹا سوال

میرے سوال کا جواب خود دیجیے یا کسی سے دلوایئے۔

اپنی تدویر کے دام میں پھنسا سکیں۔ خیر بیان پر اکوڑ سے
 اور کچھ بیان کر تا ہوں۔ اگر کل اُن دلائل مذکورہ سے، دگر بھی
 کروں۔ اور انکو بالائے طاق رکھ دوں۔ تاہم امام صاحب کی
 تابعیت کے ثبوت میں کی طرح سے عاجز و قاصر نہیں ہوں۔ بلکہ انواع
 اقسام سے ثابت کرنے کی قدرت رکھتا ہوں۔ کہ وہ انہر من الشمس و ابن
 من الامس ہر وسعت نظر کی نظر اُس نور سے منور ہو۔ شہرہ اگر اسکو
 نہ دیکھے اسکے عدم پر دلیل نہیں ہو سکتی ہر ۵

گر نہ بیند بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ
 یعنی اگر متعصبین کی آنکھوں میں بھٹمون و علی البصار حمہ غشا و کا تعصب
 یا جالت یا ضلالت کی پٹی لگی رہے۔ تو کیونکر وے اُس نور سے متور ہووے
 بلکہ انکار ہی کرتے رہینگے۔ ہاں اگر وے نظارت ظاہری اور بصارت
 باطنی سے مالا مال ہوتے۔ اور کتب سیر اور توارخون کے ملاحظے کا اشتغال
 رکھتے۔ تو انکی زبانوں سے ایسی بیودہ قیل و قال نہ نکلے بلکہ فقط ایک
 ہی کتاب اصابتہ ابن حجر عسقلانی شافعی کی بھی (حسین اکثر صحابیوں کی
 موت کا ذکر ہر کفایت کرتی۔ اگرچہ اسمین بھی تعصب کی باتیں ہیں۔
 خیر تاہم اُس کتاب کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو جاوے گا کہ کون کون صحابی
 کس کس سن و سال تک ذی حیات باقی تھے۔ اور کون کس وقت قالب
 عنصری سے پرواز کر گئے چنانچہ میں مثل مشت نمونہ خروارے کے چنا چھا ہوں
 کی موت کی تاریخ کو جس سے امام صاحب کی تابعیت بلکہ امام ابو یوسف رحم

فصل چہارم در جواب بعض سوالات متفرقہ غیر مقلدین کہ
مقلدین را از انہا در میض و بیض اندازند۔

سوال اول۔ حنفی بلا حجت و بغیر علت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو تابعی
کہتے ہیں۔ اور اسی سے انکی فوقیت بتاتے ہیں۔ حالانکہ انکی عدم تابعیت
میں علمائے دلیل شافی و برہان کافی لکھی۔

جواب امام صاحب کی تابعیت کی دلیل ایسی غیر محصور ہے۔ کہ قلم کی زبان
اسکے بیان سے قاصر و معذور۔ کیا آپ میری کتاب تذکرۃ المذہب کو
بھی نہیں دیکھا۔ میں نے تو ائمہ امام صاحب کی تابعیت کو علما مختلف
المذہب کے اقوال سے اور دلائل عقلیہ و براہین نقلیہ سے ایسا ثابت کیا۔
کہ ناظرین کو آئینہ کر دکھایا۔ یہاں تک کہ سوائے شریعت پر ہو سراج اقلیٰ
کی برکت سے امام اعظم رحمہ کی افضلیت و تابعیت کا آفتاب ایسا طلوع ہو گیا
کہ باقی ائمہ کی فضیلت اسکی کرن سے مثل نجوم کے چھپ گئی۔ پھر امام
ابو یوسف رحمہ نے اسپرستینا و اوقضائی کی دی۔ اور امام محمد رحمہ نے تو
خدمت عطار و کی اواکی۔ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کے سبب
سے اس طلوع کا نہ زوال نہ غروب۔ نہ حقیض میں اسکا مود۔ نہ فصل
میں اسکا عبور۔ بل سدا اوج ہی میں اوج موج کر رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ
تاریخ قیامت اسی طرح پر تابان و درخشان رہے گی۔ تب رات کہاں ہوگی۔
جس میں حشرات الارض جنگلی کی طرح غیر مقلدین نکلنے پاویں۔ اور غول
بیابانی کی مانند ضلالت کی روشنی سے علمائے کرام فضلاء عظام کو

۳۹۲ - ثابت بن افضل بن حنیفہ (تا) الانصاری نے جو ابی مسلم و
۸۸۹ بخاری وغیرہما کے بیعت الرضوان اور بدر اور حدیبہ وغیرہ میں حاضر تھے
بقول ابن سعد وغیرہ کے ۶۳ھ تریسٹھ میں انتقال فرمایا۔

۴۵۰ - جبر بن عبد اللہ القبطی مولیٰ بنی غفار بقول ہاے بن المنذر نے
۱۰۵۹ ۶۳ھ تریسٹھ میں انتقال فرمایا۔

۵۳۷ - جنادہ بن ابی امیہ الدوسی و ہو صاحب عبادۃ بن الصامتؓ جسے
۱۲۹۵ ایام جاہلیت اور اسلام کو پایا ۶۳ھ تریسٹھ میں انتقال فرمایا۔
۶۴۳ - حارثہ بن بدر بن حصین بن قصی (تا) بن تیمم التیمی نے ۶۳ھ
۱۹۲۷ میں انتقال فرمایا۔

۳۸۸ - زید بن ارقم بن زید بن قیس نے آنحضرتؐ کے ساتھ سترے
۲۸۵۸ لڑائی میں شریک تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جنگ صفین میں
بھی شریک تھے کوفہ میں ۶۴ھ چھیا سٹھ یا ۶۵ھ ارٹھ میں انتقال فرمایا۔
۱۶۶ - سعد بن مالک بن سنان (تا) ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ
۳۸۸ جسے بہت روایتیں صحاح میں موجود ہیں بقول واقدی ۶۳ھ تریسٹھ یا
۶۵ھ پینسٹھ میں انتقال فرمایا۔

۳۵۳ - سلیمان بن حرو بن ابی الجون (تا) انحراعی نے جس کے پیام کو
۲۰۴۶ (جو سار تھا) رسول صلعم نے تغیر دیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ
۶۵ھ میں شریک رہا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کاتب ہوا اور عمر انکی ۹۳ھ ہوئی
۶۵ھ پینسٹھ میں انتقال فرمایا۔

اور امام محمد رحم کی بھی تابعیت نکلتی ہے۔ چار طبقے میں لکھتا ہوں۔ اور اس کتاب کے ناظرین سے توقع انصاف کی رکھتا ہوں۔ اور مقلدین ضیفی سے دعا ہے خیر جانتا ہوں۔ کہ میں نے ایک ایسی راہ نکالی ہے کہ جس سے مؤرخین متعصبین کی تحریرات کی ناکامیابی ثابت ہوگئی۔ اور اس دروغ کے فروغ میں خیرگی تنگی۔ پہلے طبقے میں اُن صحابیوں کا ذکر ہے جو کشتہ سے پہلے تک زندہ تھے۔ دوسرے طبقے میں اُن صحابیوں کا ذکر ہے جو کشتہ سے آٹھ ماہ تک لباس حیات سے ملبوس تھے۔ تیسرے طبقے میں اُن صحابیوں کا ذکر ہے جو آٹھ ماہ سے نو آٹھ ماہ تک رزق حیات سے مزوق تھے۔ چوتھے طبقے میں اُن صحابیوں کا ذکر ہے جو نوٹے سے سو تک بلکہ مافوق سو تک زندگی رہے۔

پہلے طبقہ کے صحابیوں کا ذکر

۱۳۵ - اسامہ بن حارثہ بن سعید بن عبد اللہ (تا) بن اقصی الاسلمیؓ
۲۰۹ - اسامہ بن حارثہ بن حصین خذیفہ بن بدر الفزازی ابو حسان
الکوفی نے بقول ابو حسان زیاد بن سہلؓ ساٹھ ہجری و بقول ابن جان ستر
ہجری میں انتقال فرمایا۔

۲۹۶ - بریدہ بن الحصیب بن عبد اللہ بن الحارث بن الاعرج (تا)
افقی الاسلمی جس سے صحیحین میں روایت ہے۔ اور انھوں نے جنگ رسول
صلعم کے ساتھ کی بقول ابن سعدؓ ستر ہجری میں انتقال فرمایا۔

۱۳۵ - اسامہ بن حارثہ بن سعید بن عبد اللہ (تا) بن اقصی الاسلمیؓ
۲۰۹ - اسامہ بن حارثہ بن حصین خذیفہ بن بدر الفزازی ابو حسان
الکوفی نے بقول ابو حسان زیاد بن سہلؓ ساٹھ ہجری و بقول ابن جان ستر
ہجری میں انتقال فرمایا۔

۱۱۵۹ - السائب بن الخلد بن سوید بن ثعلبہ (تا) ابن مالک الاناری نے
۳۰۵۹ جنگی روایتیں سنن وغیرہ میں موجود ہیں اور بدر میں حاضر تھے بڑوں ابو نعیم
۱۱۶۰ شہدائے کھتر میں انتقال فرمایا۔

۳۳۳۴ - سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے جنگی روایت بخاری وغیرہ میں ہوا اور
۶۰۶۸ بڑے شجاع تھے شہدائے کھتر میں انتقال فرمایا۔

۳۳۳۵ - سعید بن عمران الہدانی نے جویر موک میں حاضر تھے شہدائے کھتر میں
۸۱۶۵ انتقال فرمایا۔

۳۳۳۸ - سلیم بن عتر بن سلمہ بن مالک النجیبی ابوسلمہ انہ اورک نے شہدائے کھتر
۸۱۸۸ میں انتقال فرمایا۔

۱۲۸۰ - عبداللہ بن مطیع بن الاسود (تا) بن لومی بن غالب القرشی نے
۳۱۰ جنگی روایتیں صحیحین وغیرہ میں مذکور ہیں شہدائے کھتر میں انتقال فرمایا۔

۱۵۸۸ - عثمان بن عبدالرحمن بن عثمان لثیمی نے شہدائے کھتر میں انتقال فرمایا۔
۳۲۹۶

۲۱۸۰ - القمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلمان النخعی ابویہ
۵۶۳

الکوفی نے جبے آیام جاہلیت اور اسلام کو دیکھا شہدائے کھتر میں انتقال فرمایا۔

۳۳۳۲ - عمرو بن مہیون الارزی نے بقول ابو نعیم شہدائے کھتر میں انتقال فرمایا۔
۶۳۳۲

۴۴۴۲ - قبیصہ بن والیق الثعلبی نے بقول طبری شہدائے کھتر میں انتقال فرمایا۔
۱۱۶۸

۴۵۰۰ - شریح بن ہانی بن یزید ابوالمقدام اورک البنی صلعم ۱۲۰ سالگی
۸۴۴۲

بقول القاسم شہدائے کھتر میں شہید ہوا۔

۱۳۲ - عبدالرحمن بن حاطب بن ابی بلعیہ اللخمی بقول خلیفہ وغیرہ ۴۸
۳۱۹
اسٹھ میں انتقال فرمایا۔

۱۴۰ - عقبہ بن نافع بن عبد القیس بن بقیط ۴۳ تریبہ میں بقول ۴۱
۳۲۴
القناط اول ان بزرگوں کی موت کو دیکھو۔ اور امام صاحب کی ۴۱
کی پیدائش کو یاد کرو۔ پھر بعد اسکے اور تین طبقے کا خیال کرو۔
دوسرے طبقے کے صحابیوں کا ذکر

۲۱۲ - الاسود بن یزید بن قیس النخعی ابو عمر نے ۴۲ یا ۴۳
۳۵۴
میں انتقال فرمایا۔

۲۸۸ - البراء بن عازب بن الحارث (تا) بن الاوس الانصاری نے
۴۱۴
جنگی روایت صحاح میں بہت ہو اور جو رسول صلعم کے ساتھ دشن پندرہ
لڑائی میں شریک تھے اور حضرت علی رض کے ساتھ جنگ جبل و صفین و
قتال اخوارج میں شریک تھے اور جسٹے کوفہ میں گھر بنایا تھا بقول بن جبان
۴۲
سے بہتر میں انتقال فرمایا۔

۴۱۴ - حرثہ بن الحمر الفزاری نے بقول خلیفہ ۴۲ جو پشتر میں انتقال کیا۔
۴۲۳
اگرچہ انکو ابن جبان اور العجلی نے تابعی کہا۔ لیکن اجری نے ابوداؤد سے
انکی صحابیت کو ثابت کیا۔

۴۹ - زید بن خالد الجندی نے جو حدیبہ میں حاضر تھے اور صحیحین وغیرہ میں
۴۸۸
انکی بہت سی روایتیں ہیں بقول ابن الرقی وغیرہ ۴۸
۴۸۸
تھیں میں انتقال
فرمایا۔

۱۲۲ - شہ جیاسی میں انتقال فرمایا۔

۱۲۳ - عبد اللہ بن عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ البختری نے بقول ابیہثم بن علی
۳۹۹ شہ یار شہ یار شہ میں انتقال فرمایا۔

۱۲۴ - عبد الرحمن بن القاری نے بقول ابن سعد شہ میں وبقول ابن جابر
۳۹۹ شہ اٹھاسی میں انتقال فرمایا۔

۱۲۵ - سوید بن غفلہ بن عوسجہ بن عامر الخثعمی نے بقول ابوالغیم شہ اسی میں و
بقول ابوجبیدہ شہ اکیاسی میں اور بقول عمر بن علی شہ بیاسی میں انتقال
فرمایا۔

ایقاظ سوم - سبحان اللہ کسی کچھ بشارت ہو ان مقلدین کو جنہوں نے
امام صاحب کی تابعیت کو ثابت کیا۔ اور بڑے اعتقاد سے انکی تقلید کو
اختیار کیا۔ نعوذ باللہ کسی کچھ خجالت و ندامت ہو ان غیر مقلدین کا ذہن
کو جنہوں نے تابعیت کو انکار کیا۔ اسی مقلد و خوش رہو اور دیکھو کہ ان
سے کیسی کیسی بزرگوں کا ذکر ہو اور غور کرو۔ کہ جب حضرت بکر بن عقیب رضی
جنکی رسول صلعم نے آشکت الہ فرمایا۔ اور حضرت عبد اللہ بن شداد
جنکی مان حضرت سلمیٰ رضی کو حضرت جعفر رضی اور حضرت ابوبکر رضی اور حضرت علی
یکے بعد دیگرے نکاح کیا۔ اور حضرت عبد اللہ بن ابی طلحہ جو حضرت انس رضی
کا اخیان فی بھائی تھا وغیرہ ایک کا۔ اس اسی کے بعد تلک جس اسی میں منکرین
تابعیت نے امام صاحب کی پیدائش کو عناد سے کالو محی من السماء سمجھ کر
۶۱ و ۷۰ روز کی پیدائش کو باطل ٹھہرایا۔ زندہ رہنا ثابت ہوا۔ بلکہ

ایقاظ دوم۔ ان بزرگوں کی تکی طرف اور امام صاحب کی تشریف کی پیدائش کی طرف پھر اسکے پیچھے کے دو طبقے کی طرف خیال کرو۔

تیسرے طبقے کے صحابہ یوں کا ذکر

۲۱۲ھ - الاسود بن ہلال الحارثی البوسلانی نے جو بقول باوردی و الثعانی

وابن قحون و بخاری رحمہما علیہما - بقول ابن علیؓ چوراسی میں انتقال فرمایا۔

۲۹۹ھ - یسیر بن ارطاہ نے بقول المسعودیؒ چھبہاسی میں انتقال کیا۔

۳۱۳ھ - بشر بن عقیبۃ الجہنی البالیہان یہ وہ صحابی ہیں جنکو رسول صلعم نے

اُسکت اما ترضی ان اکون افا بولک و عایشہ امک فرمایا تھا جب

وہ روتے تھے۔ بقول عبدالیر اُتھون نےؓ چھبہاسی میں انتقال فرمایا۔

۱۰۷۲ھ - روح بن رثباغ بن روح بن سلام الجندی البزری نے اگوہیہ

بعضوں نے انکو تابعی کہا۔ لیکن بقول اکثر خصوصاً مسلم و طاہم اور غیر ہما کے

صحابی ہیں۔ بقول ابوسلیمانؒ چوراسی میں انتقال کیا۔

۱۲۱ھ - السائب بن یزید بن سعید بن شامہ نے جنکی روایت صحیحین میں

موجود ہے۔ بقول البغیمؒ بیاسی یا سہلؒ یا سہلؒ چورانوے تین

انتقال فرمایا۔

۱۱۸ھ - عبداللہ بن شداد بن الہامد اللشی جنکی مان سلمی بنت عمیش جبکہ حضرت

جعفرؑ نے نکاح کیا پھر حضرت ابو بکر رضی نے پھر حضرت علی رضی نے نکاح کیا تھا۔ اوہ

ایک سے اولاد ہوئی بقول اہلبیؒ بیاسی میں نہر و جبل میں غرق ہو گئے۔

۱۱۹ھ - عبداللہ بن ابی طلحہ بن زید سہل الانصاری اخوانس بن مالک رضی

تو لاکھوں صحابی کا وجود امام صاحب کے وقت تک موجود رہنا عقلاً و ثبات
ہوا۔ اب غیر مقلدین جو دھکوسلے باتوں کی طرف جو چند وراق اخباریہ سے
نقل کرتے ہیں ہرگز التفات نہ کرو۔ بلکہ اسکو کذب و بہتان جانو۔ جس سے
خسر الدنیا و الآخرۃ سے نجات پاؤ۔

انقباس تقریب التہذیب سے بھی چند صحابیوں
کی موت کی تاریخ لکھتا ہوں۔
طبقة اولی کے صحابیوں کا ذکر

۳۲۔ - بریدہ بن انحصیب البوسلی الاسلمی صحابی نے ۶۳ھ تریٹھ میں انتقال
فرمایا۔

۳۹۔ - ثابت بن الضحاک الاشولمی صحابی نے بقول انفلاس ۴۵ھ میں بقتل
صبح ۶۴ھ چوتھ میں انتقال فرمایا۔

۴۴۔ - جندب بن عبداللہ بن صفیان النجلی صحابی نے بعد ۶۴ھ ساٹھ کے
انتقال فرمایا۔

۴۶۔ - احمارث بن حاطب بن احمارث صحابی صغیر نے اگرچہ ابن حبان نے
انکو تابعی کہا ۶۶ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۱۶۔ - الضحاک بن قیس بن خالد صحابی صغیر ۶۴ھ چوتھ میں مقتول ہوا۔
۱۳۔ - عبداللہ بن زید عاصم بن کعب الانصاری صحابی مشہور ۶۳ھ
تریٹھ میں شہید ہوا۔

۱۳۳۔ - عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ میں انتقال فرمایا طائف میں۔

۲۹۳ - عبدالرحمن بن سابط نے جنگ ابوموسیٰ نے صحابی کہا ۱۱ سالہ ایک
سواٹھارہ مین انتقال کیا۔

۳۰۴ - عبدالرحمن بن عمر واسلمی نے جنگ طبری اور ابن شاپین نے صحابی کہا
۱۲ سالہ ایک سو دس مین انتقال کیا۔

۳۲۷ - عدی بن عدی بن عمیرہ بن عروۃ الکلبندی نے بقول طبری صحابی مین
۱۸ سالہ ایک سو بیس مین انتقال کیا۔

۳۶۱ - عمیہ مولیٰ ام الفضل نے جنگ ابن ابی داؤد نے صحابی کہا ۱۴ سالہ
۱۰۵ ایک سو چار مین انتقال کیا۔

۴۳۲ - الفضل بن عبدالرحمن الهاشمی نے جنگی اصحاب بیت کو ابوموسیٰ نے
۱۱۵۹ ابوسعود الاصبہانی کی روایت سے ثابت کیا ۲۹ سالہ ایک آٹیس مین انتقال کیا۔

ایقظہارم - ای مؤمنو جب یہ کتاب آپ لوگوں کو میسر ہو۔ تب
بڑی خوشی اور خرمی سے ایک مجلس کرو۔ اور اسمین مقلدین اور غیر مقلدین کی
دعوت کر کے۔ بنظر ایمان کے ان بزرگوں کی طرف نظر کرو۔ اور دیکھو اور دکھاؤ
پھر امام صاحب کی تابعیت کی کیا بات ہو۔ بلکہ صاحبین وغیرہا کی تابعیت کو
بھی ثابت کر نیکی حجت بخوبی حاصل کر لو۔ پھر ان صحابیوں مین نظر کرو اور
اچھی طرح سے پہچانو کہ یہ کون کون بزرگ ہین۔ پھر غور کرو کہ جب ایسے ایسے
بزرگ مثل حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول صلعم اور مثل حضرت عبداللہ بن ابی
حضرت عبدالملک اور مثل حضرت عبدالرحمن خالہ زاد بھائی حضرت ابراہیم
بن رسول صلعم کا امام صاحب کے زمانہ تک با حیات موجود رہنا ثابت ہوا۔

۴۰ - جابر بن سمرہ بن جنادہ صحابی مشہور کورہ مکہ - بننے والے بعد شتر کے انتقال فرمایا۔

۴۱ - جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام الانصاری صحابی مشہور جس نے شترہ دفعہ جنگ کی بعد شتر کے انتقال فرمایا۔

۴۲ - رافع بن خدیج بن عدی الانصاری صحابی جلیل القدر نے ۳۳ شتر یا ۳۴ شتر چوپائے شتر کے انتقال فرمایا۔

۴۳ - سلمہ بن عمرو بن الأكوع الأسلمی البوسلمی نے ۳۴ شتر کے انتقال فرمایا۔

۴۴ - عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جو حالت حیات میں جناب رسالت مآب صلعم کے پیدا ہوئے تھے شتر کے بعد انتقال فرمایا۔

۴۵ - خلیفہ حضرت عبد اللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ تہترین حجاج کے حکم سے قتل ہوا۔

۴۶ - عبد اللہ بن صفوان بن امیہ جو رسول خدا صلعم کے عہد میں متولد ہوا ۳۳ شتریں مع خلیفہ ابن الزبیر مقتول ہوا۔

۴۷ - عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ۳۴ شتر کے انتقال فرمایا۔

۴۸ - عبد الرحمن بن عثمان بن عبد اللہ التیمی اخی طلحہ صحابی مع خلیفہ ابن الزبیر مذکور مقتول ہوا۔

۴۹ - عبد اللہ بن غنم الاشعری نے اگرچہ صحابیت میں انکے اختلاف ہوتے تھے ۳۵ شتریں انتقال کیا۔

۵۰ - عریاض بن ساریہ سلمی صحابی نے بعد شتر کے انتقال فرمایا۔

۱۴۳۔ عبدالمطلب بن ربیعہ الهاشمی صحابی نے ۶۲ھ بائیسھ میں انتقال فرمایا۔
 ۱۴۴۔ عدی بن حاتم مشہور صحابی نے ایک تلوہ برس کی عمر میں ۶۸ھ ارٹھ میں
 انتقال فرمایا۔

۲۰۹۔ قرۃ بن ایاس بن ہلال المرئی صحابی نے ۶۳ھ میں انتقال فرمایا۔
 ۲۱۰۔ معاذ بن الحارث الانصاری صحابی صغیر ۶۳ھ ترلیٹھ میں جنگ حرہ
 میں شہید ہوئے۔

۲۵۔ معقل بن سنان بن منظر الاشجعی صحابی ساکن الکوفہ ۶۳ھ ترلیٹھ میں جنگ
 حرہ میں شہید ہوا۔

۲۶۲۔ فضلہ بن عبید ابوبرزہ الاسلمی صحابی مشہور نے بقول صحیح ۵۰ھ بیستھ
 میں انتقال فرمایا۔

۳۰۱۔ ابوشریح انخراعی صحابی نے ۶۸ھ ارٹھ میں انتقال فرمایا۔
 ۳۱۴۔ ابو اقل اللہیثی صحابی نے ۶۸ھ ارٹھ میں انتقال فرمایا۔
 ۳۲۳۔ ہند بنت ابی امیۃ ام سلمہ ام المؤمنین نے بقول صحیح ۶۲ھ بائیسھ میں
 انتقال فرمایا۔

ایقانہ پنجم۔ ان بزرگوں میں حضرت عبداللہ بن عباس رض اور حضرت
 ام المؤمنین ام سلمہ رض بھی ہیں دیکھو۔

طبقہ ثانیہ کے صحابیوں کا ذکر

۳۳۲۔ البراء بن عازب الانصاری صحابی مشہور کوفہ کے رہنے والے نے ۶۲ھ
 بہترین انتقال فرمایا۔

شہادت میں ۱۱۴ سالگی میں انتقال کیا۔

۱۱۳۔ مسر بن ارطاه القرشی الحامری من صفار الصحابہ نے ۶۸۰ھ چھپاسی

میں انتقال فرمایا۔

۱۱۶۔ طارق بن شہاب بن عبد الشمس النخعی نے جس نے رسول صلعم کو دیکھا ۸۲

یا ۸۳ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۲۱۔ عابد بن عبد اللہ الحولانی نے رسول خدا صلعم کے وقت میں پیدا ہو کر

شہادت میں انتقال فرمایا۔

۱۳۵۔ عبد اللہ بن ابی اوفی بن علقمہ بن خالد صحابی تھے جو شہر کوفی کے آخر صحابہ

میں سے ہیں ۶۰ھ ستاسی میں انتقال فرمایا۔

۱۳۶۔ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب الهاشمی صحابی نے ۶۰ھ میں انتقال فرمایا

۱۳۷۔ عبد اللہ بن الحارث الزبیدی صحابی نے ۶۰ھ یا ۶۱ھ یا ۶۲ھ میں

انتقال فرمایا۔

۱۳۸۔ عبد اللہ بن حوالہ ابو الحوالہ صحابی نے ایک قول میں ۶۰ھ میں

انتقال فرمایا۔

۱۳۹۔ عبد اللہ بن ابی طلحہ الانصاری نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

عہد میں پیدا ہو کر ۶۰ھ چوراسی میں انتقال فرمایا یہ بزرگ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا خلیفہ

بھائی تھا۔

۱۴۰۔ عبد اللہ بن البادوی الکلبی جو رسول خدا صلعم کے عہد میں پیدا ہو کر کوفہ

میں ۸۰ھ کیاسی میں یا بعد اسکے مقتول ہوا۔

۱۸۸۔ عمارہ بن رفیعہ ابو زہیر صحابی نے جو کونے میں رہتے تھے بعد اتر کر انتقال فرمایا۔

۱۸۹۔ محمد بن حاطب بن اسحاق الکوفی صحابی صغیر نے ۴۷ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۹۰۔ وسب بن عبد اللہ السدوسی صحابی نے ۴۷ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۹۱۔ عوف بن مالک الاشجعی ابو حماد صحابی مشہور نے ۴۷ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۹۲۔ ابوسعید الملعی الانصاری صحابی نے ۴۷ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۹۳۔ زینب بنت ابی سلمہ بن عبد الاسدیہ المخزومیہ نے جو رسول خدا صلعم کے پروردہ تھی ۴۷ھ میں انتقال فرمایا۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جنازہ میں حاضر تھے۔

۱۹۴۔ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما خلیفہ حضرت عبد اللہ بن الزبیر نے ایک سو برس کی عمر میں ۴۷ھ یا ۴۸ھ میں انتقال فرمایا۔

ایقظا ششم۔ ان بزرگوں میں حضرت عاصم بن حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبد اللہ بن حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبد اللہ بن زبیر خلیفہ رضی اللہ عنہما اور حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما بھی موجود ہیں۔ دیکھو۔

طبقہ ثالثہ کے صحابیوں کا ذکر

۱۹۵۔ اسلم العدوی مولیٰ عمر رضی اللہ عنہما زمانہ جاہلیت و زمانہ رسول اکرم کو پایا

رفع کر سکو۔

طبقة رابعہ کے صحابیوں کا ذکر

۲۲۔ اسعد بن سہل ابوالامامہ الانصاری صحابی نے ترائوے برس کی عمر میں ایک سو پچہری میں انتقال فرمایا۔

۲۹۔ انس بن مالک النضر الانصاری خادم رسول صلعم نے جو صحابی مشہور ہیں ایک سو برس کی عمر میں ۹۲ھ یا ۹۳ھ ترائوے میں انتقال فرمایا۔

۳۶۔ الحارث بن رافع بن کبیش الجہنی نے بعد ۳۰ھ سو کے انتقال فرمایا۔

۱۲۵۔ عیاض بن اسیر المارتنی صحابی صغیر نے جو آخر صحابیوں میں سے شام میں حرا علی الاختلاف ایک سو کے عمر میں ۳۰ھ اٹھاسی یا ۹۶ھ چچیاکو میں انتقال فرمایا۔

۱۲۶۔ عبد اللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب نے علی رضی اللہ عنہ ۹۹ھ ترائوے میں انتقال فرمایا۔

۱۵۹۔ عبد الرحمن بن زید بن حارثہ الانصاری نے جو نبی صلعم کے وقت میں پیدا ہوئے ۹۳ھ ترائوے میں انتقال فرمایا۔

۱۶۰۔ عبید اللہ بن رافع المدنی مولیٰ النبی صلعم نے جو کاتب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تھا بعد ۳۰ھ سو کے انتقال فرمایا۔

۱۶۴۔ عتبہ بن عبد اللہ بن ابی الولید صحابی مشہور نے جو قریب ۳۰ھ میں کھتا تھا علی الاختلاف ۳۰ھ میں یا ۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۶۵۔ العدا بن خالد العامری صحابی جنگی وفات بعد ۳۰ھ کے ہوئی۔

۱۶۹۔ عبید اللہ بن العباس بن عبد المطلب الهاشمی ابن عم رسول صلعم صحابی
نے شہ شتاسی میں انتقال فرمایا۔

۱۷۰۔ عقبہ بن البندر سلمی صحابی نے شہ چوڑاسی میں انتقال فرمایا۔

۱۷۱۔ عمر بن ابی سلمہ بن عبد اللہ الاسد المخزومی صحابی صغیر نے جنگ ورسول صلعم
پرورش کیا کیونکہ انکی ماں حضرت ام سلمہ حضرت نے نکاح کیا تھا شہ ۸۳ تراسی
میں انتقال فرمایا۔

۱۷۲۔ عمران بن عصام الضبعی بقول بعض کے صحابی ہو شہ ۸۳ تراسی میں انتقال
فرمایا۔

۱۷۳۔ عمرو بن حرث بن عمرو بن عثمان المخزومی صحابی صغیر نے شہ ۸۳ تراسی میں انتقال
فرمایا۔

۱۷۴۔ المقدام بن معدیکرب بن عمرو الکندب صحابی مشہور نے شہ شتاسی میں
انتقال فرمایا۔

۱۷۵۔ واثلہ بن الاشعث صحابی مشہور نے شہ سچاسی میں انتقال فرمایا۔

۱۷۶۔ ابوعام الاشعری صحابی عبدالملک بن مروان کی خلافت تک زندہ رہا۔

ایقظا مفتحم۔ ان بزرگوں میں حضرت اسلم العدوی مولیٰ حضرت عمر رض۔ اور
حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار رض بن ابی طالب۔ اور حضرت عبید اللہ بن عباس رض

اور حضرت عمر بن ابی سلمہ جنگی ماں حضرت ام سلمہ ام المؤمنین کو رسول صلعم نے اپنے
نکاح میں لا کر انکی پرورش کی یعنی ربیب النبی صلعم موجود ہیں دیکھو۔ اور

اس ایقظا کو تیسرا اور چوتھے ایقظا کے ساتھ ملا کر خیال کرو۔ پھر آٹھویں ایقظا
کے بزرگوں کا بھی خیال کرو۔ جس سے عدم تابعیت کے شبہ کو دل سے بخوبی

ورہنے۔ بفضلہ تعالیٰ اگر مین اس اصاہ اور تقریب کے کل دلائل کو
 ہی طرح دون تب بھی اسی طرح کے دلائل اور آؤر کتابوں سے استنباط
 سکتا ہوں۔ چنانچہ مولانا عبدالحق دہلوی کی شرح مشکوٰۃ سے بھی ایسا
 پند صحابیوں کا نام استخراج کر کے تحققہ احبا کرتا ہوں۔ جس سے اچھی طرح
 سے امام صاحب کی بکدہ صاحبین کی بھی تابعیت ثابت ہوتی ہے۔ اور معاذین
 و عداوت کی بات طور میں آتی ہے۔ ص ۴۰۔ حضرت انس بن مالک رض
 خادم رسول صلعم نے ۹۱ھ کا نوے مین ایک سو برس کی عمر میں انتقال
 فرمایا۔

ص ۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض نے طائف مین ۶۸ھ ارٹھ ہجری مین
 انتقال فرمایا۔

ص ۵۲۔ حضرت ابو امامہ رض نے علی الاختلاف ۶۸ھ یا ۹۱ھ
 اکیانوے مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۰۶۔ حضرت رافع بن خدیج رض نے ۶۳ھ تہترین انتقال فرمایا۔

ص ۱۱۲۔ المقدام بن معدیکرب رض نے ۶۸ھ ستاسی مین انتقال فرمایا اور
 اس وقت عمر انکی نوے کی تھی۔

ص ۱۱۳۔ حضرت العریاض بن خالد رض نے ۶۵ھ پچتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۳۵۔ حضرت عوف بن مالک الاشجعی رض نے ۶۳ھ تہترین انتقال فرمایا۔

ص ۱۳۸۔ حضرت عکرمہ مولیٰ ابن عباس رض نے اگر چہ بعضے نے اکتو تابعی کہا

۶۸ھ ایک موصات مین انتقال فرمایا۔

۱۸۱۔ عکرمہ بن عبد اللہ مولیٰ ابن عباس رضی نے علی الاختلاف مسئلہ ایک مسئلہ میں یا بعد اسکے انتقال فرمایا۔

۲۳۹۔ مالک بن الحویرث ابوسلمان اللیشی صحابی نے مسئلہ چورائے میں انتقال فرمایا۔

۲۴۱۔ محمود بن ابید بن عقبہ بن رافع الاوسی صحابی صغیر نے مسئلہ یا مسئلہ ستائے میں انتقال فرمایا۔

۲۴۲۔ الہراس بن زیاد بن مالک الباہلی الوجہیر صحابی نے بعد مسئلہ سو کے انتقال فرمایا۔

۳۱۵۔ ابونصر الہلالی نے بقول بعض کے صحابی ہیں بعد مسئلہ سو برس کے انتقال فرمایا۔

۳۳۰۔ زینب بنت کعب بن عجزہ زوجہ حضرت سعید الخدری رضی نے جنگو بعض نے صحابہ کہا بعد مسئلہ کے انتقال فرمایا۔

۲۵۷۔ موسیٰ بن طلحہ المدنی نزیل الکوفہ نے جو رسول خدا صلعم کے وقت میں پیدا ہوئے مسئلہ ایک سو تین میں انتقال فرمایا۔

۲۴۹۔ والجنہ بن معبد بن عتبہ الاسدی صحابی نزل الخمریزہ و عمرانی مسئلہ یعنی مسئلہ نوے تک زندہ رہے۔

ایقاظ ہشتم۔ ان بزرگوں میں سولے حضرت انس رضی وغیرہ کے خفت عبید اللہ بن رافع مولیٰ ابی النبی صلعم۔ اور حضرت عکرمہ بن عبد اللہ مولیٰ ابن عباس موجود ہیں دیکھو۔ اور اس ايقاظ کو چوتھے ايقاظ اور نہم ايقاظ کے ساتھ لکھا کر کے امام صاحب کی تابعیت کیا معنی صاحبین وغیرہ کی تابعیت بھی بخوبی ثابت ہو

امام صاحب سے ملاقات و روایت ثابت ہونا کو فی ضرورت ہے۔
 کہہ لوں گا۔ باوجود موجود ہونے ہر دو لون کی ملاقات و روایت ثابت ہونا
 کون سی ضرورت ہے۔ اگر سچ پوچھو تو لقی کا ثابت ہونا بہت ہی ضرورت ہے کہ
 صاحب مذہب کی بنا کے واسطے حتی المقدور حقیقت کو ثابت کرنا بہت
 ہی ضرورت ہے تب باوجود موجود ہونے صحابی کے ملاقات و روایت نہ کرنا
 امام صاحب کا مومنوں کے اعتقاد کے خلاف ہے۔ ہاں زید یقون کے اعتقاد کے
 موافق ہے۔ العیاذ باللہ۔

خیر اسکا دفعیہ اور طریقہ سے بھی کر دیتا ہوں۔ یعنی بفضلہ تعالیٰ صراحۃً و
 کرنا بھی امام صاحب کا صحابیوں سے ثابت کر دکھاتا ہوں۔ ہر چند اس بات
 کو بہت کتابوں سے ثابت کر سکتا ہوں۔ لیکن خوف طوالت سے فقط
 عقود الجواہر پر اکتفا کرتا ہوں۔

۷۴۔ روئے محمد بن الفضل و سلیم بن مسلم قالوا حدثنا ابو حنیفہ بہ عن جابر
 قراء رجل خلف رسول صلعم فنفاہ رسول صلعم عن ذلك
 ۷۵۔ روئے یحییٰ بن ابراہیم عن ابی حنیفہ بہ عن جابر قال انصرف
 النبی صلعم من صلوۃ الظهر والعصر فقال من قرأ منکم
 سبع اسماء ربک اکمل علی فسکت القوم حتی سال عن ذلك
 مرا را فقال رجل من القوم انا یا رسول اللہ فقال را یتک
 تنازعنی او تخالجنی القرآن۔

۷۶۔ روئے یونس بن کبیر و علی بن مزید الصدائی و مروان بن شجاع

۱۳۹۔ حضرت واثقہ بن الاشعث نے ایک سو برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

۱۴۰۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی نے علی الاختلاف ۶۶۷ یا ۶۷۷ یا ۶۸۷
چوتھین کوئی میں انتقال فرمایا۔

۱۴۱۔ عبد مزاورک النبی صلعم نے ایک سو بیس برس میں انتقال فرمایا۔

۱۴۲۔ قتادہ رضی نے اگرچہ بعض نے ایک سو تالیسی بھی کہا ہے لیکن ایک سو تیس

میں انتقال فرمایا۔

۱۴۳۔ النعمان بن بشیر رضی جو بوقت رحلت رسول صلعم آٹھ برس کا تھا
چونتھ میں مروان کے حکم سے مقتول ہوا۔

۱۴۴۔ حکیم بن حرام رضی کے ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

۱۴۵۔ حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی نے کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں نو برس کا تھا

تیسرے تراسی میں انتقال فرمایا۔

۱۴۶۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی نے ۷۷ یا ۷۸ ستاسی میں کوئی

میں انتقال فرمایا۔

۱۴۷۔ عبد اللہ بن السحر الصحابی رضی نے ۷۷ یا ۷۸ میں انتقال فرمایا۔

ایقاظ نمبر۔ ان کل بزرگون میں نظر کر کے۔ ہمارے تذکرۃ المذاہب کے

۲۷۸ صفحہ سے ۲۸۴ تک دیکھو۔ جس میں اکثر ان بزرگون کا نام آیا۔ پھر ۳۲۱

صفحہ کو بھی ملاحظہ کرو۔ پھر ۵۸۰ میں نظر کر کے کمالیت پیدا کر لو۔ تاکہ ہمیشہ

مناظرہ میں دندان شکن جواب دیکر غالب رہو۔

دفعہ دخل۔ اگر کوئی کہے کہ امام صاحب کے زمانہ تک صحابی کے رہنے سے

ولم عليها سويقا وتمرا وقال ان سبعت لك سبعت لصواحبك
 ۱۲۱۔ ابوحنيفه عن الهيثم عن النضر قال خرج النبي صلعم
 لليلتين خلتا من شهر رمضان الحـ۔

۱۲۲۔ ابوحنيفه عن عكرمه عن ابن عباس قال قال رسول
 صلعم امرت ان اسجد على سبعة اعظم ولا اكف شعرا ولا
 ثوبا۔

۱۲۳۔ ابوحنيفه سمع عايشه عجره تقول قال رسول صلعم
 اكثر حبه الله تعالى في الارض الجراد لا اكله ولا احرمه۔
 ۱۲۴۔ ابوحنيفه عن ابى الهذيل غالب بن الهذيل ان لساء
 كن مع جنازة فاراد عمران بطردهن فقال رسول الله صلعم
 دعهن فان العهد قريب۔

دفع واخل اگر کوئی کہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ کی موت تو قبل اشی کے
 ہوئی اور امام صاحب کی پیدائش اشی میں ہوئی۔ پھر کیونکر روایت کرنا
 اسکا اسے ثابت ہو سکتا ہے۔ جواب اسکا کئی طرح پر ہے۔

اولاً۔ امام صاحب کی پیدائش کو اشی ہی میں ہونا فرض کر کے اسکو کالومی
 من السماء سمجھ لینا۔ کون سی وحی من السماء سے ثابت ہے۔ اجمی صاحب
 اس تاریخ کو تو بہ مضمون ۵۰۰ لیکن قلم در کف دشمن است۔ کہ
 چند معاندوں نے امام صاحب کی تابعیت کو باطل کرنے کے واسطے انکے
 اصحابوں کی طرف منسوب کر کے شہرت دیا۔ اور غیر معاندوں نے بھی نقل کیا۔

عن ابی حنیفہ عن جابر قال صلی رسول صلعم باصحابہ الظہر
 او العصر فلما انصرف قال من قرء خلفی سبح اسم ربک
 الا علی فام یتکلم احد فرد ذلك ثلاثا فقال رجل انا
 یا رسول فقال قدر أیتک لتخالجنی او تنازعنی القرآن من صلی
 منکم خلف امام فقرأتہ له قراءۃ ف سبحان اللہ چہ خوب
 ان تین حدیثوں سے قراءت خلف الامام کی منہی عنہ ہونا بخوبی ثابت
 ہوگئی تب ہی امام الائمہ امام ابو حنیفہ رحم نے قراءت خلف الامام کو ناسبت
 فرمایا۔ آپ ہم سب کو اس روایت کے غیر کی طرف ہرگز التفات نہ کرنا چاہیے
 کہ وہ اسکے مقابلہ میں قابل اعتماد نہ ہوں گے۔ کہ اسمین باعث توسطات
 بعیدہ کے رطب و یابس کی گنجائش تھی۔ خذہا۔

۱۲۳۔ ابو حنیفہ عن علی بن الاقمر ان النبی صلعم کان یطل
 صائغاً و بیت طاً و یا شمدینصرف الخ۔

۱۲۴۔ ابو حنیفہ عن علی الاقمر عن ابن عمر ان رسول صلعم
 قال ان بلا لا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی یتادی ابن مکتوم
 ف اس حدیث سے سحر گاہی کا اخیرات کو کھانا حسب مذہب امام صاحب کے
 ثابت ہوا۔

۱۲۵۔ ابو حنیفہ عن ابراہیم ان النبی صلعم حج واعتمر اربع
 عمر فقرن احدی عمرہ الا اربع حجہ۔

۱۲۶۔ ابو حنیفہ عن الہیثم ان النبی صلعم لما تزوج ام سلمہ

کیونکہ اس قصہ میں یہ چار باتیں ایک کٹھنہ دوسرے سے تیسرا اشی چھٹھا
روایت کرنا۔ انہیں سے فقط اسی ایک طرف۔ اور باقی تین ایک طرف
فانظروا لمن الغلبة یا ایہا الاخوان فانظروا۔ هذا حق الحقائق۔
استنبطت بتائید خالق الخلائق۔ خذک یا ایہا السائق۔ فانه
ادق الدقائق۔

تنبیہ۔ اب ان تحریرات مذکورہ اور تقریرات مذکورہ سے امام صاحب
کی تابعیت کا شمس نے نصف النہار کیسی ثابت ہو گئی۔ نہ ابرو بادل
کیسی مزاحمت بھی باقی رہی۔ کیونکہ امام صاحب کی پیدائش علی الاختلاف کٹھنہ
یا ستر یا اشی۔ ہجری میں ہوئی کما قر ذکرہ۔ اگر کٹھنہ کا اعتبار کیا جاوے۔
تو ہر چار طبقے کے صحابیوں کی ملاقات سوائے اسکے اور لاکھون اُن صحابیوں
کی ملاقات (جنکی شمار مورخین کو معلوم نہیں) نصیب ہوئی۔ اور اگر ستر
کا اعتبار کیا جاوے۔ تو باقی تین طبقے کے صحابیوں کی ملاقات اور سوائے اسکے
اور اگر ستر ارون اُن صحابیوں (جنکی گنتی مورخین کی کتابوں میں آئی نہیں)
نصیب ہوئی۔ اور اگر اشی کا بھی اعتبار کیا جاوے تو بھی باقی دو طبقے کے صحابیوں کی ملاقات ماہر
اسکے اور کوسکڑوں اُن صحابیوں کی ملاقات (جنکی تعداد مورخین کو معلوم نہیں) بخوبی نصیب ہوئی۔
یہاں تک امام صاحب نے بہترین روایتیں بھی صحابیوں کیں۔ چنانچہ بطور نمونہ کے چند روایتیں مذکور
پھر امام صاحب کی تابعیت میں کوئی بات باقی رہی ہوگا اسکے بڑے بڑے شاعران بھی امام صاحب کی
روایت کرنے کو اپنے اپنے شعر میں بند کرچ کیا چنانچہ بعض انہیں ایک یہ ہے کہ کلف النعمان فخر امارۃ۔
من الاخیار من عز الصحابة۔ کلفی شرح کلفی شرح تابعیت کی تعریف تو وہ ہے جس کی صحابی کی ملاقات

خیر بالفرض اگر یہ تاریخ صحیح بھی ہو تو بھی امام صاحب کی ان روایتوں کو
 اس جابر کی طرف جو قبل پیدائش امام صاحب کے انتقال فرمایا منسوب کرنا
 اور اس سے تکذیب روایتوں کو ثابت کرنا علماء غیر متحرین بلکہ نادانوں کا
 کام ہے کیونکہ مورخین نے فقط ایک جابر کی تاریخ لکھی حالیکہ جابر فقط
 ایک صحابی کا نام نہیں ہزاروں صحابہ کا نام ہے۔ چنانچہ فقیر نے جو پہلے طبقے
 میں بارہ صحابیوں کا نام ذکر کیا۔ اس میں بھی اسرار بن حارثہ دو صحابی کا نام
 مشترک آگیا۔ جب بارہ صحابی میں دو صحابی کا نام مشترک ہو سکتا تو بارہ سو
 صحابی میں کتنے صحابہ کا نام مشترک ہو سکتا ہے۔ جو اب اس راجعہ متناسبہ سے

$$۱۲ : ۲ :: ۱۲۰۰ : م = ۲۲ + ۱۲۰۰ \div ۱۲ = \frac{۱۲۰۰ + ۲۲}{۱۲} = ۲۰۰$$

صحابہ کا نام مشترک ہو سکتا ہے۔ پھر لاکھوں کڑوں صحابیوں میں جابر کے نام
 کا مشترک نہ سمجھنا۔ محض بے وقوفوں کا کام نہیں تو کیا۔ بلکہ اس آیت کا منکر
 ہونا۔ قوله تعالى وكم اهلكنا قبلهم من قرن هل تحس منهم
 من احد او لستم لهم ذكرًا۔

ثانیاً۔ جب بہت ہی کتابوں سے روایت کرنا امام صاحب کا ثابت ہو چکا
 پھر حید منکرین کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے بلکہ قاعدہ المثبت مقدم علی
 النافی کا دخل اس میں آجاتا ہے۔

ثالثاً۔ جب امام صاحب کی پیدائش علی الاختلاف اکسٹھ۔ ستر۔ اسی۔
 میں ہونا اور روایت کرنا اسکا حضرت جابر سے مسلم و ثابت ہے۔ تو بخوبی
 اس جابر سے جو قبل اسی کے انتقال فرمایا ملاقات اور روایت کرنا بھی ثابت ہے۔

انہ لقی جماعۃ من الصحابة وروی عنہم ولم یثبت ذلك
عند اهل النقل انتہی کلامہ۔ سوائے اسکے ابن خلکان اور امام
نواوی اور امام یافعی و علی القاری حنفی اور محمد اکرام حنفی کا بھی یہ قول
ہی جیسا معیار میں ہے۔ ثم اسکا کیا جواب دیتے ہو۔

جواب ہر چند کہ بعد اثبات دلائل تابعیت اور ایراد سند اسکے کے
مجھے حاجت نہ دکنے ان اقوال متعصبین کی تو نہ تھی۔ لیکن چونکہ نا فہم
اسکی دلیل لائے۔ ایسا اسکی قلعی کھولنے کی ضرورت پڑی۔ بفضلہ تعالیٰ
اس عبارت کا جواب اسی عبارت سے کئی طرح پر نکالتا ہوں۔ اور اسے
پیش نظر ناظرین کے کرتا ہوں۔ جس سے وے مارے خوشی کے باغ باغ ہو جائیں
اور میرے لیے دعائے خیر مناویں۔

اولاً۔ یہ عبارت تو میرے ہی دعویٰ کی دلیل ہے نہ میان صاحب کی۔ بلکہ
میان صاحب کا اس عبارت سے امام صاحب کی عدم تابعیت کا استدلال
کرنا۔ گویا اپنی خوش فہمی کا اقرار کرنا ہے۔ نے نے بلکہ معرکہ مناظرہ میں بے علمی کا
علم اٹھانا۔ کیونکہ اسی عبارت میں اصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من
الصحابة وروی عنہم کی جو عبارت ہے وہ عبارت بڑے زور سے
اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ امام صاحب کے جم غفیر اصحابوں نے امام صاحب
کی لقی اور روایت کی شہادت دی۔ جب ایسے جم غفیر کی شہادت سے
ہمکی تابعیت ثابت ہو چکی۔ پھر کیا سیکڑوں برس کے بعد ابن طاہر یا اور
کسی کے انکار سے وہ شہادت شرعی باطل ہو جائیگی۔ کاحول ولا قوت۔

حاصل ہوئی۔ اسکی تابعیت ثابت ہوئی۔ جب امام صاحب کو اتنے صحابیوں
 سے ملاقات حاصل ہوئی۔ پھر کیونکر تابعیت انکی ثابت نہ ہوئی۔ باوجود اسکے
 انکی تابعیت کا منکر ہونا۔ بعض متعصبین کے قول سے اُسکا انکار کرنا۔
 گویا مکمل سیر اور تواریح کی کتابوں کو یعنی ابو عبد اللہ البخاری۔ خلیفہ بن
 خیاط۔ محمد بن سعد۔ یعقوب بن سفیان۔ ابوبکر بن ابی حشیم۔ ابوالقاسم
 البغوی۔ ابوبکر بن ابی داؤد۔ عیدان۔ مطین۔ ابو علی بن السکن۔ ابو
 حفص بن شاہین۔ ابوالمنصور الباری۔ ابو عبد اللہ بن مندہ۔ ابوالنعیم
 ابو عمرو بن عبد البر۔ ابوبکر بن فحون۔ ابوموسیٰ المدنی۔ غزالی بن ابی شیبہ
 ابو عبد اللہ الذہبی۔ وغیرہم۔ کی تحریر اور تقریر اور کتابوں کو خاک میں
 ملانا۔ بلکہ جلا کر اکھ کرنا۔ اعتراض اگرچہ تمہنے بہت سے دلائل
 قویہ۔ اور براہین جلیہ سے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا۔ لیکن اکثر علمائے محققین
 و فضلاء و ققین نے امام صاحب کی تابعیت کو انکار بھی کیا۔ حتیٰ کہ
 تمہارے حنفیوں میں سے بھی شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار نے انکار
 کیا۔ چنانچہ انکے تذکرہ موضوعات کی اس عبارت کو مولوی ندیر حسین
 میان صاحب نے اپنی معیار میں امام صاحب کی عدم تابعیت کی دلیل
 گردانا ہے۔ وکان فی ايام ابي حنيفة اربعة من الصحابة الش
 بن مالك بالبصرة وعبد الله بن ابي اوفى بالكوفة وسهل
 بن سعد الساعدي بالمدينة والوطفيل عامر بن واثلہ
 بمكة ولم يلق احدا منهم ولا اخذ عنه واصحابه يقولون

ینہ کے مقابلہ میں بیکار ہے۔ صورت ثانی اور صورت ثالث کی شہادت تو شرع میں بے اعتبار ہے۔ الغرض جس چیز کا وجود بینہ سے ثابت ہو گیا۔ پھر کسی کے انکار سے اسکا بطلان لازم نہیں آوے گا۔ چنانچہ اسکی دلیل تذکرۃ الزہاب کے ۶۵ صفحہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہوئی۔ جب امام صاحب کی تابعیت جو بینۃ قویۃ یعنی انکے اصحابوں کے قول سے ثابت ہو چکی تھی کہ معاذین بھی بقولہم اصحابہ یقولون کے اسباب کو اقرار کرتے ہیں۔ تب بعض منکرین کے انکار سے کیونکر باطل ہوگی۔ فنعلم ما قال اللہ تعالیٰ۔ لیطاع من ہدای عن بینۃ یحیی من حنن عن بدینۃ۔ ثالثاً۔ اگر یہ شہادت جم غفیر اصحاب امام صاحب کی جو انکی روایت اور قبی پر دی گئی جس سے تابعیت ثابت ہوتی ہے۔ مقبول شرع نہ ہوگی۔ تو شہادت منفردی رواۃ صحاح کی جو چند متوسطین پر دار و مدار ہے کیونکر مقبول شرعی ہوگی۔ ہرگز نہ ہوگی ہرگز نہ ہوگی۔ جب یہ شہادت رواۃ کی مقبول شرعی نہ ہوگی تو کُل حجت آیکی یا یہ اعتبار سے گزر گئی۔ پھر آپ کے عملوں کا پتہ کہاں۔ اور انکے ثمر و ناکامی کا ٹھکانا کہاں۔ تب تو دھوبی کے کتھے کیسی سی نقل ہوئی۔ یہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

رابعاً۔ باوجود ثبوت بلکہ اب غیر مقلدون کی شان میں یہ کہاوت صادق آئی گھبریں رہے نہ تیر تھو گئے۔ مؤید منہ الافضیحت بھئی۔ اصدق قولہ تعالیٰ فی کل وادی یمون واصحابہ یقولون الخ کے پھر لم یثبت لکھنا۔ اور اس پر اصرار کرنا۔ سرسرا امام صاحب کے اصحابوں کو جھوٹا سمجھنا۔ بلکہ حق کو ناحق اور ناحق

۵۔ برین عقل و دانش بیاہر گریست۔ اہی صاحب امام صاحب کے اصحابوں کی مجلس میں ایسے ایسے مورخین متاخرین کی گزر و گنجائش کہاں جو اس شمع خلوت کا پردانہ بھی ہو سکے۔ پھر ایسے لوگوں کے انکار پر اعتماد کون کرے۔ ۵۔
 با شمع خلوت ما پروانہ در نہ گنجید در بزم آشنایان بیگانہ در نہ گنجید
 کائنات کے میان صاحب صرف و نحو سے بھی کچھ موانعت رکھتے۔ تو ضرور لفظ اصحابہ یقولون سے جو اس عبارت میں موجود ہے معنی جمعیت کے دریا کر کے شہادت شرعی کو معلوم کر لے سکتے۔ تب تو لم یلق احداً انھم ولا اخذ عنہ۔ اور لم یثبت ذلک عند اہل النقل کو جو محض خیر احاد و بعض متعصبین متاخرین کی ہے۔ مقابلے میں شہادت جم غفیر ان اصحابوں کی جو ہم عصر امام صاحب کے تھے پیش نہیں کرتے۔ اس سے میان صاحب کی حیثیت و لیاقت کی وسعت جعفری کھل گئی۔ اور امام صاحب سے انکی روایت کس قدر ہی معلوم ہو گئی۔ ثانیاً جب ابن طاہر کو یہ ثابت ثابت ہو چکی کہ امام صاحب کے وقت میں چار اصحاب موجود تھے اور امام صاحب نے انکی لقا اور روایت کی شہادت بھی دی۔ پھر کونسی وحی اسکے نسخ پر نازل ہوئی۔ جسکے تکیہ پر یہ انکار کرتے ہیں بھلا انکا یہ انکار کب قابل سماعت ہوگا۔ کیونکہ یہ قول تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو انکا یہ ہی انکار ہے۔ یا شہادت علی الغیب ہے۔ یا شہادت علی النفس ہی۔ صورت اول میں تو بمضمون البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ علف درکار ہے۔ نہیں تو مجرب و بولنا یا کھنا انکا محض بیکار ہے۔ بلکہ حلف منکر بھی

یحتمل الصدق والكذب کے۔ اور مضمون سے اذا جاء الاحتمال
بطل الاستدلال کے علمائے محققین اور فضلاء مدققین پر مخفی
نہیں۔ سوائے اسکے منجر اول نے اس قول کو دیانت و امانت کی جہت سے
کہا۔ یا تعصب و عداوت سے۔ اگر ثانی ہو تو پایہ اعتبار سے خارج ہو
جیسا ابن خلطان و امام توادمی وغیرہما کا قول جسکو آپ کے میان صاحب
دلیل لائے۔ اگر اول ہو تو بھی قابل وثوق کلی کے نہیں۔ کیونکہ وہ منجر
اول اگر امام صاحب کا ہم عصر بھی ہوتا تو بھی امام صاحب کے ساتھ رات
دن ہر آن و زمان مثل ہمزات و سایہ اسکے کے رہنے سے رہا۔ پھر اسکے
عدم لقی و عدم روایت کی شہادت کیونکر مقبول شرعی ہو سکے۔ اور کون
احتمق اسکو اعتبار کرے۔ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسکے غیبت میں کسی صحابی کی
ملاقات ہوئی ہو۔ یا اسکے روبرو میں بھی ملاقات ہوئی ہو۔ لیکن وہ اس
صحابی کی صحابیت سے مطلع نہ ہو جیسا چند آدمی ملکر کسی نمائندگاہ یا بازار
میں سیر کو جاتے ہیں اس میں بعض کو بعض کے ساتھ ایسی ملاقات ہو جاتی ہے۔
دوسرے کو خبر تک بھی نہیں ہوتی ہے۔ اگر ہو بھی پر اسکے عدم معرفت اور
عدم شناخت کی وجہ سے اس بعض کی لقی کا انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح
سے منجر اول نے بھی عدم لقی کی خبر ظاہر کی ہو۔ اور اہل نقل اسکو نقل
کرتے رہیں۔ ہوں۔ کچھ بعید نہیں۔ کیونکہ جب ہم کو روایت کرنے کی
شہادت ملی۔ تب منکرین کے قول کو رد کرنے کی ضرورت پڑی۔ اگر کہو
جانب آخر کے ناقلوں میں بھی یہ احتمالات موجود ہیں۔ تب اذا تعارضوا

اور ناحق کو حق یقین کرنا۔ العیاذ باللہ۔ سوائے اسکے یہ قول لم یثبت حکم ہی محکم
 ہی اس پر نازان ہونا محقق کا کام ہی کیونکہ اس لم یثبت کا بطلان اسی عبارت سے
 بہت ہی عیان ہی حاجت بیان نہیں کیونکہ جملہ اصحابہ یقولون الخ صاف اس
 بات پر گواہی دے رہی ہے کہ اکثر اہل نقل نے امام صاحب کی نقلی اور روایت
 کو ثابت کیا۔ اسی لیے یہ جملہ اصحابہ یقولون الخ کی کتابوں میں شائع و ذائع ہوئی
 پھر اہل نقل کے دوسرے فریق نے اسکا انکار بھی کیا۔ جب ایک فریق نے ثبات
 کیا۔ اور دوسرے فریق نے رد کیا۔ تب لم یثبت کا لکھنا حکم نہیں تو کیا۔
 بلکہ تکذیب کی خبر احاد کو کالو جی من السماء سمجھنا۔ اور شہادت شرعی مشتبہ کو
 لاشعری مقصور کرنا۔ **۵** بہین تفاوت رہ از کجاست تا بہ گجا۔ اگر سچ پوچھیے
 تو عدل و انصاف و عقل و فہم کی کارگزاری تو یہ ہے کہ جان کہیں اہل اثبات
 اور اہل نفی کے درمیان مخالفت واقع ہو تو بمضمون المثبت مشدّد
 علی النافی اہل اثبات کی ترجیح ہو۔

خامساً علی ہذا القیاس قولہ ولم یلق احد منهم کا بطلان بھی
 ماسوائے دلائل بالقدم کے فقط عقل سے بھی ایسا ثابت ہی جسمین نقل کی
 گنجائش باقی نہیں رہ سکتی ہی پھر اسمین اہل نقل کی نقل کا کیا اعتبار۔ کہ
 اہل بصارت کرے اسکو اختیار وہ بطلان عقلی یہ ہے کہ کوئی اہل نقل ان منکرین
 میں سے امام صاحب کے معصرتھے ہی نہیں بلکہ سوائے اسکے نہیں ہی کسی
 مخبر کی خبر کو نقل و نقل کئے گئے۔ اور اس مخبر اول کی خبر کس قدر قابل تصدیق
 ہی مضمون سے حدیث لیس الخبر کا المعانیۃ کے۔ اور قول سے الخبر

تنبیہ جب میں ابن طاہر کی عبارت کو تخطیہ کامل کر چکا۔ تب اُس سے ابن خلکان اور امام نوای وغیرہا کی عبارت کا تخطیہ بھی باجمال حاصل ہوا۔ کہ عبارت کُل کی ایک ہی ہجڑ۔ اب باقی رہ گئی یہ بات کہ ابن طاہر نے باوجود حنفیت کے کیوں ایسا لکھا۔ جواب اسکا یہ ہجڑ کہ یہ ناقل ہجڑ اور نقل کفر کفر نباشد سے انہی چند ان الزام نہیں ہو سکتا ہجڑ۔ کیونکہ ہو سکتا ہجڑ کہ انکی نظر اور انکی ہم مثل کی نظر فقط معاندین منکرین کی کتابوں پر پڑی ہوگی۔ اسلیے ایسی خطا اسے سرزد ہوئی۔ ۵

خطا کردن بقول دشمنان گوش کہ عہد دوستان کردی فراموش کیونکہ ابن طاہر کی یہ عبارت بعینہ ابن خلکان شافعی جسے شافعی میں انتقال فرمایا انکی وقیات الاعیان میں۔ اور امام نوای شافعی جسے شافعی میں انتقال فرمایا انکی تہذیب الاسماء میں۔ اور امام باغی شافعی جسے شافعی میں انتقال فرمایا انکی مرآت الجنان میں ملی۔ جسکو آپکے میا نصیب نے جدی جدی دلیل جاکر اپنی معیار میں نقل کیا۔ حالانکہ یہ ایک ہی دلیل ہجڑ کہ ہر متاخر نے اپنے تقویت مذہب کے لیے ہم مذہب متقدم سے نقل کی۔ اسی طرح سے ابن طاہر نے بھی جسے شافعی میں انتقال فرمایا۔ بلا تحقیق و تدارک کے انکی کتابوں سے وہی عبارت کو نقل کیا۔ علی ہذا القیاس اکثر حنفیوں کا یہ ہی حال۔ اور بہتوں کی ایسی ہی قیل و قال۔ چنانچہ علی القاری حنفی نے جسے شافعی میں انتقال فرمایا۔ اپنی شرح مشرح الجنتہ میں اور محمد اکرام حنفی نے امعان النظر و توضیح شجۃ الفکر میں امام سخاوی

لساقط کے اعتبار سے و ونون فریقوں کا قول ساقط الاعتبار ہے۔
 جواب میں احمد رحمہ اللہ کہتا ہے کہ جب تمہارے اعتراض سے جانب آخر کے اہل
 نقل کی نقل کا ثبوت پایا گیا۔ تب تمہاری دلیل و لم یثبت عند اہل
 النقل۔ وغیرہ کیسکی تکذیب اور اس قول کے بطلان میں جو ہماری استدلال
 ہے اسکی تصدیق بخوبی ثابت ہو گئی۔ جب قول منکرین و لم یلق ولم
 یثبت۔ باطل ٹھہرا۔ تب وہ معارض شئی موجود بالبتینہ کا نہوسکا۔ ہاں قاعدہ
 لقارض اس محل میں جاری ہوتا ہے جلن کہیں و ونون طرف دلیل مساوی
 موجود ہوئے۔ یہاں منکرین کو سوائے انکار بلا حلف کے بتینہ کہاں جو تعارض
 کا قاعدہ پیش آوے۔ اگر مجرد انکار بتینہ کا معارض ٹھہرے۔ تو کل بتینہ
 مدعی کا دارالعدالت میں ساقط الاعتبار ٹھہرے۔ تب تو ہر منکر فقط انکار
 مقدمہ حجت لیوے۔ یہ خلاف عقل و نقل کے بات ہے۔ ہاں نادانوں کے

خیالات ہیں۔

خیالات نادان خلوت نشین ہم برکند عاقبت کفر و دین
 ساو ساء علی ہذا القیاس قولہ وکان فی ایام اربع حنیفۃ اربعۃ
 من الصحابة کا بطلان یعنی امام صاحب کے وقت میں فقط چار صحابہ
 تھے اسکے حصر کا بطلان بھی ظاہر و باہر ہے کیونکہ سوائے ان چار کے
 اور اؤر سیکڑوں ہزاروں لاکھوں صحابہ امام صاحب کے زمانہ تک ذی حیثیت
 موجود تھے چنانچہ انہیں سے بعض کا ذکر ہم نے ابھی ہی کیا ہے اور جو تھے جنہیں
 کر دیا ہے۔ پھر اسکے حصر کا ادعا ہوا کی طرح اڑ گیا۔

معاذین کی سرکوبی کے لیے خدا کے فضل و کرم سے اسکا جواب بھی اسی عبارت سے
 نکالتا ہوں۔ اور دوستوں کے لیے تحفہ بھیجتا ہوں۔ حضرت آپ کے میان صاحب نے
 محال کیا ثابت کیا۔ بلکہ اپنی ہی کوتاہی عقل اور نامہ نقل کو ثابت کیا۔
 کائنات کے میان صاحب محال کے معنی سے واقفیت رکھتے۔ اور تواریخوں کی
 عبارتوں کو سمجھتے۔ (کہ محض خبر احاد احتمالی و باہم متضاد ہو) تو ایسی غفلت
 عقل کی بات نہ فرماتے۔ نہ لفظ محال کا ایسے محل میں اطلاق کرتے۔ اجماعاً
 محال تو اس وقت میں ثابت ہوتا۔ جس وقت حضرت جابر رضی کی موت ایسی کوئی
 تاریخ متعین میں جو قبل تاریخ پیدائش امام صاحب کے ہو۔ بالیقین ثابت
 ہوتی۔ یہاں تو جانبین کی موت و حیات میں اختلاف ہی اختلاف ہو۔ اور اختلاف
 میں احتمالات ہو اور مضمون اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال احتمالات
 میں امر متیقن کہان۔ جو محال ثابت ہوے۔ بلکہ نقلی اور روایت بہت ہی ممکن
 وغیر محال ہو۔ فقط تعصب ناہی سے اس طرح کی قیل و قال ہو۔ کیونکہ جب
 علی الاختلاف امام صاحب کی پیدائش اکٹھ یا شتر یا انسی میں ہوئی۔ اور
 دلیل تمھارے میان صاحب کی بھی حضرت جابر رضی کی موت علی الاختلاف
 اکٹھ یا شتر یا اٹھتر یا کچھ اوپر شتر یا انسی میں ہوئی۔ تب تو نقلی بخوبی
 ثابت ہو گئی پھر محال کیونکر ثابت ہوا۔ اگر کوئی امام صاحب کے اکٹھ اوپر شتر
 پیدا ہونے کو انکار کرے۔ تو خصم کو بھی گنجائش ہو کہ مورخین کی ان کُل تاریخوں
 کو (جو خود ہی آپس میں متخالف و متضاد ہیں) لاشعراً سمجھکر انکار کرے۔ اور
 انکی غیر تاریخ کو صحیح جانے۔ فی الواقعہ یہ ہی صحیح ہے کہ یہ تواریخ خود ہی

شافعی المذہب سے جو سنہ ۲۳۳ھ میں انتقال فرمایا۔ اس عبارت کو بلا تدارک نقل کیا
 جسکو میان صاحب نے دلیل گردانا جب اس نقل کی اصل کی بناء تعصب
 مذہبی سے ہوئی۔ تب اس سے حنفیوں کو الزام دینا محض بوج و پھر بات ہی۔
 چونکہ اس تعصب کی بات کو ایک مرتبہ بیٹے فصل سوم کی پانچویں گزارش میں لکھا
 واسطیہ و بائیر مراجعت کرنے کی برأت دیا۔ سالیحا امام یافعی شافعی نے تو اتمام
 حکمی اور اعتقاد جلی سے امام صاحب کی تابعیت کی شہادت میں یہ عبارت برائے انسا
 (تا) وکان قد ادرک رجة من الصحابة المکملی حتی کہ قول سے عدم تبعیت
 ثابت ہوئی ہے اسکو غیروں کی طرف منسوب کر کے قال بعض اصحاب التاریخ ولعمیر احد
 ولا اخذ عنه کہا۔ تاکہ لوگ اسکی سند نہ پکڑیں بلکہ اسکو ضعیف سمجھیں۔ محمد اسلمے قول کو
 تابعیت میں سنگروانا۔ نفہمی عبارت کا اثر کرنا ہو سچ ہے مطلب نفہمی کے قول کو نقل فرمائی ہو
 ۵۔ مگر تو انکہ سلیمان شود۔ اعتراض اجی صاحب حنفیوں نے جن جرح صحابیوں سے
 امام صاحب کی نقلی روایت ثابت ہو کر کہا۔ میان صاحب نے اپنے معیار میں اسے اسخون سے
 اسکا محال ثابت کیا۔ حتی کہ شامی نے اس قول کو داعترض باذہمات
 قبل وہاد کا امام اسنہ انتہی اور ابن شاہین کے اس قول کو حذا
 وهم صرح فان جابر بن عبد الله باتفاق الروایات مات فی
 بضع ولسبعین الح۔ اور امام نوادی کے اس قول کو تو نے جابر بن عبد
 بالمدينة سنة ثلاث وسبعین وقيل ثمان وسبعین وقيل
 ثمان وستين الح۔ اپنے دعویٰ کی دلیل گردانا ہے۔ پھر اسکا جواب تم کیا تھے ہو
 جواب ہرچہ بعد ثبوت تابعیت کے اسکا جواب دینا عبث سمجھتا ہوں۔ لیکن

و قال یقون وغوا مضون کر سمجھنے کے لیے مدت مدید و علم فرید چاہیے ۵
 سالہا باید کہ تا یک سنگ صلی از قباب محل گرد و در پختان یا عقیق اندرین۔
 سوائے اسکے جابر بن عبد اللہ فر کے ہم نام سیکڑوں صحابہ ایسے تھے
 کہ مورخوں کو انکے حالات سے اصلاً اطلاع نہیں) شاید امام صاحب نے
 اُن میں سے کسی سے روایت کیا ہو۔ اسلئے خوارزمی و عقود الجواہر وغیرہ
 میں امام صاحب کا روایت کرنا صحابی سے ثابت ہے اور نا ظاہر نہیں کہ شش
 کا قول منکرین کے قول سے معتبر تر ہے۔ کہ اسمین المثبت مقدم علی
 الناسی شاہد ہے۔ کما مر ذکرہ۔

اعترض خوارزمی جو امام صاحب کی مساندید مشہور ہے وہ تو ابو صنفی کی بذات
 خود جمع کی ہوئی نہیں بلکہ خوارزمی نے امام کے اُن مساندید کو جو کسی شخصوں نے
 علیحدہ علیحدہ جمع کر رکھا تھا ۶۴۷ء میں جمع کیا اسکا کیا اعتبار ہے۔
جواب اجماعی صاحب اگر اسکا اعتبار نہ تو صحاح کا بھی اعتبار نہ ہوگا۔ کیونکہ
 صحاح کی حدیثیں جو قال النبی صلعم مشہور ہیں وہ تو رسول خدا صلعم کی بذات
 خود یا صحابی کی بذات خود جمع کی ہوئی نہیں۔ بلکہ صاحبان صحاح نے بعد دو
 ڈھائی سو برس کے جمع کیا۔ پھر اسکا کیا اعتبار ہے العیاذ باللہ۔ علی ہذا القیاس
 اگر خوارزمی کا ۶۴۷ء میں تالیف ہونے کے سبب سے معتبر نہ ہوتا ثابت ہو۔ تو
 ابن خلکان نوادی و یافعی وغیر ذلک کی تاریخ جو صدی ۸۰۰ء کے آگے پیچھے
 تالیف ہوئیں بطریق اولیٰ معتبر نہ ہوتا ثابت ہو۔ پھر اٹلی دلیل لانا کیا کیا حجت
 جابر بن زید نے اپنی موت کی تاریخ کو بذات خود لکھا تھا ۱۰۰۰ء میں قتل و شہید کیا گیا

اپنی غلطی کو پکار رہی ہیں کہ جب حیات و موت کی تکرار عقلاً و نقلاً و شرعاً و عرفاً متصور نہیں۔ یہ شخص واحد کی موت و حیات مختلف تاریخوں میں کیونکر متحقق ہو سکتی ہیں۔ نا ظاہر نہیں کہ اس طرح کے موضوع اختلاف میں احد الاقوال کے صدق سے دوسرے اقوال کا کذب علی سبیل البدلیت لازم تاہم اور کُل تاریخوں کا صادق ہونا محال ہے کہ موت و حیات دو تین بار نہیں ہوتی ہیں۔ انا کُل کا کذب ہونا محال نہیں بلکہ ممکن ہے کہ انکا غیر کوئی تاریخ صحیح ہو اور وہ تاریخ امام صاحب کی تابعیت کی خبر دیتی ہو۔ اگرچہ اس قسم کی خبر کو امام صاحب کی تابعیت کو اڑانے کے واسطے ابن شاہین وغیرہ نے ہذا وھم صریح اور وھم من قال سنۃ سمانین وغیر ذلک کہ مکہ مشہور کرتے ہیں

۵ بے ہنران صد حیل آرندیش تاز و دو کار ہنرمند پیش

لیکن اس سے ہوتا کیا۔ اور بگڑا کیا۔ جب ان مورخین کا جنازے میں حضرت جابر بن عبد اللہ شریک ہونا محال ثابت ہے پھر ان کے قول سے اُن متقدمین کے قول کو (جس سے امام صاحب کی تابعیت ثابت ہے) وہم سمجھ لینا۔ اور ان کے قول کو وہم نہ سمجھنا یہ خود بڑا وہم ہے۔ بلکہ کُل متاخرین کا متقدمین کے قول کو وہم صریح کہنا بھی وہم ہے۔ اور اس طرح کی دہی بات سے محال ثابت کرنا وہمیوں کا کام ہے۔ دو کیوں جلتے ہو خود ٹھارے ابن شاہین نے بھی وہم سے اتفاق روایا کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ ٹھارے ہی تینوں مورخوں کے کلام سے بھی اختلاف روایا کا ظاہر ہے۔ پھر اتفاق روایات کا دعویٰ کرنا وہم نہیں تو کیا۔ قولہ لیسالی انا صرون الناس بالبر و تنسون الفساک خذ هذا کیونکہ ان

بھی امتحان کر لو۔

اعتراض اجماعی صاحب کیا ٹیڑھے آتے ہو۔ اگر سچ کہو تو۔ ائمہ اربعہ پر اجتہاد کا ختم سمجھنا۔ اور کسی کو انکی برابر نہ جاننا۔ ان چار کے سوا اور کسی کی تقلید نہ کرنا۔ یہ تمہارے کل خنقیوں کی جہالت و بے گمانی ہی نہیں تو سیکڑوں مجتہد انکی برابر موجود تھے چنانچہ معیار کی اس عبارت سے ثابت ہو دیکھو۔ ایک ائمہ میں امام عالی مقام ابو ثور ہیں کہ تھے وہ ابتداء میں خنقی المذہب پھر شافعی مذہب کو ترجیح دے کر اٹھیا کر کیا۔ بعد اسکے بذات خود بتخریص حاصل کر کے مجتہد مستقل بنوع المذہب ہوئے الخ۔ اور ایک ائمہ میں امام المحدثین حامل رایت رسول صلعم محمد بن اسماعیل بخاری ہیں اجتہاد مستقل انکا ناظر صحیح اسکے مخفی نہیں ہو (تا) کہا ابو مضعف نے کہ محمد بخاری ہماری دانست میں زیادہ ترین علم فقہ و حدیث میں امام احمد بن حنبل سے۔ اور کہا کہ اگر پاتا میں امام مالک کو اور دیکھتا ہوں اسکے اور طرف محمد بخاری کے تو بیشک کہتا کہ دونوں برابر ہیں فقہ اور حدیث میں (تا) قتادہ نے کہا کہ بخاری کو امام احمد بخیر ہے۔ اور اسحق بن راہویہ سمجھ لے۔ الخ۔ ایک ائمہ میں سے داؤد ظاہری ہو کہا امام یافعی وغیرہ نے کہ داؤد ظاہری مجتہد مستقل ہے۔ اور علم حاصل کیا تھا اسحق بن راہویہ اور امام ابو ثور سے اور امام شافعی کی طرف بہت میلان رکھتے تھے۔ وغیرہ ایک۔ (تا)۔ ابطال تہ مذہب اربعہ نظر اول اسی قدر میں حاصل ہو گئی ہو تھی کلام مختصر۔

جواب بفضلہ تعالیٰ اسکا جواب بھی اسی عبارت سے کی طرح پر نکالتا ہوں۔

اجی صاحب اور سنجیدگی سے اس بات کا اقرار کیا۔ کہ خوارزمی نے امام کے ان مسانید کو جو کئی شخصوں نے جمع کر رکھا تھا۔ جمع کیا۔ تب اس سے صاف ظاہر ہو کر کہ قبل خوارزمی کے امام صاحب کا مسانید مدون تھا تب ہی تو خوارزمی نے جمع کیا۔ پھر اُسکو خوارزمی کی طرف منسوب ہونے سے ضعیف ٹھہرانا تمھاری کوتاہی عقل یا تعصب مذہبی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جب تم نے اور تمھارے میان صاحب نے خوارزمی کے معاصرین خلکان و نوادہ و یا فعی کے قول سے اپنے دُغم میں امام صاحب کی لٹھی کو محال ثابت کر کے ہکوا الزام دیا۔ پھر کیونکر تم لوگوں نے خوارزمی کے قبل جو مسانید مدون تھیں اُسکو بے اعتبار سمجھا۔ برین عقل و دانش بیاہر گریست۔ سبحان اللہ کیا خوب اہل موعنا دین کے کلام سے بھی مسانید مذکور کا معجزہ بنا سمجھا گیا۔ عدو شو و سبب خیر گر خدا خواہد۔ سو اسے اسکے امام شعلانی نے اپنی منیران میں کمال حدیث وجدنا کافے مسانید اکامام الثلاثہ فقہ صحیح الخ لکھا جسکو میں اپنے تذکرۃ المذہب کے ۴۰۱ + ۲۰۲ صفحہ میں دلیل لایا۔ الغرض مسانید امام کا وجود موجود ہونا اور اس میں روایت کرنا امام صاحب کا صحابہ سے ثابت ہے۔ پھر حنیف منکرین موزین کے انکار سے امام صاحب کا عدم روایت کرنا صحابہ سے ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔ ہذا هو المراد فتدفع منا الفساد۔ اجی صاحب تم جس جس کلام و دلیل سے ائمہ اربعہ خصوصاً امام الائمہ امام ابو حنیفہ رحم کی افضلیت کو گھٹاؤ گے یا غیر کے ساتھ انکی مساوات ثابت کرکو بفضلہ تعالیٰ میں اسی دلیل و کلام سے امام صاحب کی کرامت و افضلیت ثابت کروں گا۔ مانتو دیکھن کو آ رہی کیا۔ میری تحریرات میں دیکھتے تو ہو۔ جی ہاں ہے اور

اقول اگر اس سے امام ابو ثور کا برابر ہونا ساتھ امام اعظم صاحب کے ثابت
 ہوئے۔ تب تو تم اور تمہارے میاں صاحب بلکہ کل غیر مقلدین مٹھو دن کو جو تقلید
 کو چھوڑ کر ٹین ٹین کر رہے ہیں۔ اور حاطب اللیل کا سا شرع و فی کتابوں
 مسائل استخراج کر کے اپنے کو مجتہد مستقل سمجھتے ہیں۔ امام اعظم صاحب کا
 برابر ہونا لازم آوے۔ کہ تم سب بھی ابتدا میں خفی تھے پھر بزرگ خود مجتہد بنے۔
 بلکہ اگر اسی طرح کی مساوات بعضی سے مساوات کلیہ خفیہ ثابت ہوئے۔ تو محاذ
 ہر کوئی مثل کفار کے حسب آیت مَا هَذَا إِلَّا لِبَشَرٍ مِّثْلُكُمْ یَا حٰمِلِ الْکِتَابِ
 تَاکُلُوْکُمْ مِنْهُ وِلَشَرِبْ مِنْهَا لِشَرِّ لَّوْنٍ۔ اپنے کو پیغمبر کا مساوی ثابت کر سکے
 کیونکہ ناک و کان و ہاتھ و پاؤں و تن و بدن و کھانا پینا وغیر ذلک دونوں
 میں مساوی موجود ہیں العیاذ باللہ۔ عجب نہیں کہ تمہارے میاں صاحب نے
 اس عبارت سے اپنے دل میں یہ مضمون بٹھانا ہو گا کہ جب وہ مرینگے لوگ آنکو
 بھی مثل ابو ثور کے امام صاحب کی برابر سمجھینگے۔ کیونکہ انکے شاگردوں نے
 بھی انکی شان میں بہت کچھ کاغذات سیاہ کیے۔ حضرت ایسی مساوات کو تو گھر
 میں رکھ چھوڑو۔ اور کچھ دلیل ہی تو لاؤ۔ اجماعی صاحب ابو ثور وغیرہ کو مجتہد
 مستقل کہنا کیسا امام فخر الدین رازی وغیرہ کو امام مستقل کہنا اس سے
 ائمہ اربعہ کی مساوات ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ بالفرض اگر چند ائمہ مثل ابو ثور
 وغیرہ کے ہو بھی گئے ہوں۔ لیکن جب انکا مذہب مدون باقی نہ رہا۔
 بلکہ منقرض ہو گیا۔ پھر ائمہ اربعہ کے مدون مذہب کے ساتھ مساوات کا دعویٰ
 کرنا قیاس مع الفارق کو دخل دینا۔ اب غور کر کے دیکھیے تو حنفیوں کی جہالت

اور تحت قولہ قولہ لکھ لکھ کر دوستوں کو اسکی خوبی دکھلا تا ہوں۔ قولہ ایک زمین
 سے امام عالی مقام ابو ثور بن النخ (ثا) اختیار کیا۔ اقول اسکے جواب میں
 احمد مشد کلمہ مصرعہ پڑھتا ہوں ۵ عدو شود سبب غیر خدا خواہ۔
 کہ اس عبارت سے تمہکو کیا الزام دینے آئے ہو۔ بلکہ تم بھی خود اپنا الزام پانے
 کا اقرار کرتے ہو۔ لیکن بمضمون و علی البصار ہم غشاوکہ اسکو نہیں
 دیکھنے پاتے ہو۔ کیونکہ تمہارے ميانصاحب نے جب اس بات کا اقرار کر لیا۔
 کہ امام ابو ثور حنفی المذہب تھا۔ تب تو ابو ثور کا مقلد ہونا ثابت ہو چکا مجتہد
 مستقل مطلق کا دعویٰ باطل ہو گیا۔ پھر تم نے ابو ثور کو امام صاحب کی برابری کو
 سمجھا۔ کیا تم نے مقلد اسم فاعل اور مقلد اسم مفعول کو ایک برابر سمجھا۔ اگر
 ایسا تھا۔ پھر کیوں مردانہ مناظرین مسند دکھلایا۔ شرم سے برقعوں میں کیوں
 مسند نہ چھپایا۔ بھلا کچھ صرف و نحو بھی تو پڑھ کر آئے ہوتے۔ جس سے فاعل مفعول
 کا تفرقہ حاصل کر سکتے۔ کاشکے تمکو علم ہوتا تو اس تقریر سے یہ بات بخوبی ثابت
 کر سکتے۔ کہ امام اعظم اور امام شافعی کا مذہب قبل امام ابو ثور کے مدون تھا
 تب ہی تو ابو ثور سنی اسطرح کی تقلید کی تھی۔ سو اسے اسکے اس تقریر سے
 ان لوگوں کے قول کا بھی بطلان (جن لوگوں نے بعد میں چار سو برس کے
 یعنی بعد از صحاح یہ چار مذاہب قرار پائے کہا) ثابت کر سکتا۔ کہ ابو ثور کا زمانہ
 قبل صاحبان صحاح کے تھا۔ اسلیے میں نے فصل اول کے دوسرے سوال
 کے جواب میں قبل تدوین صحاح یہ چار مذاہب قرار پائے لکھا۔ قولہ بعد
 اسکے بذات خود پیچتر حاصل کر کے مجتہد مستقل متبوع المذہب ہوئے۔

سوائے اسکے امام بخاری رحمہ اللہ تو خود اسام
 شافعی رحمہ اللہ مقلد ہیں۔ کیا آپ اس عبارت کو مع شدتہ حرص البخاری علی
 معارضة الامام را یحیفة بالاحادیث مهما امکنہ بدلیل
 ما اشجن به صحیحہ فقط۔ جو اس کتاب کے ۷۷ صفحہ میں۔ برہان شرح
 مواہب الرحمن نے نقل ہوئی ہے نہیں دیکھا۔ اس سے صاف ظاہر ہو کہ بخاری
 شافعی المذائب تھے نہیں تو امام مستقل کو اتنی شدت اتباع کی ضرورت کیسی
سوائے اسکے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب انصاف میں یہ
 عبارت لکھی۔ ومن ہذا القبیل محمد بن اسمعیل البخاری فانہ
 معدود فی طبقات الشافعیۃ ومن ذکرہ فی طبقات الشافعیۃ
 الشیخ تاج الدین السبکی الخ پھر کیونکر بخاری رحمہ اللہ کو امام مستقل بتاتے ہیں۔
 کیا جو جی میں آتا ہی سو کہا کرتے ہیں بھلا کچھ بھی ہو تو شرمانا چاہیے۔ انتہی بے شرمی
 اچھی نہیں الحیاء شعبۂ من الایمان۔ کو نہ بھولیے۔ جب یہ بات ثابت
 ہوئی تب بے دھڑک مقلدین کو کافر و مشرک نہ فرمائے۔ کہ بخاری رحمہ اللہ کو بھی
 کافر و مشرک لازم آویگا۔ پھر آپ کی شریعت کا حال کیا ہو گا۔ خذہ ۱۔
قولہ اور کہا کہ اگر پانچ امین امام مالک کو (تا) توبہ شک کہتا کہ دونوں برابر ہیں الخ۔
اقول یہ قول بھی مثل قول مذکور کے مبالغہ ہی نہیں تو محمل ہے کہ قائل کا بن دیکھے امام مالک
 کو یہ بات کہنا کیسا جیسا کسی کا کلکتہ کی طرح میں یہ بات کہنا کہ اگر پانچ امین بہشت کو اور دیکھنا
 اسکے اور طرف کلکتہ کے توبہ شک کہتا کہ دونوں برابر ہیں خوبی میں۔
 آئی حضرت اسطرح کے اقوال پر تازان ہو کر ان بزرگوں کو آئمہ اربعہ

و بدگمانی نہ کر یا آپکی اور آپکے ميان تعاضب کی۔ حضرت جن لوگوں نے امام ابو نفیر کو مجتہد مستقل لکھا۔ اس سے مجتہد مطلق مراد نہیں بلکہ مجتہد متنب مراد ہے۔ اسکی باقی بحث کو بارہویں سوال کے جواب میں لکھا ہے نظر فرمائے۔

قولہ۔ ایک مہینہ امام المحدثین حامل رایت صلعم محمد بن اسمعیل بخاری مہینہ (۱۷۸) امام احمد سے۔ اقول ابو مصنف کا یہ قول کیسا جیسا کوئی اپنے

معشوق کے چہرہ کو آفتاب و ماہتاب سے بہتر کرتا ہے اس سے کوئی عاقل یہ نہیں سمجھتا ہے کہ اسکے معشوق کا چہرہ آفتاب و ماہتاب سے حقیقت میں بہتر و بڑھ کر ہے۔ یہ ناواؤن کی سمجھ ہے۔ کیا اس طرح کی بولی آپکے محاورے

میں نہیں ہے۔ حالانکہ بہت ہے۔ چنانچہ اگر آپ کوئی ذہین و فطین لڑکے کو دیکھتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ لڑکا شیخ ابو علی سینا سے بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن اس حقیقت میں ابو علی سینا سے بڑھنا ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا تو

مبالغہ کیا ہوتا۔ کہ افضل کو افضل کہنے میں مبالغہ کیا۔ اور اگر مشتبہ او شبہ

کے درمیان فرق نہ تو تشبیہ سے فائدہ کیا۔ اگر یہ مراد نہ لیجائے تو قتادہ کے

اس قول کو کہ بخاری کو امام احمد سمجھ لے کہا۔ کیا کرو گے۔ کہ یہ ان سے تو

افضلیت جاتی رہی مساوات آگئی۔ پھر دونوں میں تطبیق کیسی ہوگی۔ اگر

تم یہ معنی مرادی مراد نہ لو۔ بلکہ معنی حقیقی یعنی افضالیّت مراد لو۔ تو ابو

مصنف کو بے ادب سمجھو لغو و بابت کہ امام احمد نے اسے ستاوا امام بخاری رحمہ اللہ

اور شاگرد کو استاد پر ترجیح دینا گویا رقی کو آقا پر ترجیح دینا ہے۔ اور اس

قول سے التلمیذ رقی اہدی لا یعنق الا بالموت رقیّت شاگرد کی شہادت ہے

ائمہ اربعہ خصوصاً امام آلئہ سے مساوات حاصل کر سکے۔ فلا یتحقق المساواة
 بينهما فان بينهما لبدا المشرقین لالابل المساواة بينهما کین الاارض
 والسما ۶۔ کیون نہو کہ اس آیت سے وما ارسلنا من رسول الا بلسان
 قومہ لبین لہم۔ آئمہ کو بھی اہل عرب سے ہونا چاہیے تاکہ عربی بولی کی ہایت
 وحقیقت کو اچھی طرح سے بیان کر سکے پھر یہ کیفیت عجم کے آیمون میں کہاں
 کہ برابر ہی کرے آئمہ عرب کے ساتھ۔ قولہ البطل حصر مذاب اربعہ الخ اول
 یہ البطل تب ہی ثابت ہوتا۔ جب یے ابو ثور و بخاری وغیرہما آئمہ اربعہ کے
 ساتھ برابر ہو سکتے۔ جب برابر ہونا ثابت نہو سکا۔ تب البطل حصر مذاب
 اربعہ کا کیا ثابت ہوگا بلکہ البطل کے البطل سے اثبات کا اثبات ثابت ہو گیا
 اور آپکے میان صاحب کا ان آئمہ مذکورین کو عمومیت میں حدیث خیر
 القرون فی قرنی کی داخل کر کے امام صاحب کی مساوات ثابت کرنا محقاؤں
 کو دھوکا دینا ہو۔ کیونکہ زمانہ خیر القرون فی قبل زمانہ ان آئمہ کے منقرض ہو گیا۔
 کما مرقہ۔ اور عمومیت کتاب اللہ میں فرد کا مل مراد ہی چنانچہ اس امر کو
 میں نے ایک مرتبہ تبصرہ دوم میں تذکرۃ المذہب کے ذکر کیا۔ اور
 امام آلئہ کے فضل صحابہ رض کی تقلید نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ انکا کوئی مذہب
 مدون نہیں جمین لوگ عمل کر سکے۔ چنانچہ میں نے اس امر کو بھی تذکرۃ المذہب
 کے تذکرہ ہشتم میں ذکر کیا۔ جب عدم تدوین کی وجہ سے صحابہ کی تقلید
 درست نہوئی پھر غیر مدون مذہبوں کی تقلید کو کہ می پسند اعتراض امی
 صاحب کیا تم بکتے ہو۔ تم کچھ تمھارے خفی مولا نا عبد العلی بحر العلوم کی طرح

کے برابر ٹھہرانا۔ جہالت آپ کی یا حنفیوں کی دیکھیے۔ اگر سالتون^{۴۵}
گزارش مذکور کو نظر فرمائیں تو چاروں قدرت پائیں گے۔ قولہ ایک انہیں سے داؤد
ظاہری ہی آخر۔ اقول جب امام ابو ثور کا امام صاحب کے ساتھ برابر ہونا
ثابت نہوا۔ پھر ان کے شاگرد داؤد و ظاہری امام صاحب کی کیونکر برابری کر سکتے
فائدہ جلیلہ کا شکے آپ لوگ فہم کامل اور عقل شامل رکھتے۔ جتنی کہ اپنی
بولی کے مضمرین کو بھی بخوبی سمجھتے۔ تو ضرور اپنی اس بولی اور دلیل سے بھی امام
صاحب کی افضلیت بخوبی ثابت کر سکتے۔ کیونکہ جب ابو مصعب و قتادہ و باقی
وابن خلکان و خطیب بغدادی وغیرہم کی طرح امام ابو ثور و امام بخاری
و داؤد و ظاہری وغیرہم کی اتنی فضیلت ثابت ہوئی۔ تو امام بخاری کے استاذ
امام احمد بن حنبل اور امام احمد کے استاذ امام شافعی اور امام شافعی کے
استاذ امام محمد اور امام محمد کے استاذ امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرح سے
امام الاکبر امام ابو حنیفہ رحمہ کی افضلیت کیسے قدر ثابت ہو۔ استغفرت عن
نفسک ولا ستفت علی غیرک سے دریافت کر لیجیے۔ ۵
معاذ کو حکم ٹھہرانا یہ جرات ہماری ہی۔ اور ان آیتوں کو قیاس و تفسیر
اور ان کے معنیوں کو سمجھیے۔ قولہ تعالیٰ رفع بعضکم فوق بعض درجات
اور فضلنا بعضکم علی بعض اور فوق کل ذی علم علیہم
وغیر ذلک۔ سوائے اسکے امام اعظم رحمہ کی افضلیت کو میں نے نص
قطعی خیر القرون قرنی لہم الذین یلوہم الخ۔ وغیر ذلک سے ثابت
کیا۔ کما مر ذکرہ فی الفصل الثالث۔ پھر کیونکر آپ کے آئمہ مذکورین میرے

اس سے میں اپنا مدعا ثابت کر لیتا ہوں۔ اور آپ کو اسی سے الزام دیتا ہوں
 اور آپ کے ميان صاحب کا بحر العلوم کی شرح کو نہ سمجھنے کی کیفیت دکھاتا ہوں
قولہ مولانا عبد العلی (تا) شرح تحریر ابن العمامہ میں فرماتے ہیں واما
 المجتهدون الذین اتبعوهم باحسان فكلهم سواء في
 صلوح التقليد بهم فان وصل فتوى سفیان بن عیینہ او مالک
 بن دینار يجوز الاخذ به كما يجوز الاخذ بفتوى الأئمة الأربعة
 الا انه لم يبق عن الأئمة الآخرين نقل صحيح الاقل
 القليل ولذا منع من منع من التقليد اياهم فان وجد
 نقل صحيح منهم في مسألة فالعمل به والعمل لفتوى الأئمة
 الأربعة سواء انتهى۔ اور شرح مسلم میں فرماتے ہیں ثم في
 كلامه يعني ابن الصلاح خلل آخر اذا اجتهدوا والآخرون
 ايضا بدوا جهدهم مثل الأئمة الأربعة وانكار هذا
 مصابرة وسواد بل الحق انه التام منع من تقليد غيرهم
 لانه لم يبق رواية مذهبهم محفوظة حتى لو وجدوا
 صحيحة من مجتهد آخر يجوز العمل بها الخ اقول سبحان الله
 کیا خوب! لٹا چر کو تو ال کو ڈانٹے ان عبارتوں کے اندر کہ لٹا چر کو تو ال کو ڈانٹے
 اور بل الحق انه الخ کی جو عبارت ہے وہ عبارت تو ہمارے ہی دعویٰ کی تھی
 ہے۔ نہ آپ کی۔ پھر اس سے آپ کا کیا نکال لگے کہ سواء۔ فان
 وصل الخ۔ اور حتی لو وجد ان سے میرا مدعا ثابت ہے۔

علم نہیں رکھتے ہو۔ انہوں نے خود ابطال حصر نہا ہب اربعہ کا کیا جبکہ ہمارے
 میاں صاحب اپنی معیار کے ۴ صفحہ میں دلیل لائے دیکھو۔ جواب بان صاحب
 بے شک ہمارے مقدم مولانا عبدالعزیز مرحوم کا علم ہم سے اور آپ کے میاں صاحب
 سے بہت بیشی ہی جیسا ان کے مقدم کا علم ان سے بیشی ہی۔ اسی طرح سے ان کے
 مقدم کے مقدم کا علم ان کے مقدم سے بیشی۔ علیٰ ہذا القیاس تب امام الہ
 کا علم اسی سلسلہ سے کہ قدر بیشی ہی سمجھ لیجیے۔ ہرگز آیت ولا تشنوا الفضل
 بینکم کو فراموش مت کیجیے۔ پھر اسکے بعد دوسرے کی تقلید نہ فرمائے۔
 خذوا ہذا لا نھا کفایۃ لمن لا یدرأیہ۔ قولہم جو ہمارے
 میاں صاحب نے دلیل۔ اقول بضمون الغریقی بتشبت
 بالحشیش۔ ڈوبتے کو تنکے کا آسرا بہت ہی۔ جب آپ کے میاں صاحب
 اپنے دعویٰ کی دلیل مقدمین کے اقوال سے نہ لاسکتے۔ تب مضطر ہو کر محض
 متاخرین میں سے مولانا عبدالعلی کے قول کا آسرا لپٹا۔ کیونکہ وہ آخر مل کی
 دوڑ مسجد تک سوائے تو نہیں۔ اتنی خامی عامی پر بھی اتنے دعوے۔
 درگھوہم کامل نہ زنا را رسوا کن۔ خیر اس سے ہمارا ہی نفع نکلا۔ آپکا اور
 آپ کے میاں صاحب کا کیا نکلا۔ کہ جب آپ کے میاں صاحب ایسے متاخر عالم حنفی کا
 مقلد ہونا ثابت ہوا پھر کُل حنفیوں کے امام ابو حنیفہ رحم کی تقلید سے نفرت کرنا
 کیسا برین عقل و دانش بیاہر گیت۔ بہین تفاوت رہ از کجاست
 تا بجا۔ اجماع صاحب اس طرح کی کتابوں سے مسائل استنباط کر کے اپنے کو مجتہد
 مستقل کہلانا۔ حاطب اللیل کا سا عمل کرنا ہی۔ کاحول ولا قوۃ خیر

الاجتهاد المطلق علی الاثمة الاربعة ولم یوجد مجتهد مطلق
 بعدہم۔ اور حتیٰ اوجبوا تقلید واحد من هؤلاء علی الامة
 سے اجتہاد مطلق کا ائمہ اربعہ پر ختم ہونا اور تقلید انہیں سے آپکی واجب ہونا۔
 متقدمین کے اقوال سے ثابت ہونا ثابت ہوا۔ پھر انکا ہذا غلط و مرجوم
 بالغیب اور۔ ہذا اکلہ ہوس اور تحکم علی قدرۃ اللہ فرمانا خود
 یہ تحکم وزیادتی ہوئی کہی وجہوں سے۔ ایک تو یہ متأخرین اور متأخر کا ایسا
 کلام متقدمین کی شان میں کہنا۔ انکے قول مذکور کے مطابق بھی مکابرہ و سرور
 ادبی ہیں۔ دوسرے متقدمین کے مقابلہ میں متأخرین کا کلام کمسقدر
 معتبر ہو کسی اہل علم پر مخفی نہیں۔ تیسرے۔ بالفرض دونوں میں تعارض کا
 بھی اعتبار کیا جاوے تو بھی تو بقاعدہ اذا تعارض الساقط و دونوں
 ساقط الا اعتبار ہو۔ پھر اس سے آپکا کیا نکلا۔ چوتھے۔ جس کلام سے
 یعنی لا یقدر و ن علی امرا د دلیل۔ اور لم یأتوا بدلیل الخ
 سے مولانا بجز العلوم نے متقدمین کے کلام کو ضعیف ٹھہرایا۔ وہ ضعف تو
 انکے کلام میں بھی موجود ہو۔ کہ انہوں نے بھی کچھ دلیل اپنے کلام پر نہیں لایا
 بجز رجیم بالغیب و تحکم علی قدرۃ اللہ کے اور یہ محبت عقلی غیر نقلی بھی
 الزام خصم کے لیے دلیل قوی نہیں۔ کیونکہ قدرت و مشیت الہی جیسا عدم
 اختتام میں متحقق ہو کہتے ہیں۔ ویسا ہی اختتام میں بھی تو متحقق ہو۔ جب
 جانبین کو قدرت شامل ہو۔ پھر عدم کو وجود پر ترجیح دیکے وجود کا ابطال
 کرنا کیسا کیا خدا کا امکان نہیں کہ ائمہ اربعہ پر اجتہاد مطلق کو اختتام

کہ مولگا اس سے میرا ضرر کیا۔ کیونکہ وہ تعلق بالشرط ہی اور شرط بھی تو بقولہ
 لم یبق معدوم ہاں آنکہ اربعہ کے مذہب کی طرح غیرون کا مذہب بھی
 مدون ہو کر چلے آتے اور لوگ اُس پر بلا تردد عمل کر سکتے۔ ضرور ہم اس کو بھی
 مثل مذاہب اربعہ کے حق جان سکتے۔ جب وہ موجود ہی نہیں معدوم ہی
 معدوم۔ پھر شیء موجود مذاہب اربعہ کے مقابلہ میں اُس شیء معدوم کو
 موجود فرض کر کے حصر مذاہب اربعہ کا بطلان ثابت کرنا گویا کل علوم متناولہ
 وفنون متعارفہ کی تحریرات و تقریرات کے حصر کا بطلان ثابت کرنا ہوگا۔ کہ جیسا
 کل حصر اعتباری ہو۔ ویسا یہ حصر بھی اعتباری ہوگا۔ چنانچہ لولم تکن الاعتبا
 لبطلت الحکمة اسپر شاہد ہوگا۔ خذہا۔ قولہ چنانچہ شرح مسلم میں
 فرماتے ہیں اعلمان بعض المتحصین قالوا اختتم الاجتهاد
 المطلق علی الامۃ الکاربعة ولم یوجد مجتہد مطلق بعدہم
 (تا) وهذا غلط ورجم بالغیب فان سئل من این علمتم هذا
 لا یقصدون علی ایراد دلیل اصلاً لئلا ہو اخبار بالغیب وتحکم علی
 قدرة الله تعالی الخ قولہ ثمان من الناس من حکم بوجوب الخلو
 من بعد العلامة النصف واختتم الاجتهاد به وبنوا الاجتهاد
 فی المذہب واما الاجتهاد المطلق قالوا اختتم بالائمة
 الکاربعة حتی اوجبوا تقلید واحد من هؤلاء علی الامۃ و
 هذا کله هوس من هوساتهم لم یأتوا بدلیل ولا یعبر
 بکلامهم الخ۔ اقول جب بحر العلوم کے اس قول قالوا اختتم

عالم ربانی و فاضل حقانی مثل آئمہ اربعہ و صاحبین خیر القرون کے دنیا میں باقی نہیں رہینگے۔ اور جو رہینگے مثل حفالہ و جمالہ کے رہینگے۔ نہیں تو ان احادیثوں کے معنی کا منکسر ہونا لازم آویگا۔ العیاذ باللہ۔ کہ یہی حدیثیں بمضمون قولہ تعالیٰ وما یطق عن الہوی ان ہوا کا وحی یوحی وحی من السماء ہرگز منعکس نہوگا۔ ہاں ان حفالہ کے اندر سے ایک طائفہ ظہور و جمال و قیامت تک انظار اس حق کو کرتے رہینگے جسکو آئمہ اربعہ نے ثابت کیا۔ جیسا ما شاء اللہ علمائے مقلدین کرتے آئے اور کرتے ہیں اور کریں گے۔ لقولہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الطائفۃ من الناس ظاہرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ او حتی یظہر الدجال کذا مسلم وغیرہ۔ یہ طائفہ مجتہدین منتسبین الی المذاہب ہیں۔ نہ مثل آئمہ اربعہ کے مجتہد مطلق مستقل ہیں کما زعمہ الوہابیہ۔ فاین الما والہ بنہم۔ فخذہذا فانہ نعمہ التطبيق بین الحدیثین۔ ہما الفقہ فی قلبی رب العالمین۔ اور سنئے اگر یہاں عدم اختتام ثابت کرنے کے لیے قدرت خدا کو یاد کر کے دلیل گردانتے ہیں۔ تو اجتماع صدیقین کے محال کہتے ہیں کیونکہ خدا کی قدرت کو بھولتے ہیں حالانکہ قولہ تعالیٰ یا ناسر کوئی بردا و سلام علی ابراہیم کو تلاوت کرتے ہیں۔ کیا اجتماع صدیقین کرنا خدا کی قدرت سے باہر ہے العیاذ باللہ۔ پھر کیا اجتماع کا محال ثابت کرتے ہیں۔ کیا یہاں تحکم علی قدرۃ اللہ تعالیٰ ثابت نہیں۔ اور متقدمین کے اس کلام میں کہ آئمہ اربعہ کے بعد کوئی مجتہد مطلق پایا نہ گیا۔

کرے۔ جیسا نبوت کا اختتام خاتم النبیین پر کیا۔ حالانکہ یہ اختتام بدلیل احادیث
مفصل التذیل بہت ہی مدلل و مؤثق و اقرب الی القیاس ہے۔ چنانچہ جن جنگوں
اللہ تعالیٰ نے وسعت نظر عطا کی۔ اور اولہ منصوبہ کے فہم کی بصارت دی۔
اور انکی علمیت کو رحمت الہی سے مدد ملی۔ وہ بخوبی ان احادیث مفصل التذیل
سے کہ بمضمون قد جاءکم لیساءکم لیساءکم فمن البصر فلنفسه ومن
عمی فعلیہا وما انا علیکم بحفیظ۔ اختتام کو استنباط کر سکتے ہیں۔ اور
کہتے ہیں۔ جب وہ اختتام بدلیل قطعی ثابت ہوا۔ تو بحر العلوم کا قول کا
یقدرن الخ اور لم یالوا الخ ہوا سا اڑ گیا۔ ابو بحر العلوم کا ہذا
کلمہ ہوس الخ اور لا یعباء لکلامہم۔ وغیر ذلک فرمانا بخوبی زیادتی
ٹھہرا۔ بلکہ اسکا یہ الفاظ بالعکس انہیں پر صادق آیا۔ ^{۲۸۶}وے حدیثیں یہ
ہیں حدیث خیر القرون قرنی الخ وغیر ذلک جو چھٹویں گذارش میں مذکور
ہوئیں۔ اور حدیث قال النبی صلعم یدھب الصالحون الاول والاول
و یبقی بحفالة کحفالة الشعیروا التمر کا یہ الیہم اللہ بالہ رواہ البخاری
کذا فی مشکوٰۃ۔ اور حدیث قال النبی صلعم ان اللہ لا یقبض العلم
انتزاعاً ینزعہ من الناس و لیکن یقبض العلم یقبض العلماء
فاذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جھالا ففسلوا فافتوا
بغیر علم فضلوا و اضلوا رواہ ابن ماجہ والدارقطنی والبخاری وغیرہم۔ اور
ماسوائے اسکے صحاح کے باب الفتن اور باب التغیر الناس کی حدیثیں۔ کیونکہ
یہ حدیثیں صاف دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ بعد زمانہ بتقریر بالآخر کے کوئی

منظری میں۔ اور صاحب تفسیر احمدی نے احمدی میں اور صاحب میزان نے
 میزان وغیرہ میں۔ اور صاحب انصاب نے انصاب وغیرہ میں۔ اور صاحب
 شرح سعادت نے شرح سفر سعادت وغیرہ میں۔ اور صاحب دُر المختار نے
 دُر المختار میں اور صاحب شرح عین العلم نے عین العلم میں۔ اور صاحب
 عمدة المریدین عمدة المریدین اور صاحب ترصیع نے ترصیع میں۔ اور صاحب
 جواهر الفتاویٰ نے جواهر الفتاویٰ میں۔ اور صاحب شرح جامع صغیر نے شرح
 جامع صغیر میں۔ وغیرہم نے ذکر کیا۔ اور میں اپنے تذکرۃ المذہب میں لیل
 لایا۔ اور ان سب کے خلاصہ کو محب اللہ باری نے المہم الحرمین کی طرف منسوب کر کے
 پہلا بقولہ قال اکامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید
 الصحابة بل یجب علیہم اتباع الذین سیروا ولبوا فہدوا
 ونقحوا وجمعوا وخرقوا وعللوا وفضلوا وعلیہ ابنتی ابن الصلاح
 منع تقلید غیر الاثمة الاربعة لان ذلك لم یدر فی غیرہم
 بیان کیا۔ پھر مذہب مختلفہ شاذہ کی طرف فیہ ما فیہ سے اشارہ کیا۔
 جسکو بحر العلوم نے شرح کر دیا۔ اور آپ کے میان صاحب نے بلا سمجھ کے
 اسکو دلیل گردانا۔ حضرت وہ تو نہ مذہب بحر العلوم کا ہی نہ مذہب صاحب
 مسلم کا ہی نہ وہ کوئی مفتی نہ مذہب ہی۔ ہاں بعض اُن متخالفین کا
 مذہب ہی جنہوں نے بلا دلیل ہذا کلمہ ہوس من ہوا تتم و ہذا غلط وغیر ذلک
 لکھا۔ اور اُن دلائل قویہ عقلیہ جلیہ۔ اور ہر اہل نقلیہ نصیۃ قطعیہ جمہوریہ
 کو جو انہو گندے ہیں اپنے تعصبات لفسانیہ سے محض لاشئ تصور کیا۔

تحکم علی قدرتہ اللہ ثابت ہوا۔ واہ واہ کیا خوب۔ اے حضرت متقدمین تو
 ائمہ اربعہ کے مثل پیدا کرنے کو محال نہیں فرماتے ہیں بلکہ تجربہ سے پایا نہ گیا کہتے
 ہیں۔ اس سے تحکم علی قدرتہ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا تو آسمان کو زمین زمین کو
 آسمان آگ کو پانی پانی کو آگ چاند کو سورج سورج کو چاند غروب کو طلوع طلوع
 کو غروب کر سکتا ہے لیکن نہ کیا نہ کرتا ہے اس سے نہ کرنے کا تجربہ حاصل ہوا۔
 اسی طرح سے ائمہ اربعہ کے مثل پیدا کر سکتا ہے لیکن نہ کیا نہ کرتا ہے اسی سے نہ پایا
 کا تجربہ حاصل ہوا۔ اگر سچ پوچھیے تو خداوند تعالیٰ نے حسب مفہوم قولہ تعالیٰ
 واللہ اعلم حیث یجعل سبالتہ کے جن جن کو اجتہاد مطلق کی صلاحیت
 دی۔ انھوں کو مجتہد مطلق بنایا۔ اور امامت دی۔ ان کو روئے کو نہ دی
 نہ ملی۔ اس میں تحکم علی قدرتہ اللہ کی کیا بات ہے۔ خذ خدا فانه ادق
 الدقائق۔ واحسن الحقائق۔ فافردتہ بہ بتائید خالق الخلق
 تنبیہ ہمنے جو بحر العلوم کے قول کو تخطیہ کیا۔ فقط آپ کے میان صاحب کے
 زعم فاسد کے موافق اسکو بحر العلوم کا قول فرض کر کے تخطیہ کیا۔ حالانکہ وہ
 قول بحر العلوم کا نہیں ہے وہ ناقل ہیں کیونکہ ناظر ہر نہیں کہ شارح جو مثل کھیل
 کے ہے بلحاظ حقیقت وعدم حقیقت کے مافی الضمیر کو ناظر اور موکل کے نیابت میں
 کرتا ہے (الامشاد اللہ) اسی طرح سے بحر العلوم نے بھی محبت اللہ الجمہاری
 کے فیہ مافیہ کے مافی الضمیر کو اپنی جودت و فطنت و تجربہ علم سے بیان کیا پس
 وہ بیان قابل اجتماع کا نہیں مقابلے میں مذہب جمہور کے جسکو ابن ہمام نے اپنی
 فتح القدیر میں۔ اور صاحب اشباہ کے اشباہ میں اور صاحب تفسیر منظر میں

بحر العلوم نے اپنے اعتقاد سے یہ سب بیان کیا نہیں تو مسلم الثبوت کی اکثر شرح
میں ہذا التشریح جدید وغیر ذلک نفرماتا۔ جواب اول اگر ایسا ہی
ہے تو ہماری وہ تخطیہ اس قول کی رو کے لیے کفایت ہے۔ اور انکا قول ہمارے
واسطے کچھ محبت نہیں۔ وہ اگر آسمان کو زمین کہہ دے ہم کیا مان لینگے۔
ثانیاً۔ بحر العلوم کو ان اقوال کی طرف منسوب کرنا۔ یقیناً انکی تحقیق کرتا ہے۔
کیونکہ انکی حنفیت مسلم ہے حتیٰ کہ آپ کے میا نصاحب نے بھی اقرار کیا۔ جب وہ
حنفی ہوا۔ تب حنفی بلکہ مکمل مقلدین کی طرح اعتقاد رکھا ہونا لازم ہے۔ اور مکمل
مقلدین کا اعتقاد تو یہ ہے۔ کہ ائمہ اربعہ کی مثل صاحب تدوین خیر القرون کوئی
نہیں۔ اور ان کے بعد مجتہد مطلق صاحب مذہب مدون مفقود ہے کہ تجربہ
سے پایا نہ گیا۔ اس لیے یہ چار مخصوص الشریعت ہیں نہیں تو شریعت کا مصداق
کہاں۔ اور ان چاروں میں سے آپ کی تقلید واجب ہے۔ جس میں تملی لازم
نہ آوے۔ باوجود اسکے بحر العلوم نے ان باتوں کا تخطیہ کیا۔ اور مقلدین کی
رو میں۔ ہوس من ہوسا نقم اور ہذا غلط اور رجم بالغیب اور
لا یعباء بکلامہم اور اجتنب عن تعصباتہم وغیر ذلک لکھا۔ اگر ان
اقوال کو انھوں نے اپنے اعتقاد سے لکھا۔ تب تو بیشک انکو بالہوس اور احمق
مندبہ برین ذلک لالی ہولاء ولا الی ہولاء میں سے ہونا ثابت ہوا۔ اور مکمل
عبادات اور جمیع حسنات کو بر باد دینا لازم آیا۔ کہ ان ہی کے قول سے مکمل
اعمال انکا غلطی اور ہوس اور رجم بالغیب اور تعصب سے ظہور میں آنا لازم آیا۔
پھر اس طرح کے اعمال سے آخرت میں ہوسے جنجال کے آؤر کیا خیال ہے۔

اس قسم کے متعصبین کے تعصب کی بات کو بحر العلوم نے ماتحت میں فیہ مافیہ کے لکھا۔ اسی طرح سے اُور اُور فیہ مافیہ کے تحت میں بھی بہت کچھ لکھا۔ جسکو آپ کے میان صاحب نے چُن چُن کر دلیل گردانا۔ اور اُسی سے اپنا مدعا ثابت کرنے کو فخر سمجھا۔ الغرض آپ کے میان صاحب نے مسلم الثبوت کی عبارت کو کچھ بھی نہایت سمجھا۔ نہ اسکے شارح بحر العلوم کے مطلب کو۔

۵ تو خود نے نشتوی بانگِ دُل را۔ امورِ ستر سلطانِ راجہ والی۔

اسی لیے برابر مسلکِ جمہور کو چھوڑ کر کہ فیہ مافیہ کے تحت کے اقوالِ شاذہ کو کالو حی من السماء سمجھ لیا۔ اور حقیقت میں جو وحی من السماء ہی اسکو لاشعری خیال کیا۔ ۵ بے بصیرت را نباشد در حق و باطل تمیز۔ کوریک و اند عصائے سحر و اعجازِ کلیم۔ کیا کرنا مشیتِ الہی سے چارہ کیا۔ قولہ تعالیٰ۔

من یضلل اللہ فلا ہادی لہ و یدرہم فی طغیانہم یحیون

۵ چون تقدیر سابق است تعلیم چہ سود۔ ابو آپ کے میان صاحب نے بحر العلوم کے قول سے جو جو آسر ایکڑا اٹھا۔ وہ آسر ابھی بے آسر ہو گیا۔ پھر انکا آسر کہاں۔ اور حدیث الدنیا ضرر عاقبۃ الآخرۃ سے عملِ دنیا و آسرِ آخرت کا ہنر۔ جب اس دنیا وی آسر سے بے آسر ہو گیا۔ تب آخرت کے آسرے کا آسر کیا۔ فعم ما قال اللہ تعالیٰ لیہلک من ہلک عن بینۃ یحیی من حی عن نبیۃ۔ بقولہ تعالیٰ من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی و اضل سبیلا۔

اعتراف اُجی کیا کہتے ہو تمہارے کہنے کو کون سُنتا ہو سچ تو یہ ہنر کہ

اور صحابہ کرام رض کے اقوال کو بھی قابل احتجاج نہیں کہا کرتے ہیں۔ پھر یہاں بحر العلوم کے اس قول کو (جس میں اولہ اربعہ سے استنباط کرنے کی ہوا) اس بھی نہیں بلکہ فقط او عاثر) حجت لانا کیا۔ شاید آپ کے میاں صاحب نے بحر العلوم کو خدا رسول سمجھ لیا۔ تب ہی تو دلیل لائے۔ نہیں تو کیوں لائے۔ یا قرآن و حدیث کی دلیل نہ لاسکتے کے سبب سے انکا اتباع کیا۔ بہر کیف اضمحلال المقبول و خذل باقرار کا انکو اٹکے اس قول سے مشرک بنا دیا انھوں نے۔ کیونکہ بحر العلوم خدا رسول نہیں۔ اور غیر خدا کو خدا جاننے سے مشرک بننا ہی۔ یہاں وہ بات موجود ہی۔ پھر مشرک بننے میں کیا شبہ ہو۔ اور صورت ثانیہ میں بھی باسند لال اتخذوا اجارہم انھم اپنے کے مشرک بننا پڑا۔ پھر بھاگنے کی جگہ کہاں ۵ این المضروک و المضروک ہا رب الغرض آپ کے میاں صاحب نے جس آئوے کو مجتہدین عظام اور مقلدین کرام کے لیے کہو دا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے انکو اٹھیں کر دیا۔ اور اضمحلال قولہ تعالیٰ: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخَذَ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ إِلَهُكُمْ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ** اور مخبر صادق کے ہوں من حضر بئر الاحیہ فقد وقع فیہا۔ کو بخوبی تصدیق کروالیا۔ اور معجزہ اس قول رسالت آب صلعم لاجرمی رجل رجلا انھم کا ظاہر کر دے لایا۔ کیونکہ نہ ہو۔ یہ آئمہ کرام کی کھیت کا نتیجہ ہو۔

کیا حضرت آپ کے میاں صاحب کو کچھ بھی شرم نہ آئی۔ کہ باوجود جہاد کے دعویٰ بھرنے کے قرآن حدیث کی دلیل لانے سے عاجز ہو کر ایک ادنیٰ مقلد کے قول کی دلیل لائے۔ پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہم سوائے قرآن و حدیث

کیا خوب ماقول وہ ہر کہ جس نے ان کے اقوال سے ان کے ان اقوال کو
 غلط اور ہوس اور لایعبار لکھا سمجھا۔ کہ جب متقدمین کا قول ان کے
 اقوال سے غلط وغیر ذلک ٹھہر گیا۔ تو بطریق اولیٰ ان کا قول بھی غلط وغیر ذلک
 ٹھہر گیا۔ کہ یہ کچھ شامع نہیں کہ بلا دلیل ان کا قول معتبر شرعی ہو۔ اور بڑا
 غافل وہ شخص ہے۔ جس نے ان کے اس او عا سے متقدمین کے اقوال کو ہوس
 و غلط وغیر ذلک سمجھا۔ اور ان کے اقوال کو نہ سمجھا۔ اجمعی صاحب مولانا
 بحر العلوم کی رفتار مثل شتر بے تھار ایسی نہیں۔ یہ فقط سفند و ن کی گفتار۔
 ہاں غیروں کے اعتقاد و کردار کو اظہار کرتے ہیں۔ اور ان کے مافی الضمیر کے
 اسرار کو بیان سے عیان کر دیتے ہیں۔ نہ اس کا وہ اعتقاد کرتے ہیں۔
 یا لافرض اگر اعتقاد سے لکھا بھی ہو گا۔ تو اس سے میر کیا بگڑا۔ قولہ تعالیٰ۔
 لا تزروا زلزالہ و نہری الاخری۔ جب ہم نے امام ابو ثور و امام بخاری
 وغیرہا کا کہا آئمہ اربعہ کے مقابلہ میں نہانا۔ پھر بحر العلوم اور مثل بحر العلوم
 کے کچھ کو کب مانینگے۔ جو ان کے اقوال سے الزام پاویں گے۔ ۵
 برد این دام بر مرغی و گرنہ کہ عنقار بلند است آسمانہ
 خیر جو ہو سو ہو۔ اب یہ تو فرمائے کہ آپ کے میان صاحب۔ تو قرآن و حدیث
 کے سوا مانتے نہیں۔ اور دوسروں کے قول سے ہلکو کچھ غرض نہیں کہتے
 ہیں۔ اور ہر بات میں عمل بالحدیث کا دم بھرتے ہیں۔ اور آئمہ اربعہ
 کے اقوال کو زید و بکر و خالد وغیرہم کے اقوال کا سا سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان کے
 مقلدین کو بدلیل اتخذا و احبار دھما تخم۔ مشرک و کافر بولتے ہیں۔

کر لیتے ہیں ۵ تشنگان را نما نداندر خواب - ہمہ عالم بچشم چشمہ آب -
 حجت کہ اولیائے مجتہدین کرام کی بھی ہمسری کا دعویٰ بھرتے ہیں ۵
 ہمسری با انبیاء برداشتند - اولیاء را بچو خود پنداشتند - گفتہ اینک - بشر
 ایشان بشر - ما و ایشان بستہ خوابیم و خور - این ندانستند ایشان از
 عمی - در میان فرقے بود بے منتی - بلکہ آپکے میاں صاحب نے تو اپنے معیار کہ
 قرآن ہی سمجھ لیا - اسلئے قرآن کی حقیقت میں جو آیت نازل ہوئی - اسکو
 انھوں نے اپنے معیار کی نسبت ثابت کر کے اپنے خطے میں یہ عبارت لکھی - التماس کرتا ہوں
 کہ رسالہ معیار الحق کو بغیر انصاف ملاحظہ فرماویں (تا) صاف دل سے داد
 حق گوئی کی اسطرح سے ادا کریں - ہذا کتاب یفطق بالحق وماذا
 تعد الحق الا الضلال الخ کیونکہ انھوں نے انکو اس علم کی پٹھکانے
 راہ راست سے بھٹکا رکھا - فعمد ما قال اللہ تعالیٰ و اضلہ اللہ
 علی علمہ اور ایسے مفسرین کے فساد سے ملت کی خرابی ہونے لگی - اور
 تورات کا نام ہدایت ٹھہرنے لگا - ۵

تبع مفسر شجرہ ایمان برید ہچو عنقا است از عالم پرید
 یا نچوان جب روے زمین میں اہل تشن کے درمیان کوئی مذہب مثل
 مذہب اربعہ کے مدون نہ رہا تب ہم دلیل استقرائی سے حصر مذہب اربعہ
 کی ثابت ہر کہتے ہیں - چنانچہ عبارت مذکورہ میں صاحب سلم نے بھی بقولہ
 لان ذلک لم یدر فی غیرہم سے اس دلیل استقرائی کی طرف
 اشارہ کیا - اگر آپ لکھتے ہیں نہیں تو آپ عدم حصر کی دلیل ثانی لائیے اور

کے ماتھے پہن۔ اگر کوئی ہزار بے حیا سے بے حیا۔ اور ہزار بے شرم سے بے شرم
 بھی ہوتا تو بھی ایسی بے شرمی کی بات اسکے منہ سے نہ نکلتی۔ نہ اسکی تحریر میں
 آتی۔ اور اگر مجتہد سچے اپنے دعویٰ کا سچا ہوتا تو اسطرح کی دلیل نہ لاتا۔
 نہ مقلد کی تقلید کرتا۔ بلکہ حسب دعویٰ حدیث و قرآن ہی سے اپنا مدعا ثابت
 کر لیتا۔ کہ سارے دلیل میں زبان حلال ہے۔ اُسی سے مافی الضمیر کی قیل قال
 ہے۔ مَر کو چاہیے جو کہے۔ سو کرے۔ نہیں تو جیہہ حیوان کو بھی خدا نے دی ہو
 پھر حیوان اور انسان میں تفاوت کیا ہے۔ ۵

بے نطق آدمی بہتر است از دواب دواب از توبہ گرنہ کوئی صواب -
 اب اس چھوٹے منہ سے اجتہاد کی بڑی بات کیسی۔ جیسے میڈل کو بھی رکام
 سے ہو جاتی ہے کھلتی۔ کہاں وہ درجہ اجتہاد۔ کہاں یہ منبأ فساد۔
 ۵ سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب۔ نعل گردو در بدخشان یا
 عقیق اندر مین۔ ارے صاحب جن لوگوں کے اقوال کی دلیل آپکے میاں حساب
 لائے۔ وے لوگ تو خود مجتہد بن نہ سکے۔ پھر مہلایہ کیا بیٹنگے۔ اور کون
 احمق انکو مانینگے۔ ۵ اگر زالہ ہر قطرہ دُر شدے۔ چو خر مہرہ بازار ازو
 پر شدے۔ ۵ اگر ہوتا زمانے میں حصولِ علم بے محنت۔ تو بس ساری کتابیں
 ایک جاہل دھوکے پی جاتا۔ بیچ ہے جو لوگ استنباط کی لذت اور اجتہاد کی
 کیفیت سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔ وے لوگ چند اوراق حواشی وغیرہ
 کی عبارت فہمی پر قدرت پا کر اپنے کو مجتہد سمجھتے ہیں۔ ۵ مرغے کہ خبر ندارد
 از آب ذلال۔ منقار و آب شور دارد و ہمہ سال۔ اور مجتہد دن کو اپنی طرح تھوڑے

للمصنفين واجمل التاليفات للمؤلفين - وحسبته حاي
 على تحقيقات المذاهب وجامعا على تدقيقات المآرب -
 ورأيت موافقا لما هو في الشريعة لأهل السنة وفي
 الجماعة منصوص عليه فينبغي لنا الرجوع عند اختلاف
 الرواة اليه - فهذا الفضله تعالى لقلع ضلالة الاشقياء
 كاف - ولنفع هدايته الأتقياء واق - فلا شك ان
 المؤلف قد اجاد بما اراد - وسلك سبيل السداد و
 الرشاد - وكلما اجاب - فقد اصاب - فكان سعيه
 مشكورا - فلذلك صار كاسمه على المخالفين منصورا -
 ثمنا لقوله الامم ذهبون في كل واد يهيمون - لئلا
 يبق لهم من الجواب فتغيضهم يموتون - فيا ايها اللامذ
 موتو بغضكم - ولا تلوؤوا غيركم - فانكم مهسدون
 في الارض ولا مصلحون - لم تقولون ما لا تعملون -
 فتولوا الى بارئكم - واستغفروا عن ذنوبكم - فتنجوا - و
 الا فتهلكوا - لان الشريعة عبارة من هذا المذهب
 الاربعة فحسب انفا فيها قد اُخْصِرت - فان هذا
 المذهب قد دُرِثَتْ - وقواعد ما قد ضُبطَتْ - واصولها
 بالنصوص قد انطبقت - وفضله تعالى احكامها في
 كل بلاد جرت - وفروعها في جميع الجهات انتشرت -

کوئی مذہب مدّون بھی دکھلائیے۔ ہرگز نہیں سکیں گے جب آپ عدم کی دلیل نہیں لاسکے۔ اور کوئی مذہب مدّون بھی نہیں دکھلا سکے۔ بلکہ اپنی دلیل مذکور میں لمبیق روایۃ مذہبہم محفوظۃ کا اقرار بھی کر چکے ہیں۔ تب تو حصر مذاہب اربعہ کا دلیل خلف سے بھی اور اقلیدس کی ساتویں شکل سے بھی ثابت ہو گیا۔

اطلاع۔ حسب اقتضائے حال۔ اور مقتضائے مقال کے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بیان پر فتح المبین فی رد تلغیر المبین کی تقریظ جسکو میں نے حرفی مائثر جناب مولوی عبد العلی صاحب لکھنؤی کے لکھا نقل کروں۔ کہ اُس میں حصر مذاہب اربعہ کی تقریر اور اُسکی حقیقت کی تحریر لکھی ہوئی ہے۔ سوائے اسکے اور اور زوائد بسیار و عوائد بشمار موجود ہیں۔ جسے ناظرین کو عبرت اور سامعین کو خبرت ہو وہ یہ ہے۔

تقریظ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفٰی وَحْدَهُ۔ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 عَلٰی نَبِیِّهِ الْاَمِّ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهُ۔ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ
 وَ اَصْحَابِہِ الطَّاهِرِیْنَ۔ وَ عَلٰی الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ الْمُجْتَمِعِیْنَ
 الْمُقْبُولِیْنَ۔ کُلُّہُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَا بَعْدُ فَقَدْ اُطْلِعْتُ
 عَلٰی مَا خُتِرَ مِنَ الْمَضَامِلِ۔ فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ الْفَتْحِ الْمُبِیْنِ۔
 فِیْ کَشْفِ مَکَائِدِ غَیْرِ الْمُقْلَدِیْنَ۔ فِیْ جَوَابِ التَّلَافُظِ الْمُبِیْنِ۔
 فِیْ رَدِّ مَغَالِطَاتِ الْمُقْلَدِیْنَ۔ فَوَجَدْتُهُ اَحْسَنَ التَّصْنِیْفَاتِ

قال رسول الله صلعم ان الله لا يجمع اهتياؤا قال امته محمد
 على الضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذَّ شذَّ في
 النار - وقد قال الله تعالى ويتبع غير سبيل المؤمنين قوله
 ما تولى ونضله جهنم وساءت مصيرا - فلما يجب علينا
 الايمان والتصديق بكل ما جاءت به الرسل وان لم
 نفهم حكمته - فكذا يجب علينا الايمان والتصديق
 بكلام الائمة الاربعة وان لم نفهم علمته - فان قلت
 هذا شرك قلت لا لانهم كانوا من اولى الامر واهل الذكر
 المعروفين المقبولين - وقد اوجب الله تعالى علينا اتباعهم
 لقوله اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم - فان
 الله تعالى قد عطف اولى الامر منكم على الرسول والمعطوف
 والمعطوف عليه في الحكم مساويا - فابن الشراك في
 هذا الكلام مقيم - ان هذا الايهتمك السقيم - وامرنا
 ان لنسئل عنهم عمالا نعلم بقوله فاسئلوا اهل الذكر ان
 كنتم لا تعلمون - وهذا ان نرد المسائل اليهم ونثق
 باستنباطهم لقوله ولورده الى الرسول واولى الامر
 منهم لعلهم الذين يستنبطونه منهم - واخبرنا بان الائمة
 متأهدة ونا بقوله وجعلنا منهم آية يهدون بامرنا -
 فكيف لا يجب اتباعهم علينا - وكما لا يجوز لنا الطعن فيما

فجارها ديتها في قلوب المسلمين ثم وُجِثَ - ودُررَها المكنونة
 في صدور المؤمنين قد استقرت - فنفس المقلدين بضمونها
 قد انجلت - قرأت بها ما رأَتْ - وعرفت بها ما عرفت - حصلت
 لها ما حصلت - فلذلك ترى إن الفرقة الناجية المسماة بأهل
 السنة والجماعة فيها قد اجتمعت - لأن الشريعة من غير
 هذه المذاهب في الدنيا ما وُجِدَتْ - والطاعة احكامها -
 للناس قد فُرِضَتْ - فَإِنَّكَ يُحْتَسَبُ هذه المذاهب الأربعة
 للشريعة معتبرة فالشريعة عن الدنيا عَدِمَتْ - لأن ما
 سواها من المذاهب ليسَتْ - كمثلهما في ضبط القواعد
 والأصول - وفي ربط العلة والمعلول - بل كلها قد اندرست
 وفي بعض كتبها - التي بقيتْ - أقوال المعاندين فيها قد
 دخلتْ - فتغيرتْ ما تغيرتْ - فكيف تكون هي الشريعة التي
 من الشارع شُرِعَتْ - فما اعتبرتْ احكامها المنتشرة فيها
 وما حُسِبَتْ - فلا محالة إِنَّ هذه المذاهب الأربعة
 لأجاء الأحكام للشريعة قد بُقِيَتْ - لا بُعْدَها من التغيرات
 قد حَفِظَتْ - لما من الدلائل التي قد ذُكِرَتْ - والاختلاف
 التي نُظِرَتْ - فهي رحمة للعالمين من خالق الثقلين خَلِقَتْ -
 فمن كان خارجاً عن هذه المذاهب الأربعة في هذا الزمان
 فهو من أهل البدعة والبار ومتبع الشيطان - كيف لا وقد

واستنبطوا من الشريعة لا سيما الأما^مرا لا عظم^م روح
 فلا ينبغي لأحد الاعتراض عليه لكونه من أجل الأئمة
 واقدمهم قدونا للمذهب واقربهم سندا إلى الرسول
 صلعم ومشاهدا لفعل الصحابة وأكابر التابعين^ص
 الله عنهم أجمعين - وكيف يجوز لمثلنا الاعتراض
 عليه ولقد اجمع السلف والخلف على جلالة وعلمه و
 فضله وورعه وزهده وعفته وعصمته وسخاوته
 وعبادته وكثرة مراقبه الله تعالى وخوفه منه فمن قال
 غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين على
 أئمة الهدى المقبولين بقرينة السقيم - اولى^عنا الذي
 في قلبه المقيم - بل يجب على كل مكلف ان يشكر الله
 تعالى على ايجاد مثل الأما^مر إلى حنيفه روح في الدنيا -
 الم تركيف فعل باستنباط احكام الشريعة الغراء - و
 بالاضباط اركان الطريقة البيضاء - وبما طه الاذى
 سبيل المعرفة العليا - الم تركيف استحکم الله تعالى به
 الشرع المبين - فهدى به الخلائق كلهم أجمعين - فانه
 بوبه محبوبا - وفضله مفضلا - وهذبه مهذبًا - ورتبه
 مرتبًا ونفحه تنقيًا - وعلله تعليلًا - وميزه تميزًا - وليسه
 تيسيرًا - اعرّف مثله من الأئمة في الدنيا - فلن تجد

جاءت به الانبياء مع اختلاف شرايعهم - فذلك لا يجوز لطلوع
 فيما استنبطه الاثمة المجتهدون بطريق الاجتهاد والاستحسان
 مع اختلاف استنباطهم - لانهم ما استدلوا وما استنبطوا
 الا من الحديث القرآن - اما اذ لم يجدوا فيه ما وفي
 اقضية الصحابة مرضى عنهم الرب المستعان - حكما من
 الاحكام او ركن من الاركان - فقا سوا ما قاسوا باجماع
 العلة والبرهان - فصار هذا القياس اصلا راجعا لبايضا
 الحديث والقرآن - اما القرآن - فاعتبروا يا اولي الابصار
 وغير ذلك من الايات التي الفتها في كتابي تذكرة المذاهب
 لطالعة الاخوان - اما الحديث فعن ابن عباس رض قال الى
 رجل النبي صلعم فقال ان اختي نذرت ان تحج والتمائم
 فقال النبي صلعم لو كان عليها دين اكنت قاضيه ثمال
 نعم قال فاقض دين الله فهو احق بالقضاء اخرج البخاري
 عن ابن مسعود رض ما رآه المؤمنون حسنا فهو عند الله
 حسن وغير ذلك من الاحاديث التي جمعتها في التذكرة
 فارجعوا اليها ان شئتم يا ايها الخلان - فهذا الاثمة
 الامر بعة هم العلماء الذين قيل في شأنهم علماء
 كانبيا بني اسرائيل فاولئك هم الاسماء للشارع على
 شرايعته من بعده فلا اعتراض عليهم فيما بينوه للخلق

والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهنا ونأوا شامبيناً -
وكذا لك من ضاراك امام فهو ملعون - لانه ضار مؤمنين
وكل من ضار مؤمنين فهو ملعون - فمن ضاراك امام فهو
ملعون - كيف لا وقد قال رسول صلعم ملعون من ضار
مؤمناً او مكربه اخرج به الترمذى كذا فى التيسير - وقد قال الله تعالى
الذين يحبون ان تشيع الفاحشة فى الذين امنوا لهم
عذاب اليم فى الدنيا والاخره - وكذلك من لم
يوقر اكمام فهو ليس فى اهل الاسلام - لانه لم يوقر كبيرنا
وكل من لم يوقر كبيرنا فهو ليس من اهل الاسلام - فمن لم
يوقر اكمام فهو ليس من اهل الاسلام - كيف لا وقد
قال رسول صلعم ليس منّا من لم ير حم صغيرنا ولم
يوقر كبيرنا - اخرج به الترمذى - لذلك وقره اكمامه الشافعى
فى زياره قبره فى البغداد - فارضاها الله تعالى عن العباد
فى الدنيا والاخره - هكذا كلهما فى كتابى التذكرة - فما
يقال لهرچند بن ديوان چند المؤلف للظفر المبين - فى فرد
مغالطات المقلدين - الذى - اسلم خذنا للمسلمين - كما
اسلم عبد الله بن سبا اليهودى خذنا للمؤمنين - فاستفت
عن لفسك - ولا تستفت عن غيرك - فهو كفاية لك - الم
تركيب فعل لبشاعة اكمام فيه فقال نارة ان اكمام

تظيره فيها فاذا عرفت انه افضلهم فلا تشنى فضله بل
اعمل بقوله تعالى فلا تقسوا الفضل بينكم - واذا عرفت
انه احسنهم فلا تشتغل عنه واعمل بقوله تعالى اتبعوا
اَحْسَنَ ما انزل اليكم من ربكم - فظهر من هنا ان من انكر
مسائل الامام المستنبطة من الكتاب والسنة واقضية
الصحابة رضيهم فهو كافر - لانه انكر الشريعة - ومن كل انكر
الشريعة فهو كافر - فمن انكر المسائل فهو كافر - وكذلك
من لعن او طعن في الامام الجمام فهو ليس بمؤمن - لانه
لعن او لعن المؤمن الذي اكمل المؤمنين - واجلهم
في الدين - وكل من طعن او لعن المؤمن فهو ليس بمؤمن
فطعن الامام او كلعنه او فاحشته ليس بمؤمن - كيف
لا وقد قال رسول صلعم ليس المؤمن بطعان ولا لعان
ولا فاحش ولا بذي كذا في التيسير - وايضا - لا يرمى رجل
رجلا بالفسق والكفر الا ردت عليه ان لم يكن صاحبه
كذلك اخرجه البخاري - وكذلك من سب الامام فهو
فاسق - لانه سب المسلم - وكل من سب المسلم - فهو
فاسق - فمن سب الامام فهو فاسق - كيف لا وقد قال
رسول صلعم سباب المسلم فسوق وقاله كفر - اخرجه
كذا في التيسير - وقد قال الله تعالى والذين يؤذون المؤمنين

رحمهم الله تعالى كلهم - اجمعين - فاعرف منار لوجه ومدارجهم
 واحفظ مناقبهم مع درجاتهم - فلا نقل إن أدله الأمام
 ضعيفة - ولا يادرايه بالفاظ فيجحة - تغليها للمتعبين
 فتحشر مع الخاسرين - أمّا الصحاح وان كانت اصح الكتب
 بالنسبة الى بعدها - لكنها لا تعتبر بمقابلة الاحاديث
 التي استدل بها الأمام الهمام من قبلها - لكونه اقربهم
 الى الرسول - فلذلك تلقت الأمة الاستدلال له بالقول
 فلا ينبغي لاحد ان يطعن في الأمام بروايات الصحاح التي
 بعد المائتين وثلاثة مائة قد دونت - ولا شك ان فيها
 اقوال المعاندين والمتعصبين والمنافقين والمنكرين قد دخلت
 فلذلك قال ابن حجر في منحة الفكر ان الخبر اما يكون له
 طرق بلا عدد معين او مع حصر بما فوق الاثنين او بهما او
 بواحد - فالاول هو المتواتر وهو المقيد للعلم اليقيني
 بشروطه والثاني هو المشهور والثالث العزيز وليس شرطاً
 للصحيح خلافا لمن زعمه والرابع الغريب وكلها سوى
 الاول احاد وفيها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال
 على البحث عن احوال روايتها دون الاول الخ الا تعلم ان
 اسمعيل بن عليه الذي قال للقرآن مخلوقون واهلك بحكمه
 تليده الخليفة المامون خلفا كثيرا - وجما غفيرا - وابا بكر بن

ما تلقى في جميع عمره الا سبعة عشرة حديثا - وشنع عليه
 تشنيعا فاحشا - تقليدا للمتأخرين المتصبيين المعاندين -
 فيا عجبا مع ذلك يتكبر التقليد لامام الائمة المجتهدين - و
 قال نازية ان الامام قد خالف الحديث والقران - في مسائل
 فلان فلان وعدة بالبيان - واحتج عليه بالاحاديث التي
 وافقت لما تقوله نفسه من الصحاح واعرض عما انطبق منها
 باقوال الامام الهمام صاحب للفلاح - تنفيرا للمقلدين
 الصالحين - عن عمل الفقه للائمة المجتهدين المقبولين -
 وقال تارة ان الامام قد خالف في هذه المسئلة الفلانية
 حديث الصحيحين - ليعلم الحمقاء والسفهاء ان الصحيحين قد
 كانا من قبل الامام ارضا لا الله تعالى عن جميع المؤمنين المقلدين
 في الدارين - لعله لا يعلم هو نفسه ولا مقلده بفتح اللام
 ان صاحب الصحاح بالنسبة الى الامام الاعظم - كطالب
 العلم لابل كاحاد الرعية من السلطان الاعظم - كيف
 لا وقد قال الامام سفيان الثوري اننا بمقابلته الى حنيفه
 كالعصفور عند الباق - وايضا قال مخاطبا له انت سيد العلماء
 الا تعلم ان المسلم الشافعي تلميذ البخاري - والبخاري الشافعي
 تلميذ للامام احمد جنبل - واحمد تلميذ للامام الشافعي -
 والشافعي تلميذ للامام محمد - ومحمد تلميذ للامام الاعظم

اقرب من انهم الى الرسول صلعم مع قوت ايمانهم وعلمهم
 وعدلهم وورعهم وزهدهم وقد ثبت ان الامام
 الاعظم رح اقر بهم سنداً الى الرسول صلعم واقدمهم
 قدونيا للذهاب واكملهم ايماناً واجملهم اسلاماً واعلمهم
 علماً وافضلهم فضلاً واورعهم ورعاً وازهدهم زهداً
 فانصف في قلبك واستفت عن نفسك العرف مثله
 في هذه الامور المعروفة - من رواية الصحاح النازلين
 عنه في الدرجة البعيدة - التي قد شهدت على كذبها
 الاحاديث المذكورة - فينبغي لنا العمل بها احاديث الس
 استدلال بها الامام - ولو ضعفها المتأخرون تقليداً لاكثر
 المتعصبين على ذلك الامام الهمام - اولد ويتهم التغييرات
 فيها لبعده الزمان وتداول الايام - ولو لم يُجَدَّن كلها
 في الصحاح - لان صاحبها قالوا انهم تركوا الاكثر من الاحاديث
 الصحاح - فاقبلوا في هذا الكلام فانه ادق الدقائق - واحسن
 الحقائق - وقد دل فيه اقد ام اكثر الخلائق - فنيهتكم عليه
 يا ايها الاخوان - بنصرة الله المستعان - فان حُصنتم وتدبرتم
 يا ايها الخلائق - فكلها تجدون في كتب اهل الكشف والعرفان
 هكذا في الكتب الشرعية والله تعالى اعلم بالصدق والصواب
 واليه المرجع والمآب -

نال قال صاحبها تركوا الاكثر

شبيهه رح الذي وضع في كتابه بابا للرد على الامام ابي حنيفة رح
 واخاه عثمان بن شبيه وغيرهم مثلهم من رواة البخاري
 والمسلم وغيرهم رحم وقد كانوا متعصبين منكرين على الامام
 الاعظم فلذلك قال صاحب البرهان في شرح مواهب
 الرحمان - وقد اعرض (تا) مع شدة حرص البخاري على
 معارضة الامام ابي حنيفة بالاحاديث مهما امكنه بدليل
 ما اشحن به صحيحه انتهى - فالحقيقه والصدقة من تلك
 الرواية المتعصبين النازلين من الامام - بتداول الزمان و
 الايام - قد فقدت - لان الآية السابقون السابقون
 اولئك المقربون في جنة النعيم ثلثة من الاولين وقليل
 من الآخرين - والاحاديث خير القرون قرني ثمة الذين يوثقون
 ثمة الذين يوثقون ثمة سيجئ قوم ستسبق شهادته احدهم
 يمينه ويمينه شهادته اخوه البخاري وايضا وصيكم باصحابي -
 (الى) ثمة ليفشوا الكذب رواه الترمذي وفي رواية ثمة يظهر الكذب
 وغير ذلك التي في التذكرة في فقدان صحة الصحاح
 قد سبقت - لكنها على فضل الامام - لكونه اقرب الى الرسول
 قد شهدت - فابن الاعتماد على كل الصحاح - وكيف يرد بها
 الاحاديث التي استدل بها الامام صاحب الفلاح - ولا
 شك ان اعتبار الروايات باعتبار الرواية واعتبارهم باعتبار

باوجود اختلاف کرنے مشرکین کے اللہ میں وحدانیت وحد لاشریکہ
 کی شرعاً و عقلاً و عرفاً ثابت ہے۔ شرعاً لقولہ تعالیٰ لو کان فیہما الہة
 لفسدتا۔ عقلاً بقول الجمهور کُل منضوع یدل علی الصانع۔
 عرفاً بقول کُل الناس ان اللہ تعالیٰ واحد۔ اور جیسا انیت ابن کے
 واحد ہوتی ہے۔ متعدد نہیں ہو سکتی ہے۔ یعنی دو چار آدمی کا ایک لڑکا
 نہیں ہو سکتا ہے۔ اور بعض موضع میں حق متعدد بھی ہوتا ہے۔ جسکو میں نے
 تذکرۃ المذہب کے مناظر میں تفصیل سے شرح و بسط کے ساتھ
 ثابت کر دیا ہے۔ سوائے اسکے یہاں ایک نظیر عام فہم کے لیے اور لکھتا ہوں۔
 وہ یہ ہے کہ اگر زید دعویٰ کرے کہ وہ تنہا منعم خان کا بیٹا ہے کُل ترکہ اسکا
 اسکو ملے۔ علیٰ ہذا القیاس عمرو بکرو خالد بھی وہی دعویٰ کرے۔ تو اس طرح
 کا موضع خلاف میں ہر چار کا منعم خان کا بیٹا ہونا ثابت ہو سکتا ہے شرعاً و عقلاً و
 عرفاً محال نہیں اس طرح سے ہر چار مذہب کا حق ہونا ثابت ہے شرعاً و عقلاً و عرفاً
 نہیں شرعاً لقولہ تعالیٰ لا تعزق بین احد من رسلہ حالانکہ زبور توراة انجیل و فرقان
 و متعدد ہیں۔ اور کُل کا حق ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ وبقول النبی صلعم اختلاف اقلی جمہ و فضل بکلیل
 حقیقت اختلافات شرائع میں قبلنا استنباطات ائمہ اربعہ خیر القرون کی
 حقیقت ثابت ہے۔ عرفاً ہمیشہ سے یہ چار مذہب کی حقیقت معروف و مشہور
 ہوتی چلی آتی ہے۔ خذہذا الانہ من فتوحات اللہ الواحد۔ فلا
 عبرۃ فیہ لامد۔

سوال سوم۔ اگر ہر چار مذہب حق ہیں۔ تو ایک پر عمل کرنا کیسا۔ ذرا

سوال دوم - جب شریعت شارع کی واحد ہو اور حق بھی واحد ہو
متعدد نہیں۔ تب یہ چار مذہب کا جس سے تعدد شریعت و حق کا لازم آتا ہو
حق ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہو۔

جواب ہاں صاحب جب شریعت شارع کی واحد ہو اور حق بھی واحد ہو
تب زبور و توراۃ و انجیل و فرقان کا جس سے تعدد شریعت و حق کا لازم
آتا ہو۔ حق ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہو۔ اور ہر ہر نبی کی علیحدہ علیحدہ شریعت
بھی کیونکر حق ہو سکتی ہو۔ اور صحاح ستہ کا بھی جس سے اختلافات روایات
سے تعدد حق کا لازم آتا ہو۔ صحاح و حق ہونا کیونکر ہو سکتا ہو۔ اور حضرت
حسن رض کا صلح اور حسین رض کا جنگ بھی جو باہم متضاد ہیں کیونکر حق ہو سکتے ہیں
اور ہر جگہ میں حق کا کلیتہً واحد ہونا کون نص سے ثابت ہو ذرا بتلا تو دیجئے۔
بعد اسکے حق کا واحد ہونے اور متعدد نہ ہونے کا دعویٰ بھریے۔ نہیں تو ہٹو بھی
و نادانی سے جو زبان سے نکلے سو کہا کیجیے۔ حتیٰ کہ اگر آسمان کو زمین کہا کیجیے
کوئی کیا کرے۔ ہاں نادان جب کسی کتاب میں اس عبارت کو الحق
فی موضع الخلاف واحداً - دیکھ پاتے ہیں۔ تو اُسکو کالوچی من السماء
سمجھ کر پھڑکتے ہیں۔ جیسا دیہاتی گنوار کلکتہ دیکھ کر پھڑکتے ہیں۔ اور یہی بہشت
یہی بہشت کہہ کر اُچھلتے ہیں۔ اسی طرح سے نادان اس طرح کی عبارت سے اُچھلتے ہیں
اور کم علمیت و عدم وسعت نظر کے سبب سے اسکے مضمون کو نہیں دریافت
کر سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ عبارت مخصوص بالموضع ہو یعنی جس موضع میں شرعاً
و عقلاً و عرفاً تعدد حق کا ہونا محال ہو و ہاں البتہ حق واحد ہی ہوتا ہو جیسا

ذکر کر دیا ہوتا۔ جواب میں کہونگا عیان راجہ بیان کیا تھے ہمارے
 تذکرۃ المذہب کی اُن حدیثوں کو۔ اور اس کتاب کی اُن حدیثوں کو جو
 تم لوگوں کے سوالات اور احادیث کے جواب اور معارضے میں لایا ہوں۔
 اور رسالت مآب صلعم کی رحلت و ولادت میں۔ جن احادیث متضادہ کو
 پیش کر چکا ہوں نہیں دیکھا۔ اُنہیں تو باہم مخالفت کُلی اور معارضت جلی
 موجود ہے۔ پھر اُنکو مکرر نقل کر کے کتاب کو طول دینے سے فائدہ کیا تھا۔
 خیر تاہم یہاں پر بھی چند احادیث متخالفہ اور روایات متناقضہ کو ناظرین
 کی عبرت و خبرت کے لیے۔ اور سامعین کی فہم و فراست کے واسطے۔ بلکہ تم لوگوں
 کی جہالت دفع کرنے کے لیے۔ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں اسلئے ذیل میں درج
 کرے دیتا ہوں۔

احادیث متخالفہ صحیح بخاری رحمہ اللہ عن ابن عباس انہ قال
 اقبلت راكبا على جماراتنا وانا يومئذ قد فاهرت الاختلاف
 ورسول الله صلعم يصلي بالناس بمنى الى غير جدار
 فمررت بانيدي بعض الصف فنزلت وارسلت الاتان
 ترفع ودخلت في الصف فلم ينكر علي احدك۔ عن عائشة
 ذكر عندها ما يقطع الصلوة الكلب والحمار والمرأة
 فقالت شبهتمونا بالحمير والكلاب والله لقد رأيت
 النبي صلعم يصلي والى على السرير بينه وبين القبلة مضطجعة
 فتبدولي الحاجة فأكبره ان اجلس فاوذي النبي صلعم

بتلا تو دیجیے۔ نہین تو حق کا متجرب ہونا قبول کر لیجے۔

جواب اگر ہر چار کتاب زبور تورات انجیل و فرقان حق ہوں۔ تو ایک پر عمل کرنا کیسا ذرا بتلا تو دیجیے۔ نہین تو حق کا متجرب ہونا قبول کر لیجے۔

۵

بے کمالیہلے نادان از سخن پیدائشود پستہ بے مغز چون لب واکند رسوا نشود
اگر اس کتاب کی فصل دوم کے دقیقہ میں اور فصل سوم کے چوتھے جواب میں نظر
فرماویگے۔ اور کچھ کیفیت پاویگے۔

سوال چارم۔ اگر کوئی مسائل فقہ پر عمل کرے تو کیونکر کرے۔ اس میں تو
فقط اختلاف ہی اختلاف ہے کسکو سچا کسکو جھوٹا جانے۔ ذرا بتلائیے تو نہین تو
یہ۔ وہ مثل ہے جیسا سات دانی کی تدبیر سے لڑکا مرے۔ ویسا فقیہوں کے
اختلاف مسائل کے عمل کرنے سے لوگ ایمان کھوئے۔

جواب اگر کوئی عمل بکتب الاحادیث کرے تو کیونکر کرے۔ اس میں تو فقط
اختلاف ہی اختلاف ہے۔ کس حدیث کو صحیح اور کسکو غیر صحیح جانے۔ ذرا بتلائیے تو
نہین تو یہ وہ مثل ہے جیسا سات دانی کی تدبیر سے لڑکا مرے۔ ایسا محدثین کے
اختلافات سے عالمین بالحدیث کا ایمان جاوے۔ کیونکہ اس میں ابن جوزی و
شوکانی و شلہما کو نبی قرار دینا پڑے۔ نہین تو صحیح و غیر صحیح کا امتیاز معلوم
نہوے۔ جب اس طرح کے امتیاز کا نام شریعت ٹھہرے۔ پھر اسکی حقیقت کو کیا
پوچھنا۔ تذکرۃ المذاہب کے ۴۵ (تا ۴۷) صفحہ میں نظر کیجیے اچھی طرح
سے اسکی کیفیت کھل جاوے گی۔ دفع و خل اگر کہو کہ اگر احادیث میں بھی
مثل مسائل فقہیہ کے اختلافات واقع ہیں۔ تو کیون انکو تم نے ذکر نہ کیا۔

النبی صلعم مرتباً مرتباً ۲۱ - دیکھو اس روایت سے رسول خدا
 صلعم کا ایک ایک مرتبہ وضو کرنا ثابت ہے۔ خلافاً - عن ابن زید
 ان النبی صلعم توضع مرتباً مرتباً ۲۲ - دیکھو اس روایت سے
 وودو بار وضو کرنا انکا ثابت ہے ایضاً فیہ عن ابن عمر ان رسول
 صلعم قال الشؤم فی المرأة والدار والفرس ۲۳ -
 دیکھو اس روایت میں شؤمیت ثابت ہے خلافاً - عن ابی عمر
 قال ذکر والاشؤم عند النبی صلعم فقال النبی صلعم
 ان کان الشؤم فی شیء فی الدار والمرأة والفرس ۲۴ -
 پھر دیکھو اسمین وہی ابن عمر سے شؤمیت کا ممنوع ہونا ثابت ہے۔ ایضاً فیہ
 عن ابن عباس اذا نزلنا بها (ای امرا مہراتہ) لا تحترم علیہ
 امرأته ۲۵ - دیکھو اس روایت میں کہ اپنی خوشدامن سے زنا کرنے
 سے بھی بی بی حرام نہیں ہوتی ہے۔ خلافاً عن ابی نصر عن ابن عباس
 حرمة (تا) رومی عن عمران بن حصین وجابر بن یزید و الحسن
 وبعض اهل العراق تحرم الحصة ۲۶ دیکھو پھر اس روایت میں مع الاختلاف
 حرمت ثابت ہے۔ ایضاً فیہ - عن الحسن عن غیر واحد مرفوعاً -
 افطر الحاجم والمحجوم ۲۷ - دیکھو اس حدیث میں حاجم اور محجوم
 کو افطار کرنا چاہیے۔ خلافاً عن ابن عباس ان النبی صلعم احتجم
 وهو محرم وهو صائم ۲۸ - دیکھو پھر اس حدیث میں کہ رسول خدا
 صلعم نے حالت احرام اور صوم میں حجامت کیا۔

قَاتِلٌ مِّنْ عِنْدِ رَبِّهِ ۖ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ
 صَلَّيَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ صَلَّيَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ فَيُصَلِّيُ مِنَ اللَّيْلِ
 وَالْيَمْرِ لِمُعْتَرِضَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى فَرَّاشِ أَهْلِهِ ۖ
 وَيَكْهُوَ أَنَّ رَوَاتِيهِ مِّنْ نَّمَاذِي كَسَانِي سَ كَزَرْنَا أَوْرَ حَضْرَتِ عَائِشَةَ
 صَدِيقَةِ رَضِيَ عَنْهَا مُعْتَرِضَةً هُوَ ثَابِتٌ بِرٍّ خَلَّاهَا ۖ عَنْ أَبِي صَالِحٍ (تَا)
 قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يَصَلِّيُ إِلَى
 شَيْءٍ لِّسْتَرَةٍ مِّنَ النَّاسِ فَأَرَادَ شَابٌ مِّنْ بَنِي أَبِي مُعَيْظَانَ
 يَحْتَازُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ أَبُو سَعِيدٍ فِي صَدْرِهِ فَظَهَرَ
 الشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاعَاكَ لَابِنِ يَدَيْهِ فَعَادَ لِيَحْتَازُ فَعَدَّ
 أَبُو سَعِيدٍ أَشَدَّ مِنَ الْأُولَى فَقَالَ مِّنْ أَبِي سَعِيدٍ ثُمَّ
 دَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِّنْ أَبِي سَعِيدٍ وَدَخَلَ
 أَبُو سَعِيدٍ خَلْفَهُ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ مَا لَكَ وَكَأَنَّ بَنِي أَخِيكَ
 يَا أَبَا سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّيَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدَكُمْ
 إِلَى شَيْءٍ لِّسْتَرَةٍ مِّنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدُكَ أَنْ يَحْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ
 فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنَّ أَبِي فَلَيقَاتِلْهُ فَإِنَّهَا هُوَ شَيْطَانٌ ۖ قَالَ ۚ
 رَسُولُ صَلَّيَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَعِلِمَ الْمَاءُ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيِّ مَا ذَا عَلَيْهِ
 لِمَكَانٍ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمُنْفَرِّ ۚ
 بَعْدُ وَيَكْهُوَ أَنَّ رَوَاتِيهِ مِّنْ نَّمَاذِي كَسَانِي سَ كَزَرْنَا أَوْرَ حَضْرَتِ عَائِشَةَ
 بَلَّغَ كَزَرْنَا مَيَّوْلَةَ كَوَقْتُ كَزَرْنَا لَزِمَ بَلَّغَ ۖ الْيُضَافُ فِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَوَضَّأَ

۳۳۳ عن ثوبان رضی قال کان رسول صلعم اذا الصرف من صلواته
 استغفر ثلاثا وقال اللهم انت السلام ومنك السلام
 تبارکت ذ الجلال والاكرام۔ و فی روایتہ یا ذا الجلال والاكرام
 ۳۳۳۔ و یکھو اس روایت میں بعد سلام پھیرنے کے فقط یہ دعا ہے خفیف
 پڑھنا ثابت ہے۔ **خدا** کہ کان بن الزبیر رضی یقول فی دبر کل
 صلوة حین یسلم لا اله الا الله وحده لا شریک له
 له المملک وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر لا حول ولا قوۃ
 الا بالله لا اله الا الله ولا نعبد الا ایاہ له النعمۃ و
 الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصین له
 الدین ولو کرا الکافر ون۔ وقال کان رسول صلعم
 یهمل یمن دبر کل صلوة ۳۳۹۔ پھر اس روایت میں نبی صلعم کا
 ہر نماز کے بعد یہی دعا پڑھنا ثابت ہے۔ ایضا فیہ عن ابی ہریرہ رض
 ان رسول الله صلعم قال لا تقوم الساعة حتی تنزل
 الروم (تا) اذا قیمت الصلوة فینزل عیسی بن مریم عم
 فامهم فاذا سارا عدا الله ذاب كما یدوب الملح فی الماء
 فلو ترکہ لا تذاب حتی یهلك ولكن یقتله الله بیدہ
 فیرجمہ دمہ فی حنبتہ ۳۴۲۔ و یکھو اس روایت میں اللہ
 جل شانہ کا اپنے ہاتھ سے دجال کو قتل کرنا ثابت ہے۔ **خدا** کہ
 ۳۴۴ ذکر رسول صلعم الدجال (تا) قلنا یا رسول الله صلعم

روایات متخالفہ صحیح مسلم رحمہ باب الوضوء حمامست النار

عن ابن ثابت رض قال سمعت رسول صلعم يقول الوضوء حمامست

النار ۲۲۔ دیکھو ان باب کی روایتوں سے حمامست النار سے وضوء لازم ہے۔

خلافہ باب لسنخ الوضوء حمامست النار۔ عن ابن عباس رض ان

رسول اللہ صلعم اکل کتف۔ مثاق لثصلی ولم یوضأ۔

و فی روایتہ ولم یمس ماء ۲۲۔ پھر دیکھو اس باب کی روایتوں

سے حمامست النار سے وضوء نہیں لازم آتا ہے۔ منسوخ ہونا ثابت ہے۔

تاہم غیر مقلدین شور و شغب کرتے ہیں۔ ایضاً فیہ قال رسول صلعم

کیف انت اذا نزل ابن مریم فیکہ واماکم منکم ۲۹۔ دیکھو اس

روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقتدی بتا ثابت ہے۔

قال رسول صلعم کیف انت اذا نزل ابن مریم فیکہ فاماکم ۲۹۔

پھر دیکھو اس روایت میں برعکس اول عیسیٰ عم کا امامت کرنا ثابت ہے۔

اور باب الفتن کی ایک روایت سے بھی حضرت عیسیٰ عم کی امامت ثابت

ہے۔ ایضاً فیہ۔ قال رسول صلعم یقطع الصلوۃ المراءۃ و

الحمار والکلب ۲۹۔ دیکھو اس روایت میں کتا گدھے اور عورت

نمازی کے سامنے آنے سے نماز باطل ہوتی ہے۔ خلافہ عن عائشہ ۲۲۔

ابن النبی صلعم کان یصلی من اللیل وانا معترضة بینہ و

بین القبلة کا عترض الحبارۃ ۲۹۔ دیکھو پھر اس روایت سے

نماز باطل ہونا ثابت ہے۔ ایضاً فیہ باب ما یقال بعد التسلیم من الصلوۃ

اس باب نسخ القیام کی حدیثوں کو اعتبار کیجیے۔ تو بخاری کی حدیثوں کا اعتبار نہ کیجیے۔ کہ انھوں نے فقط منسوخ حدیثوں کو جمع کیا سمجھ لیجیے۔ اگر بخاری کی حدیثوں کو اعتبار کیجیے تو مسلم کی اس نسخ حدیثوں کو منسوخ سمجھیے۔

روایات متخالفہ ابن ماجہ رحمہ - عن حدیثہ رض ان رسول اللہ صلی علیہ وسلم اتی سباطہ قوم فبال علیہا قائماً ۲۷۔ دیکھو اس روایت میں رسول خدا صلی علیہ وسلم کا کھڑا ہو کر پیشاب کرنا ثابت ہے خلافہ عن عائشہ رض قالت من حدثک ان رسول صلی علیہ وسلم بال قائماً فلا تصدقہ انا رأیتہ یبول قاعداً ۲۸۔ پھر دیکھو کہ اس روایت میں کہ بیٹھ کر پیشاب کرنا ثابت ہے اور روایت اوپر کی تکذیب بھی ثابت ہے۔ نیز عن عمر رض قال راٰنی رسول اللہ صلی علیہ وسلم وانا بول قائماً فقال یا عمر لا تبیل قائماً فما بلیت قائماً ابدا۔ دیکھو اس روایت سے کھڑا ہو کر پیشاب کرنا منہی عنہ ٹھہرا۔ ایضاً فیہ عن جابر رض قال فی رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان لستقبل القبلة ببول فرأیتہ قبل ان یقبض لجام لستقبل لجاماً ۲۹۔ دیکھو اس ایک روایت میں تناقض ہے۔

ایضاً فیہ باب الرخصة بفضل وضوء المرأة - عن ابن عباس رض قال اغتسل بعض ازواج النبی صلی علیہ وسلم فغفنه فجاء النبی صلی علیہ وسلم لیغتسل اویتوضاء فقالت یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم

وما لبثت في الارض قال اربعون يوما يوما كسنة ويوم
كشهر ويوم كجمعة وسائر ايامه كما يامكم قلنا يا رسول
الله فذلك اليوم الذي كسنة اکتفينا فيه صلوة يوم قال
لا اقدر وله قدره (تا) اذا بعث الله المسيح بن مريم
فينزل (تا) فيطلبه حتى يدركه بباب ليد فيقتله الخ ^{٥٢٢}
پھر دیکھو اس روایت سے وصال کو حضرت عیسیٰ ؑ کا قتل کرنا ثابت ہو۔
اصنافہ قال رسول صلعم اذا رأيتما الجنازة فقوموا لها
حتى تتخلقوا وتوضع ^{٥٢٣}۔ قال رسول صلعم اذا اتبعتم خافرة
فلا تجلسوا حتى توضع ^{٥٢٣}۔ دیکھو ان حدیثوں میں کہ جنازہ دیکھنے
سے کھڑا ہونا چاہیے اور متبعین کو قبل رکھنے جنازہ کے نہ بیٹھنا چاہیے۔
خلافہ عن علی رض قال راثن رسول الله صلعم قام قفنا وقعد فقهنا
ليجن في الجنان ^{٥٢٤}۔ دیکھو پھر اس حدیث میں بیٹھنا ثابت ہو۔ بلکہ مسلم
نے نسخ القیام للجنازة کا باب باندھا۔ اور بخاری رحمہ نے اس باب کو اس
باب میں اصلاً ذکر نہ کیا۔ بلکہ برعکس باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع
عن مناكب الرجال فان قعد امر بالقيام۔ باب باندھا۔ اور اسمین یہ روایت
کی کہ کسی جنازہ میں حضرت ابوہریرہ رض مروان بن الحکم کا ہاتھ پکڑ کر قبل رکھے
جنازہ کے بیٹھ گئے تھے۔ پھر حضرت ابوسعید رض اگر مروان کا ہاتھ پکڑا اور
تم کہا الخ۔ ^٥ بین تفاوت رہ ازہ کجاست تا کجا۔ یہ بطور نمونہ اور
چاشنی ایک مثال باہم مخالفت صحیحین کی بابت لائے۔ یعنی اگر مسلم کے

حاجة قضاها لثم نيام كهيفة لا يمس ماء ۴۳۔ دیکھو اس حدیث
 میں رسول خدا صلعم کا لباس ماء حالت جنب میں ہیئت کذا لئلا ینبجنا ثابت
 ہر خلافہ ۴۴ عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلعم اذا
 اراد ان ینام وهو جنب توضأ وضوء للصلوة ۴۳۔ پھر دیکھو
 اس حدیث میں نقیض مضمون اس حدیث اول کا ثابت ہر طرفہ تر تویہ ہر
 کہ دونوں روایت حضرت عائشہ رضی کی طرف منسوب ہیں۔ ایضاً فیہ۔
 ۴۵ عن ابن عمر رضی قال رأیت رسول اللہ صلعم (تا) ولا یرفع
 یمن السجدة تین ۴۲۔ دیکھو اس حدیث میں رفع یدین میں السجدة
 ثابت نہیں خلافہ ۴۶ عن ابی ہریرہ رضی قال رأیت رسول
 صلعم یرفع یدیه فی الصلوة (تا) حین یرکع وحین یسجد
 ۴۲۔ پھر دیکھو اس حدیث میں برخلاف حدیث اول سجدہ کے وقت میں
 بھی رفع یدین ثابت ہر اور نیز فی روایتہ اذا قام من السجدة تین فعل
 مثل ذلک۔ حالانکہ غیر مقلدین ان روایتوں پر عمل نہیں کرتے ہیں باوجودیکہ
 جزء حدیث رفع یدین کا ہر۔ ایضاً فیہ ان رسول اللہ صلعم
 کان لیسلم عن یمینہ وعن یسارہ ۴۴۔ دیکھو اس حدیث میں
 رسول خدا صلعم کا دونوں طرف سلام پھیرنا ثابت ہر۔ خلافہ ان
 رسول صلعم کان لیسلم ولشمية واحدة فلقاء وجهه
 اور نیز عن ابن الاکوع قال رأیت رسول صلعم صلی وسلم
 مرة واحدة ۴۴۔ پھر دیکھو ان حدیثوں سے ایک مرتبہ سلام پھیرنا

انی کنت جنباً فقال الماء لا یجنب ^{ص ۳۱}۔ دیکھو اس باب کی روایتوں سے عورت کے مستعملہ پانی سے وضو کرنا درست ہے۔ **خلافہ**۔ باب النہی عنہ۔ ^{ص ۳۲}عن عمرو ان رسول صلعم نفی ان یتوضأ الرجل بفضل وضوء المرأة ^{ص ۳۱}۔ دیکھو پھر اس روایت میں وضو کرنا عورت کے مافضل پانی سے ممنوع ہے **ایضاً** فیہ عن عبد اللہ ان رسول اللہ صلعم نام حتی یفزع ثم قام فصلى ^{ص ۳۲}۔ دیکھو اس حدیث میں منید سے وضو کا منہین جانا ثابت ہے۔ **خلافہ**۔ ^{ص ۳۳}عن علی رضی ان رسول اللہ صلعم قال العین وکاء السہ فمن نام فلیتوضأ ^{ص ۳۴}۔ پھر دیکھو اس حدیث میں منید سے وضو لازم ہے۔ **ایضاً** فیہ۔ ^{ص ۳۵}عن بسرہ بنت صفوان قالت قال رسول اللہ صلعم اذا مس احدکم ذکرہ فلیتوضأ ^{ص ۳۶}۔ دیکھو اس حدیث میں مس ذکر سے وضو لازم ہے۔ **خلافہ**۔ ^{ص ۳۷}عن ابی امامہ قال سئل رسول اللہ صلعم عن مس الذکر فقال النہا هو خیر منک ^{ص ۳۸}۔ پھر دیکھو اس حدیث میں ذکر کو مثل خیر بدن کا ہونا ثابت ہے جس سے وضو نہیں جاتا ہے۔ **ایضاً** فیہ باب ماجاء فی التیمم ضربہ واحدة ^{ص ۳۹}۔ دیکھو اس باب میں تیمم کے لیے ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا کفایت ہے۔ **خلافہ** باب فی التیمم ضربین ^{ص ۴۰}۔ پھر دیکھو اس باب میں دو مرتبہ ہاتھ مارنا چاہیے لکھا۔ **ایضاً** فیہ۔ ^{ص ۴۱}عن عائشہ رضی قالت ان رسول اللہ صلعم انکانت لہ الی اہلہ

دیکھو پھر اس روایت میں صاحب جنب کو قرآن پڑھنا درست آیا۔ ایضاً
عن عائشہ رضی عنہا ان رسول صلعم قبل امراۃ من نسائه لثم
خرج الی الصلوۃ ولم یؤذء اخرجہ اصحاب السنن ۲۸۸ -

دیکھو اس روایت میں عورت کو بوسہ دینے سے وضو نہیں جاتا ہے۔
خلافہ عن ابن عمر رضی عنہما انہ کان یقول قبلۃ الرجل امراۃ
وجسہا بیدۃ من الملا لیسۃ فمن قبل امراۃ وجسہا
بیدۃ فعلیہ الوضوء ومثله عن ابن مسعود اخرجہ مالک ۲۸۸ -

پھر دیکھو اس روایت میں کہ عورت کو بوسہ دینے سے وضو لازم ہے۔
ایضاً فیہ عن عطاء قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

علی امہ ابراہیم وهو ابن سبعین لیلۃ اخرجہ ابو داؤد ۲۸۸
دیکھو اس روایت میں کہ رسول خدا صلعم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم پر
(جو ستر دن کے تھے) جنازہ کی نماز پڑھی خلافہ عن عائشہ
قالت مات ابراہیم بن النبی صلعم وهو ابن ثمانیۃ عشر
شہراً فلم یصل علیہ - اخرجہ ابو داؤد ۲۸۸ - پھر دیکھو اس روایت

میں کہ برخلاف اول آنحضرت صلعم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم پر
(جو اٹھارہ مہینے کے تھے) جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔ کیا خوب اس میں
مہینے اور ستر دن کی مخالفت یکطرف اور نماز جنازہ کے پڑھنے اور نہ پڑھنے
کی مخالفت یکطرف اور دونوں روایت ابو داؤد سے ہونی یکطرف
ایضاً فیہ - عن عائشہ رضی عنہا قالت صلوۃتان لم یتزکھما رسول

ثابت ہے۔ ایضاً فیہ۔ عن ابن عباس ان النبی صلعم کلم وهو
 محرم ص ۱۴۲۔ دیکھو اس روایت سے رسول خدا صلعم کا حالت احرام
 میں نکاح کرنا ثابت ہے۔ خلافت۔ قال رسول صلعم المحرم
 لا ینکح ولا ینکح ولا ینخطب ص ۱۴۲۔ پھر دیکھو اس حدیث کی
 طرف کہ حالت احرام میں نکاح اور خطبہ کرنا تک بھی منع ہے۔ ایضاً فیہ۔
 عن ابی ہریرہ ان رسول صلعم قال اذا قیمت الصلوۃ فلا
 صلوۃ الا المکتوبۃ ص ۱۴۳۔ دیکھو اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ
 جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے۔ اس وقت سوائے نماز فرضیہ کے اور کوئی نماز
 درست نہیں۔ خلافت۔ عن علی رض قال کان النبی صلعم یصلی
 الرکعتین عند الاقامۃ ص ۱۴۳۔ پھر دیکھو اس حدیث سے اقامت
 کے وقت میں بھی نماز پڑھنا درست ہے۔

اطلاع چونکہ اس وقت میرے پاس ابو داؤد و ترمذی و نسائی و
 نہیں اس لیے اُن کے اختلافات کو مستقلاً ذکر نہیں کر سکا۔ لیکن تیسیر الاصول
 اور مشکوٰۃ کے اختلافات سے کل صحاح کے اختلافات بخوبی معلوم ہو جائینگے۔
 روایات متخالفہ تیسیر الاصول۔ عن ابی عمر رض انہ
 قال لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیاً من القرآن اخرجہ الترمذی
 ص ۱۴۳۔ دیکھو اس روایت میں حیض والی عورت اور صاحب جنب کو
 قرآن پڑھنا منع آیا ہے۔ خلافت۔ عن ابن عباس رض انہ لم
 یقرأ للجنب باسا۔ اخرجہ رزین قلب وعلقہ الجاری۔ ۲۹۵

اخرجه ابو داؤد ۲۳۹ - دیکھو ان پانچ روایتوں میں کس قدر اختلاف واقع
 ہوا کہ کسی میں ۱۹ دن کسی میں ۱۵ دن کسی میں ۱۸ دن کسی میں ۲۰ دن قصر
 کی مدت مقرر ہوئی۔ طرفہ یہ بھی کہ ابو داؤد اور نسائی دونوں مخالف روایت
 لائے۔ علی بن القیاس ابن عباس رض اور عمران رض اور جابر رض ہر تینوں
 نے باہم مخالفت بیان کیا۔ **ایضاً فیہ** عن ابن عمر رض سالہ رجل
 فقال انی اصلی فی بیتی ثم ادرك الصلوة مع اکامام
 افاضل معہ فقال نعم قال الرجل فایتهما اجعل صلواتی فقال
 وذلك الیک الماذک الی اللہ یجعل ایتھما شاء اخرجه ماکنہ ۲۳۷
 دیکھو اس روایت میں کہ کیرتہ نماز پڑھنے کے بعد پھر جماعت میں شامل ہو کر
 نماز پڑھ سکتا ہے **خلافہ**۔ عن ابی عمر رض قال قال رسول اللہ صلعم
 لا تضلوا صلوتین فی یوم مرتین اخرجه ابو داؤد والنسائی ۲۳۶
 دیکھو پھر اسی ابن عمر سے یہ روایت بھی کہ ایک دن میں ایک نماز کو دو بار
 پڑھو **ایضاً فیہ** عن ابن عباس رض قال کان رسول اللہ
 صلعم یفتح قراءتہ ببسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجه الترمذی
 ۲۱۷۔ دیکھو اس روایت سے رسول خدا صلعم کا نماز میں بسم اللہ
 پڑھنا ثابت ہے **خلافہ** عن انس رض قال صلیت مع رسول
 صلعم والی بکر وعمر و عثمان رض فلم اسمع احدا منهم یقرأ
 بسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجه الخمی ۲۱۷۔ دیکھو پھر اس روایت
 میں بسم اللہ کا نہ پڑھنا ثابت ہے۔ **ایضاً فیہ** عن عائشہ رض قالت

سراً ولا علانية في سفر ولا حضر ركعتان قبل الصبح
 وركعتان بعد العصر اخرجہ النخبة الاثر مذی ط ۲۴۱ - دیکھو اس
 روایت میں عصر کے بعد بھی دو رکعت نماز سنت پڑھنا ثابت ہے۔ خلافاً
 عن علی رضی قال رسول صلعم یصلی فی اکثر کل صلوٰۃ مکتوبۃ
 رکعتین الا الفجر والعصر اخرجہ ابوداؤد ط ۲۴۲ - پھر دیکھو کہ اس روایت
 میں عصر کے بعد نماز نہیں پڑھنا ثابت ہے۔ ایضاً فیہ عن ابن عمر رضی
 قال صلیت مع رسول صلعم رکعتین قبل الظہر الخ ط ۲۴۳ -
 دیکھو اس روایت میں کہ قبل ظہر کے سنت دو رکعت ہیں۔ خلافاً
 عن عائشہ رضی قالت قال النبی صلعم من ثابر علی شتی عشرة
 رکعة من السنة بنی اللہ له نبیاء فی الجنة اربع رکعات قبل
 الظہر الخ ط ۲۴۱ - دیکھو اس روایت میں قبل ظہر کے سنت چار رکعت ہیں
 ایضاً فیہ عن ابن عباس رضی قال اقام النبی صلعم لشیع عشرة
 بقصر الصلوٰۃ وکنا اذا سافرنا فاقمنا لشیع عشرة قصرنا وان
 نردنا التمننا اخرجہ النخبة الاسماو فی آخری الابی داؤد وسبع عشرة
 وفی آخری للنسائی اقام بمكة عام الفتح خمس عشرة بقصر الصلوٰۃ
 عن عمران بن حصین رضی قال شهدت عام الفتح مع النبی صلعم
 بمكة فاقام بمكة فاقام بمكة ثمانی عشرة لیلة لا یصل الا رکعتین
 ولقول باہل البلد صلوا اربعاً فانا سفر اخرجہ ابوداؤد -
 عن جابر رضی قال اقام النبی ص بتبوك عشرين یوماً بقصر الصلوٰۃ

بین شعیہا الا ربع ثم جہدہا فقد وجب الغسل وان
 لم ينزل متفق علیہ ص ۱۸۴ - دیکھو اس روایت میں کہ بجز و جزل
 غسل واجب ہے اتزال کی ضرورت نہیں ^{۵۸۱}خلافہ عن ابی سعید
 قال قال رسول صلعم انما الماء من الماء رواہ المسلم ص ۱۸۴ -
 پھر دیکھو اس روایت میں کہ وجوب غسل کے لیے اتزال ضرور ہے۔ اگرچہ امام
 حنفی السنہ رحمہ نے اسکو نسخ لکھا۔ لیکن قبل انکے مسلم رحمہ صحت کی روایت کی
 ایضاً فیہ عن ابن علیہ قال اثنا کتاب رسول صلعم
 ان لا تنفعوا من الميتة باهاب ولا عصب رواة الترمذی والبوداوی
 والنسائی وابن ماجہ ص ۲۰۴ - دیکھو اس روایت کو میں مردے کے چمڑے اور
 چربی سے نفع لینا درست ہے ^{۵۸۲}خلافہ عن عائشہ رضی عنہا رسول
 صلعم امر ان لیستمتع بمجلود الميتة اذا ذلغت رواہ مالک والبوداوی
 ص ۲۰۴ - پھر دیکھو اس روایت میں کہ وباغت سے استمتاع درست ہے۔
^{۵۸۳}عن میمونہ قالت (تا) لو اخذت ما اهابها قالوا فما متبه فقال
 رسول صلعم يطهر الماء والقرظ رواہ احمد والبوداوی ص ۲۰۴ -
 دیکھو اسمین مردے کے چمڑے سے نفع لینا درست آیا۔ عن ابن عباس قال
 سمعت رسول صلعم یقول اذا بلغ الاهاب فقد طهر رواہ لم
 ص ۲۰۲ - دیکھو اسمین وباغت سے پاک ہوتا ہے۔ عن سودہ رضی عنہا زوج ابی
 قالت ماتت لنا مشاة قد بغنا مسکھا ثم ما زلنا بنید فیہ حتی
 ضارشنا رواہ البخاری ص ۳۰۳ - دیکھو اس سے بھی وباغت سے پاک ہونا ثابت ہے

قال رسول صلعم اذا اقيمت وحضر العشاء فابد وبالعشاء اخرجه
 الشیام ص ۲۰۸ - دیکھو اس روایت سے عشاء کی نماز جو امامت کی گئی چھوڑ کر
 کھانا کھانے کو مامور ہونا ثابت ہے **خلافہ** عن جابر بن عبد اللہ ^{۵۲۶} قال
 رسول صلعم لا تؤخر الصلاة لطعام ولا لغيره اخرجه
 البوداؤ ص ۲۰۹ دیکھو پھر اس روایت میں تاخیر کرنا نماز کا کھانے کے لیے
 منع ہے۔

روایات متخالفہ مشکوٰۃ عن وائل بن حجر قال رأيت رسول
 صلعم اذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه واذا اتعوض رفع
 يديه قبل ركبتيه رواه البوداؤ والترنذري والنسائي وابن ماجه
 والدارمي ص ۳ - دیکھو اس روایت میں سجدہ کے وقت کاؤن زانو کو
 ہاتھ رکھنے کے آگے رکھنا اور اٹھتے وقت ہاتھ کو زانو اٹھانے کے آگے رکھنا
 آیا ہے **خلافہ** عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول صلعم
 اذا سجد احداكم فلا يبرك كما يبرك البعير وليضع يديه
 قبل ركبتيه رواه البوداؤ والنسائي والدارمي ص ۳ - پھر دیکھو اس
 روایت میں وہی محدثین مذکورین نے سجدے کے وقت ہاتھ کو زانو کے آگے
 رکھنا روایت کیا۔ اگرچہ خطابی نے اول کو اثبت اور ثانی کو منسوخ لکھا۔
 لیکن محدثین مذکورین نے قبل وجود خطابی کے دونوں روایت کو صحیح جانکر
 لکھا۔ پھر اتنے دنوں کے بعد خطابی کے اس خطاب سے کیا ہوتا ہے۔
ايضا فيه عن ابی ہریرہ ^{۵۲۹} قال قال رسول صلعم اذا جلس

مسلم کا تناقض ابن ماجہ و بخاری - غیر ہما سے ثابت کرنا دفتر اور بڑا ہو جاتا۔
وجہ سوم - اگر کل مکررات روایات کو ہر ہر کتاب سے جمع کرتا اور بھی بٹنی
دفتر ہو جاتی۔

وجہ چارم - ہمنے بخاری کی جن جن روایتوں میں تناقض ثابت کیا پھر انکو
مسلم کے تناقضات میں نہیں لیا مگر روایت سترہ کی کہ اس میں کس قدر خوبی ہے
علیٰ ہذا القیاس مسلم کی جن جن روایتوں میں تناقض ثابت کیا پھر انکو ابن
ماجہ کے تناقضات میں گرفت نہیں کیا۔ حالانکہ یہ کل تناقضات اس میں بھی نہیں
الغرض ایسی رعایت پر لکھا گیا۔ جس میں کتاب دراز نہ ہو اور ہر ہر کے تناقضات
مختصر طور پر معلوم ہوں۔ حتیٰ کہ غیر مقلدین کی احادیث کے مقابلہ کی احادیث
کو بھی جنکو اس کتاب میں اور تذکرہ میں مندرج کیا نہیں لایا۔ مگر دو ایک
بروایت مختلف۔ اب آپ غور اور فکر کر سکتے ہیں کہ حدیث کی کتابوں
میں کتنے اختلافات واقع ہیں۔ اسی سائل اب اپنے سوال سے سترانا چاہیے
ندامت اٹھائیے پھر ایسے سوال نہ کیجیے۔

وجہ پنجم - مقلدین کی بڑی بشارت کی جگہ ہے کہ ان روایات متخالفہ کی ایک
طرف کی روایات مسائل فقہیہ حنفیہ کے ساتھ مطابقت کرتے ہیں۔ باوجود اسکے
جہاں غیر مقلدین ایک طرف کی حدیثیں دیکھ کر شور و غلب مچاتے ہیں۔ اور
انالاغیری کا دعویٰ بھر کر ہستشہار دیکر جہالت اپنی ثابت کرتے ہیں۔ اور
عوام کا لبہائیکم کو راہ راست ہدایت سے راہ کج ضلالت کی طرف لیجاتے ہیں۔
اس غرض سے کہ انہیں تسلط حاصل کر کے وجہ معاش کی صورت نکالیں۔

ایضاً فیہ عن سلیمان بن یسار قال سالت عائشہ عن المتی
یصلب الثوب فقالت کنت اغسلہ من ثوب رسول صلعم
فیخرج الی الصلوۃ واثرا الفصل فی ثوبہ متفق علیہ ص ۲۰ دیکھو
اسمین منی کو کپڑے پر سے دھونا آیا ہجری خلافت عن عائشہ قالت کنت
افرك المنی من ثوب رسول صلعم رواہ مسلم - (تا) لثم یصلی فیہ
ص ۲۰ - پھر اس روایت میں کہ منی کو مل ڈالنے سے کپڑے کا پاک ہونا ثابت ہجری
ایضاً فیہ فی روایۃ ابن عباس رائی محمد مرہبہ ص ۲۶ -
دیکھو اس روایت سے رویت خداوند تعالیٰ کی ثابت ہجری خلافت
فی روایۃ عائشہ رض من اخبرک ان محمدًا سارے
ریہ (تا) فقد اعظم الغریۃ وکلبۃ رائی جبرائیل الخ
ص ۲۶ - پھر دیکھو اس رویت کو بہتان عظیم لکھا - علی ہذا القیاس اس طرح
کی روایتیں بہت ہیں کہ ان تک لکھوں - اور کتاب کو طول کرتا جاؤں -
بس ہذا کفایۃ لمن لہ الدراية -

ایقاط ہماری اس ۱۹ روایتوں کی نظر سے اہل علم کو بصارت ہوگی
اور اہل فضل کی فضیلت بڑھیکے گی - اور مؤمنین کی عبرت و خبرت کی ترقی ہوگی
کئی وجہوں سے - وجہ اوّل ہم نے فقط بنظر سرسری بخاری کا چند تناقض
بخاری سے اور مسلم کا چند تناقض مسلم سے اور ابن ماجہ کا چند تناقض
ابن ماجہ سے - وغیرہ کا ثابت کیا - اگر اچھی طرح سے کل کو جمع کرتا تو کتنا بڑا فرق
ہوتا - وجہ دوم اگر بخاری کا تناقض مسلم وغیرہ سے علی ہذا القیاس

جیسا اندون انہو بہاتون میں جا جا کر مدرسہ محمدیہ کے نام سے یہ دام بچھلایا۔
 کہ اس مدرسہ کے انجام والضرام کے لیے ہر مومن کو چاہیے ہر روز ایک ایک
 سٹھی چاول اور قربانی کے چمڑے اور زکوٰۃ و صدقہ و فطرے کا روپیہ جمع کر کے
 مدرسہ کے خرچ کے لیے دیا کرے تاکہ ثواب پاوے اور لوگ بھی اس ٹیکس کو
 ثواب جانکر دیا کرتے ہیں۔ اسی صورت سے یہ اپنے پیٹ بھرتے ہیں۔
 اور اگر کہیں مالدار عورت ملگئی تب تو انواع و اقسام جیلے سے اُسکو اپنے
 قبضے میں لاکر نکاح کر لیتے ہیں۔ اسی طرح سے دوسرے کی کمائی کھاتے ہیں۔
 پھر الکا دنیاوی عروج۔ بذریعہ اس فروج کے ہوتا ہے۔

بہ جنگ کرو بادگیران نوش کُن نہ بر فضلہ دیگران گوش کُن
 بخور تا توانی ز بازوے خویش کہ سعیت بود در ترازوے خویش
 جو مردان بہ برنج و راحت بیان مخنث خورد دست رنج کسان
 وجہ ششم۔ طرفہ تر معاملہ تو یہ ہے کہ یہ صحاح ستہ وغیرہ اہل غیر حنفی کی کتابیں
 ہیں۔ جب ان کتابوں میں بھی حنفی کے مطابق روایتیں ملتی ہیں تو خیال کیجیے
 کہ یہ حنفیت کی حقیقت میں کتنی بڑی دلیل ہے۔ اور حنفی لوگ کیسی کمالیت کے
 ساتھ عمل بالحدیث کرتے ہیں۔ کہ مخالفین کی کتابوں سے بھی انکا عمل بالحدیث
 کرنا ثابت ہوتا ہے۔ پھر یہ کھو اپنی جمالت کے پیچھے میں کیوں ٹھنٹھین
 کرتے ہیں کہ ہم عمل بالحدیث کرتے ہیں حنفی لوگ نہیں کرتے ہیں۔

دفعہ دخل اگر کہو کہ ان حابیثوں میں تاویلات ہیں اور نسخ و منسوخ
 و مورد و منزل و اسناد کا لحاظ ہے۔ کہو لگتا۔ حضرت متاخرین کی اسناد پر

انہیں سے یہ ایک ہو۔ اور آپ کی طرح اکثر شہوت پرستوں نے ان خاستان کو
 گلستان سمجھ لیا۔ کہ خواہش نفسانی سے چار سے زیادہ نکاح کرنے کی لذت گنمت
 جانا۔ اس لیے شوکانی کو امام و مقتدا بنالیا۔ اور شوکانی نے بھی اس مقتدا ہونے کی
 خواہش سے ایسے ایسے مسائل جبیثہ استنباط و استخراج کر رکھے تھے۔ جس میں لوگ ان کی
 طرف جھکیں اور ان کو امام و پیشوا بناوین۔ سو ان کا مطلب اب نکلا۔ وہ بخوبی ان
 شہوت پرستوں کا امام بنا۔ کیونکہ موجب ایک متعہ کی لذت سے سیکڑوں سستی
 شیعہ سکے۔ تو شوکانی کے ذریعہ سے اگر سیکڑوں کثرت نکاح کی لذت پاوین کیونکہ
 ان کو امام نہ بناوین۔ فنعلم ما قال اللہ تعالیٰ۔ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ
 لَهُ الرَّحْمَنُ مَدَدًا۔ وَمَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ۔ وَأَضَلَّهُ
 اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ
 غِشَاءً وَهُنَّ يَمْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ۔ وَذَرِّينَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ
 أَعْمَالَهُمْ وَغَيْرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ يُهَوِّسُوهُمَا بَيْنَ مَا أَكْبَاهَا بَعْضُهُمَا يُبْغِيهِمَا
 اور دوستوں کے پیش نظر کرتا ہوں۔ - اَوَّل -
 تم ہم کو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہو۔ کیونکہ جی تمہارے محدثین کی حدیث کی
 کتابوں میں بھی تو چار سے زیادہ نکاح کرنے کو حرام لکھا۔ حالانکہ بقول تمہارے
 قاضی شوکانی آیت فَاَنْكَحُوا اِنْهٰمْ سے چار سے زیادہ نکاح کرنا بھی درست ہو کہ
 معنی لفظ ما کا اسمین تعمیم کے لیے ہے پھر برخلاف حکم قرآن اس طرح کی سربرہات
 میں عمل باحدیث کرنا بھی تو باطل ہو کہ اسمین بھی حلال کو حرام جاننا لازم آتا ہو وہ
 لفرہ ہو۔ - دعویٰ جو آپ کا تھا وہ برعکس ہو گیا۔ حضرت اس سے فقہ پر

روایت میں ہے کہ ابن سلمہ نے سات یا چھ برس کی عمر میں اپنی قوم کی امامت کی۔
 علیؑ ہذا القیاس امام مالک اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ مفقود کی بی بی بعد
 چار برس کے بعد گزرنے چار مہینے میں وعدت کے نکاح کر لیگی۔ پھر بیہقی کی روایت
 روایت میں ہے کہ مفقود کی بی بی نکاح نہیں کر لیگی اگر نکاح کرے تب بھی وہ
 مفقود ہی کی بی بی رہیگی۔ اور دارقطنی میں روایت ہے کہ مفقود کی بی بی
 مفقود کی بی بی رہیگی جب تک اسکی خبر معلوم ہوے۔ اور عبدالرزاق کی روایت
 میں ہے کہ حضرت علی رض اور حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ مفقود کی بی بی ہمیشہ
 منتظر رہیگی۔ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ جب تک خبر مفقود کی معلوم
 نہوے تب تک وہ اسکی بی بی ہے اب کسکو ناسخ اور کسکو منسوخ جانئے
 ذرا بتلا تو دیجیے۔ بعد اسکے مسائل فقہ کے اختلافات پر اعتراض کیجیے۔ خذہا۔
 سوال پنجم۔ تمہارے مقلدین کی فقہ کی کتابوں میں چار سے زیادہ نکاح
 کرنے کو حرام لکھا۔ حالانکہ آیت فانکحوا مطاب لکم من النساء مثنی و
 ثلث و رباع سے چار سے زیادہ نکاح کرنا بھی درست ہے کہ معنی لفظ ما کا ہیں
 تعمیم کے لیے۔ اور مثنی و ثلث و رباع قید اتفاقیہ حالت عرفیہ کا بیان ہے۔ قید
 احترازیہ عن مافوق الاربعۃ نہیں۔ جیسا قاضی شوکانی نے اپنی دلیل الغامضین
 اس بات کو اچھی شرح و بسط کے ساتھ لکھا۔ پھر برخلاف حکم قرآن کے عمل بالفقہ کرنا
 باطل ہے کہ اس میں حلال کو حرام جانتا لازم آتا ہے وہ کفر ہے۔
 جواب ہاں قاضی شوکانی نے بتقلید و افض اس طرح کی فصلوں کو اپنی کتابوں
 میں وصل کر کے بہت سے شوکہ (یعنی کانٹے) شریعت کی راہ میں بوجھے۔ نہیں

وتحتي خمس سنة فسالت النبي صلعم فقال فارق واحدة
 وأمسك أربعاً كذا في المظري^{١٩٥} - ياجورين^٥ يهجر - عن قيس ابن الحارث
 قال اسلمت وعندى ثمان لسنة فأتيت النبي صلى الله عليه
 وسلم فقلت له ذلك فقال اختر منهم أربعاً - أخرجه ابن ماجه^{١٣١}
 جعثن^٦ - عن ابن عمر قال اسلم غيلان بن سلمة وتحت عشرة
 لسنة فقال له النبي صلعم خذ منهم أربعاً أخرجه ابن ماجه^{١٣١}
 سائون^٧ يهجر - عن عائشة (تأ) يقول اتركوهن ان خفتن فقد
 احللت لكم أربعاً - كذا في التفسير^{٢٩} - الجعثن^٥ يهجر - اخبرنا مالك
 اخبرنا ابن شهاب قال بلغنا ان رسول صلعم قال لرجل
 من ثقيف وكان عندا عشرة لسنة حين اسلم الثقف
 فقال له امسك منهم أربعاً وفارق سائرهن كذا في الموطاء^{٢٣٩}
 الجعثر^٨ - نوين^٩ يهجر - عن عكرمة قال ان الرجل يتزوج الاربع و
 الخمس والمست والعشر فيقول الرجل ما يمنعني ان اتزوج
 كما تزوج فلان فياخذ مال يسميه فيتزوج به فتقوا ان
 يتزوجوا فوق الأربع أخرجه ابن جرير - وشون^{١٠} يهجر - عن ابن جبير -
 قال بعث الله محمد صلعم والناس على جاهلتهما الا
 ان يومر والشئ وهو عن شئ فكانوا يسألون عن اليتامى
 ولم يكن للنساء عدد والا ذكر فانزل الله هذه فقصرهم
 على الأربع أخرجه سعيد بن منصور - عبد بن حميد وابن جرير وابن منذر و

عیب لگانا تو نہیں بلکہ حدیث پر بھی عیب لگانا ہے۔ کیونکہ اس میں فقہ اور حدیث متفق
 ہے سبحان اللہ مسائل فقہیہ کیسا منطبق ہے۔ احادیث نبویہ کے ساتھ ذرا خیال تو کیجیے
 اور آنکھ پھاڑ کر تو دیکھیے۔ معذرا اسپر عیب لگانا زندقہ کا ہی کام۔ بظاہر
 شریعت کا نام۔ بہت ہی بد ہے اس عمل کا انجام۔ **لکل من الخواص والعوام** ۵
صلی وصام کافر کان یطلبہ۔ لہذا فخر کافر کا صلی و
 صاما۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کو عمل باحدیث کرنا
 مطلب نہیں بلکہ اسلام میں خلل ڈالنا مطلب ہے۔ نہیں تو احادیث مفصل الذیل
 پر عمل کرتے۔ اور ان کے انطباق سے فقہ پر عیب نہ لگاتے **ف** یہاں پر حدیث
 بطور نمونہ ذکر کرتا ہوں۔ اور ناظرین سے داد انصاف کی چاہتا ہوں۔
 ایک **انہیں** سے یہ **یعن ابن عباس** انہ کان الرجل من قریش یزوج
 العشر من النساء والاکثر فاذا صار معداً من موعن نساءہ
 مال الی مال یتیم فی حجرہ فانفقہ فقیل لہم لا تزیدوا
 علی ربع الخ کذا فی المنظری ۱۱۷۔ دوسری یہ ہے۔ **قال البغوی** روی
 ان قلیس ابن الحارث کانت تحتہ ثمان نسوة فلما نزلت
 ہذا الایة قال لہ رسول اللہ صلعم طلق اربعاً وامسک
 اربعاً کذا فی المنظری ۱۱۸۔ تیسری یہ ہے۔ **عن ابن سلمہ الثقفی** اسلم ولہ عشر
 نسوة فی الجاہلیۃ فاسلمن معہ فقال النبی صلعم
 امسک اربعاً و فارق سائرھن رواہ الشافعی واحمد والترمذی
 وابن ماجہ کذا فی المنظری ۱۱۹۔ چوتھی یہ ہے **عن نوفل بن معاویہ** قال اسلمت

کہو تو بھی میرا مطلب حاصل ہے۔ کیونکہ صورتِ ثانیہ میں تو ثابت ہی ثابت ہے۔
عیانِ راجحت بیان ہے۔ اور صورتِ اول یعنی اگر کہو کہ ہو سکتا ہے تو کل
صحاح کو متاخرین کے جرح و قدرح سے خالک میں ملا دیجیے۔ بلکہ ابن عبدالبر
شوکانی کو نبی فرض کر لیجے۔ العیاذ باللہ۔ جب یہ حالت آپ کی تقریر کی ٹھہری۔
اور یہ گت آپ کی تحریر کی نکلی۔ تو ہدایت گئی گزری۔ ضلالت آنکلی۔ کیونکہ صحاح
وغیرہ کی حقیقت جب ان متاخرین کی تصحیح پر موقوف رہی۔ پھر صحاح صحاح
کیونکہ باقی رہی۔ جب صحاح کی یہ حالت ہوئی۔ پھر کبھی صحاح وغیرہ کی حدیثیں
نکلیہ نہ کرنا۔ اور عملِ باحدیث کا دعویٰ نہ بھرنا۔ ۵۔ در عمل ہم کامل یہ اعمال
را رسوا کمں۔ دووم۔ جب اتنی حدیثوں سے حرمتِ نکاح مافوقِ الاربعہ
کی ثابت ہوئی۔ پھر اسکی حلت اس محل استدلال شوکانی وغیرہ سے کیونکہ
ثابت ہو سکتی ہے۔ کیا آپ لوگوں نے یہاں پر عملِ باحدیث کو بالائے طاق رکھ
چھوڑا۔ یا شوکانی کو حقیقی شارحِ نسخ جانکر احادیثِ نبویہ مذکورہ کو منسوخ
کر دیا۔ سووم۔ اجماعی صاحبِ تم لوگوں حدیثِ السنۃ قاضیہ پر بڑے ناز
رہا کرتے ہو۔ حتیٰ کہ قرآن کی آیت پر ترجیح دیا کرتے ہو۔ پھر یہاں اُسے کیوں
عمل نہیں کرتے ہو۔ شاید قاضی شوکانی نے بسبب قاضی القضاۃ ہونے کے
(کہ حقیقت میں یہ صفت حقیقی خداوند تعالیٰ کی ہے) حدیثِ السنۃ قاضیہ
کے قضائے کو منسوخ کر دیا۔ جہاں ہم۔ جو شخص قطعاً کسی عمومیت سے مافوقِ الاربعہ
کا نکاح درست جانتا ہے۔ تو اُسی عمومیت سے محرمات سے بھی بخوبی نکاح کر کے
صحبت کی لذت اٹھا سکتا ہے۔ نفوذِ باللہ منہ۔ اگر کہو کہ محرمات دوسری آیت

ابن ابی حاتم۔ گیارھویں یہ ہے۔ عن مجاہد فی تفسیر قولہ تعالیٰ۔ قد
علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم قال لا یجوز الرجل
اربع نسوة اخرجه عبد بن حمید وغیرہم المذکورین۔ بارھویں یہ ہے۔
امر النبی صلعم لغیلان لما اسلم وفتحہ عشر نسوة بان یختل
منہن اربعاً ویفارق سائرہن۔ اخرجه الترمذی۔ اور مثل اسکے امام
شافعی اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور بیہقی
وغیرہم نے باختلاف الفاظ اور طریق ابن عمر وغیرہ سے اخراج کیا۔
طوالت کی وجہ سے ہر ایک کی روایت کو ترک کیا۔ اگرچہ ابن عبد البر نے بعض
کو معلول کہا۔ اور شوکانی نے اس قول ابن عبد البر کو کالوجی من السماء
سمجھ کر بہت کچھ لکھا۔ لیکن الضاف کی رو سے حق کس جانب کو ہے بصائر
پیدا کر کے تمیز کر لیجیے۔ بے تمیزوں کی طرح متاخرین مشرق و غربی کے اقوال پر
عمل نہ فرمائے۔ بلکہ قولہ تعالیٰ۔ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب کو
تلاوت کیجیے۔ بے بصیرت را نہ باشد در حق و باطل تمیز۔ کوریکہ
واند عصائے سحر و اعجاز کلیم۔ کیا جی اُس شوکانی کا قول جس نے ۱۲۵۵ھ
یا ۱۲۵۶ھ میں انتقال کیا۔ یا ابن عبد البر من المتاخرین کا قول اُن بزرگان
دین مذکورین متقدمین کی روایت کے مقابلے و معارضے میں معتبر ہو سکتا ہے۔
تم ہی بضمون استفت عن نفسک اپنے دل سے دریافت کر لو
تمہیں کہو تو کہہ ہی اس میں کسی رائے صواب۔ معاند کو حکم ٹھہرانا
یہ جرات ہماری ہے۔ اگر ہو سکتا ہے کہو تو یہ میرا مدعا ثابت ہے۔ اگر نہیں ہو سکتا

الا بفتح الکتاب ہر اور اس حدیث کا معارض سیکڑون حدیثین
 موجود ہیں (جنکو میں نے اس کتاب کی فصل دوم کے ۱۱ صفحہ میں - اور
 تذکرۃ المذاہب کے تبصرہ سوم کے ۳۵ صفحہ میں لکھا) اور یہاں سیکڑون
 حدیث مافوق الاربعہ کی حرمت میں موجود ہیں - اور کوئی حدیث معارض
 انکا نہیں معہذا یہاں عمومیت کو دخل دینا اور وہاں نہ دینا کس قدر غیارت
 و جہالت و نفسانیت و ضلالت ہر ذرا خیال کو کیجیے ۵ یہ بین تفاوت راہ
 از کجاست تا بکجا - کاحول و کافوتہ ایسی شہوت پرستی سے خدا پناہ ہو
 ہفتم - اجمی صاحب یہ مثنی و ثلاث و رباع کی قید اتفاقہ نہیں اجترائیہ
 ہر کیونکہ یہ الفاظ ترکیب میں حال واقع ہیں لفظ لناء یا ما طاب
 لکم سے اور حال قید عامل کی پڑھتا ہوں - اور کیفیت ذوالحال کو بیان
 کرتا ہوں - اور ذوالحال یہاں پر لناء ہر تب ان الفاظ مثنی و ثلاث
 و رباع لناء کی اس کیفیت کو جو شکہ ف بعد و معدو معدو و ہر بیان کیا
 جب ہی لساء کی حلت کی کیفیت معدو و دیت کے ساتھ مقید و مختص ہو گئی -
 تو بلاشبہ مافوق المعدوات میں حرمت آگئی کہ یہ قید مخصوص مافوق الاربعہ
 میں نہیں پائی گئی - اور جیسا ناقضہ سار قانین قتل حالت سرقہ کے
 ساتھ مختص ہر ویسا فالحو میں بھی حلت نکاح حالت مثنی و ثلاث و رباع
 کے ساتھ مختص ہر - خذہذا - اسلئے تفسیر احمدی میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہر -
 لكن لا يخفى عليك على حسب ما ذكرنا ان قوله مثني وثلاث
 ورباع حال من النساء او من ما طاب والتقرير فانكحوا ما طاب لکم

مخصوص ہو گئے ہیں۔ کہو لگا کہ مافوق الاربعہ بھی احادیث مذکورین اور مثنی و
ثلاث و رباع سے مخصوص ہو گئے ہیں۔ اور نیز کہو لگا کہ جب عمومیت ما
کا عموم علی وجہ الکمال باقی نہ رہا بلکہ میں وجہ بآیت محمدات اسمین خصوصیت لگی
تب اسی طرح سے مثنی و ثلاث و رباع سے رباع تک کی حلت کی خصوصیت
اسمین آگئی خذہا۔ اور سنئے جب ما کی عمومیت سے مافوق الاربعہ
حلال ہو جائے۔ اور مثنی و ثلاث و رباع کی قید کا کچھ اعتبار نہ رہے۔
تو بطریق اول اسی ما کے معنی کی عمومیت سے جو حقیقت میں غیر ذوی العقول
کے لیے موضوع تھی۔ گائے بکری کا کتلح بھی حلال ہو جاو لگا۔ اور النساء
کی قید کا کچھ اعتبار نہ رہیگا۔ العیاذ باللہ۔ اجمی صاحب جس طرح سے من النساء
کی قید سے غیر ذوی العقولیت کو ذوی العقولیت لازم آئی۔ اسی طرح سے مثنی
و ثلاث و رباع کی قید سے مافوق الاربعہ کو حرمت لازم آئی خذہا۔
یہ سچ۔ کیون حضرت آپ لوگ تو ہمیشہ ظاہر پر عمل کرتے ہیں۔ اور اپنے کو
ظاہر سے کہلاتے ہیں۔ پھر بیان پر معنی عمومیت کو کیون مراد لیتے ہیں۔ ظاہر
معنی معد و مثنی و ثلاث و رباع پر کیون عمل نہیں کرتے ہیں۔ کیا شہوت پرستی
کا نام شرع سمجھ لیا گیا ہے۔ ششم۔ کیون حضرت جب باوجود موجود
ہونے مثنی و ثلاث و رباع اور احادیث مذکورین کی اس آیت میں
لفظ ما کی عمومیت پر عمل ہو سکا۔ تب قرأت فاتحہ خلف الامام کے ماوے
میں فاقرو ما تیسر من القرآن کی ما کی عمومیت پر کیون عمل نہیں ہو سکا
حالیکہ وہاں قرأت فاتحہ کے ماوے میں فقط ایک حدیث کا صلوات

ما طاب لكم من النساء حال واقع ہوا ہے۔ اگر یہ حال قید عامل کا ہوگا۔
 تو وہ حال بھی قید لا تقربوا کا ہوگا۔ تب تو عدم قربت صلوٰۃ کی عمومیت سے
 نماز کا منہی عنہ ٹھہرنا لازم آوے گا۔ العیاذ باللہ۔ یعنی جیسی عدم قربت صلوٰۃ
 کی ثابت ہے اُس حالت میں جس حالت میں شراب کی نشاء میں مصلیٰ مست رہے
 ایسی اباحت نکاح ما طاب لكم من النساء کی ثابت ہے اُس حالت میں جس حالت
 میں ناکح کو دو دو تین تین چار چار بی بی سے زیادہ نہوے۔ اور جس طرح سے
 مطلق حرمت شراب کا ثبوت اس آیت لا تقربوا النہم سے ثابت ہو کر دوسری آیت
 سے ثابت ہوا۔ اسی طرح سے حرمت نکاح محرمات کا ثبوت بھی اس آیت سے
 ثابت ہو کر دوسری آیت سے ثابت ہوا خذنا۔ نہم۔ اجماعی صاحب اس
 آیت کی شان نزول مافوق الاربعہ کے نکلنے کی حرمت و اہمیت ہر کافی۔ اور
 لفظ ما کی عمومیت مطلقہ کے دفعیہ کے لیے نہایت ہر شافی۔ کیونکہ شان
 تو اسکا یہ ہے کہ ایا م جاہلیت میں لوگ نو دس عورت اپنے نکاح میں رکھتے
 چنانچہ حضرت قیس بن الحارث رضی اللہ عنہ کے تحت میں آٹھ عورتیں تھیں اس لئے خدا نے
 تعالیٰ نے لوگوں کو اُس سے بچانے کے واسطے اور چار پر اختتام کرنے کے
 لیے فائیکھوا اطاب الخ فرمایا۔ جیسا تفسیر عباسی میں ہر دو کا نوا
 یتزوجون من النساء ما شاءوا التسعا وعشرا وکان تحت
 قیس بن الحارث ثمان نسوة فنهاهم الله عن ذلك۔ وحرم
 علیہم ما فوق الاربعۃ فقال فائیکھوا اطاب لكم فتزوجوا
 ما احل لكم من النساء مثنی وثلاث وربع۔ اور جیسا تفسیر طبری میں ہے

معدودات هذه العدد والحال يكون قيدًا للعامل فيكون
الاية نصًا في بيان العدد على كل حال - (تا) فكان غير
هذه المعدودات حرامًا تامل - وعلى هذا القياس تفسير ^{مقتضاه} من
ين يعبرت مندرج ہر - ان الاية ما سبقت الا لبيان العدد
المحلل لا لبيان نفس الحل لانه عرف من غيرها قبل نزولها
كتابًا وسنةً فكان ذكره هنا مقيد بالعدد ليس الا لبيان
قصر الحل عليه او هو الحل المقيد بالعدد لا مطلقا كيف
وهو حال مخاطب فيكون قيدًا في العامل وهو الاحلال
المفهوم من فاتكحوا - وايضا - عدم جواز ما فوق الاربع من
النساء ثبت بحديث ابن عمر ان غيلان بن سلمة الثقفي اسلم
واحد عشر نسوة في الجاهلية فاسلمن معه فقال النبي
صلعم امسك اربعًا وفارق سائرهن رواه الشافعي واحمد وابن
ماجه (تا) وعلى حصر الحل في اربع العقد الاجماع وقول
بعض الناس في مقابلة الاجماع باطل ولم يذهب
الى التعميد احد من اهل البدع ايضا فانه حصر الخواج
في ثمان عشرة والروافض في تسع - هشتم - اگر یہ آیت واسطے
بیان عدد کے منصوص نہ ہوے - تو قولہ تعالیٰ - لا تقربوا الصلوة
انتم سكارى سے قربت صلوة منہی عنہ ہوے - کیونکہ حیوا وانتم
سكارى سے حال لا تقربوا کا واقع ہر ویسا مثنی و ثلاث و رباع بھی

اسکے فان خفتم ان لا تقدلوا فواحداً کو ذکر کرنا۔ صاف اس پر والہی ہے
 کہ مافوق الاربعہ حرام ہے۔ **رفع دخل** اور اولی اجنبۃ مثنیٰ وثلاث
 ورباع کو اس پر قیاس کرنا۔ قیاس مع الفارق پر عمل کرنا ہے۔ کیونکہ آیت
 اولی اجنبۃ کے بعد مثل فان خفتم ان لا تقدلوا الخ کوئی جملہ مذکور
 نہیں۔ اور کوئی حدیث اس اجنبہ کی زیادتی پر معارض و مزاحم بھی نہیں بلکہ
 قرآن و حدیث موافق ہیں۔ اور آیت فاکھوا الخ میں زیادتی کھل چکی ہے
 و معارضت پر حدیثیں مذکور ہیں مذکور ہیں۔ یعنی مافوق الاربعہ کی حرمت
 پر حدیثیں وارد ہیں۔ فکیف یقاس هذا الایۃ علی ثلاث
 الایۃ۔ سوائے اسکے جملہ شرطیہ فان خفتم الخ بزرگ اس بات
 پر شہادت دیتی ہے کہ لوگ اگر چار سے بیشی نکاح کریں۔ تو عدالت شرعیہ پر
 قیاد نہیں ہونگے اس لیے خداوند تعالیٰ نے رباع تک کہہ کے اسکے بعد یہ
 جملہ شرطیہ کو بیان کیا جس سے لوگ اس حدیث کے وعید سے بچے۔
 قال رسول اللہ صلعم من کانت لہ امرأتان ہمیل مع احد
 علی الاخری جاء یوم القیمۃ ولحد شقیہ ساقط اخر جہنم
 سوائے اسکے یون بھی یہ بات عقل سے بعید اور انصاف سے دور
 ہے کہ ایک مرد سیکڑوں عورتوں کو نکاح کر کے لذت اٹھاوے اور عورتیں
 بیچارہ بن سیکڑوں دونوں کے بعد بھی اپنے شوہر کے وصل سے فصل میں رہیں
 کیا یہ انصاف ہے۔ بلکہ مقتضی الی الفساد و الزنا ہے ہرگز یہ امر شرعی نہیں ہو سکتا
 ہے۔ الا ما قد سلف اور چار تک کی تخمین جو اللہ اور رسولؐ نے کیا ہے

ولنا ان الاية نزلت في قيس (تا) فلما نزلت هذه الاية قال
 له رسول صلعم طلق اربعاً وامسك اربعاً (تا) فكان من النبي
 صلعم بياناً للآية وهو اعلم بمراد الله تعالى - وثالثهم - اگر اس
 آیت سے مافوق الاربعہ یعنی سیکڑون نکاح ہر امت کے واسطے حلال ہوتے۔
 تو خداوند تعالیٰ جناب رسالت مآب صلعم کی شان میں کہ لا یحمل لك النساء
 من بعد ہرگز نہ فرماتا۔ کہ امت کو نکاح کے ماوے میں نبی پر فضیلت دینا
 لازم آتا۔ کیونکہ اس سے جناب آنحضرت صلعم کو نبی بی سے زیادہ نکاح کرنا
 حرام ہونا ثابت ہو۔ اس لیے تفسیر جلالین میں یوں لکھا ہو کہ لا یحمل بالنساء
 والیاء لك النساء من بعد بعد التسع اللاتی اخترناک۔ اور
 علیٰ ہذا القیاس تفسیر عباسی میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہو کہ لا یحمل لك النساء
 تزویج النساء من بعد هذا الصفة ویقال من بعد لسانك
 التسع وكانت عندك تسع لسوة الخ۔ اور علیٰ ہذا القیاس تفسیر ضیائی
 میں یوں لکھا ہو کہ لا یحمل لك النساء بالیاء لان ما کیف الجمع غیر
 حقیقہ وقرأ البصر یون بالنساء من بعد بعد التسع وهو فحقه
 کا الاربعہ فی حقنا الخ۔ بالفرض اگر نو سے زیادہ حلال ہونا بھی ثابت
 ہوے۔ تو بھی امت کے نکاح کو ان کے نکاح پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہو کہ وہ
 مخصوصات النبی میں سے ہو کر مانتے تھے ذکرہ۔ یا تو چوتھم اجماعی صاحب فقط سیاق
 و سباق عبارت سے بھی مافوق الاربعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہو۔ کیونکہ خداوند
 تعالیٰ کا کثرت نکاح کی رو میں مثنی و ثلاث و رباع پر ختم کرنا۔ اور بعد

العیاذ باللہ۔ چہارم و ہم۔ اجماعی صاحب تم اگر میری بات کا قاضی شو کانی کے
مقابلہ میں اعتبار نہیں کر سکتے ہو نہ کرو۔ لیکن مفسرین کی تفسیروں پر تو اعتبار
کرو گے انھوں نے مافوق الاربع کو حرام لکھا۔ مگر ذکر لا۔ اگر انکا بھی
اعتبار نہ کرو تو ابن ماجہ کی حدیث کا تو اعتبار کرو گے۔ انھوں نے حدیث مذکور میں فقال
النبی خذ منهم اربعاً لکھا۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو ضرور رئیس المحدثین امام
سکا تو اعتبار کرو گے انھوں نے اپنی صحیح بخاری میں باب لا ترویج الا کثر
من اربع لقولہ تعالیٰ مثنی وثلاث ورباع لکھا۔ پھر دوسرا جگہ میں
ابن عباس سے یہ روایت کیا۔ قال ابن عباس ما زاد علی اربع فہو
حرام کما وہ وابنتہ واختہ۔ الخ۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو انکے تافذ
امام احمد بن حنبل رحمہ کا تو اعتبار کرو گے۔ انھوں نے اپنے مسند میں حدیث
فقال النبی اختر منہن اربعاً کو لایا۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو ابن
ابی شیبہ کا (جو عمدہ ترین متانیخون سے صحاح کے ہیں) اعتبار کرو گے
انھوں نے بھی حدیث اختر منہن اربعاً کو روایت کیا۔ اگر انکا بھی اعتبار
نہ کرو تو بخاری کے استاذ کے استاذ امام شافعی رحمہ کا تو اعتبار کرو گے
انھوں نے بھی حدیث عن نوفل بن معاویہ قال اسلمت وتحتی خمس
لنسوة فقال النبی صلعم اسک اربعاً وفارق الاخری کو
روایت کیا۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو انکے استاذ امام محمد رحمہ کا تو اعتبار
کرو گے۔ انھوں نے انے موطاء میں اپنے استاذ امام مالک رحمہ سے حدیث
اسک منہن اربعاً وفارق سائرہن کو لکھا۔ اگر انکا بھی اعتبار

وہ حسن ہے اس جہت سے کہ عورتیں سبب حیض و نفاس و ولادت و حمل و استحاضہ وغیرہ پر وقت قابل صحبت مرد باقی نہیں رہتی ہیں۔ ایسے چار تک جائز رکھا۔ اور اس سے کثرت میں عدم عدالت کی خرابی اور عورتوں کے حق میں سبب عدم وصل مراد می ظلم و تعدی مقصور ہے۔ ایسے شرائع میں قبلنا اس مادے کے اس شریعت بیضار میں منسوخ ہو گئے۔

دوازدہم۔ اجماعی صاحب اگر غور کر کے دیکھو یہ مثنی و ثلاث و رباع چند مانع عمومیت لفظ ما کا بھی نہیں۔ کیونکہ اس ما کی عمومیت اس آیت میں حسب محاورہ من وجہ ثابت ہے کہ ایک سے لے کے چار تک نکاح کی عمومیت ثابت ہے جیسا لوگ اپنے دشمنوں کو مارنے میں بولتے ہیں جسکو پاؤں سکوارو

مثلاً اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے۔ کہ سارے جہان کے لوگوں میں سے جسکو وہ پاؤں مارنا لازم آوے۔ بلکہ جسقدر کو مارنا مشکلم کا مافی الضمیر حسب مقتضائے حال ہے اسی قدر کی عمومیت مخاطب کے لیے ثابت ہے۔ اور ناظر ہر نہیں۔ کہ ہر جگہ مخاطب حسب فہم مخاطب کے خطاب کرتا ہے۔ اور بیان مخاطب بالوحی رسول کریم صلعم ہیں انھوں نے منشاء خطاب کو خوب سمجھ کر مافوق الاربعہ کو حرام کر دیا۔ پھر دیگر ان را کہ میرسد۔

سینزدہم۔ اگر اس آیت سے مافوق الاربعہ حلال ہوئے۔ تو رسول خدا صلعم کو ظالم و بے انصاف ہونا لازم آوے۔ کیونکہ انھوں نے جب کسی کو کثیر الزواج پایا۔ تب اسکو چار چار بی بی رکھ کر باقیوں کو چھوڑنے کا حکم فرمایا۔ (کما عرفتم) کیا رسول صلعم نے اس جواز شوکانیہ کو نہیں سمجھا تھا۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله (تا) وان اقتصى شفر
 على ستين وسبعين فرقة كلها في النار الا واحد ثم وهى جماعة
 خرجه ابن ماجه - ولقول النبي صلى الله عليه وآله الزموا الجماعة - وعليكُم بالجماعة
 تتبعوا السواد الاعظم - اور قول شافہ کے اختیار کرنے سے جہنم میں نجاؤں
 لقول النبي صلى الله عليه وآله من شذَّ شذَّ في النار - بلکہ جو شخص جماعت کو توڑنا
 چاہے اسکو قتل کریں لقول النبي صلى الله عليه وآله من اتاكم واهلكم جميعا على
 رجل واحد يريد ان يشق عصاكه ويفرق جماعة عتلكم فاقتلوا
 اخرجه مسلم - اجمی صاحب اگر جمہور کی مخالفت پر باپ بھی حکم کرے تو بھی عمل
 نہ کرنا چاہیے - پھر قاضی شوکانی کو کون پوچھئے - لقولہ تعالیٰ - وان جاهدوا
 لنشر الاسلام ما لیس لک بہ علم فلا تطعموا -
 مفہد ہم متفق علیہ بات یہ کہ نہ ضمون اذا اجتمع الحلال والحرام
 غلب الحرام - جہاں کہیں علت و حرمت میں معارضہ واقع ہوے تو حرمت
 کی ترجیح ہوے - اسلیے سلم الثبوت میں یہ شرح بحر العلوم یہ عبارت لکھی ہوئی ہے
 اذا اشتبهت المنکوحۃ بالاجنبیہ اذا دخل امرتان فی بیت
 وقد زوج احدیہما الوکیل ولا ینف الزوج بعینہا وقد ما
 الوکیل حرمت المنکوحۃ لان الکف عن الحرام وحی وطلی الاجنبیہ
 واجب وهو بالکف عنہما جمیعاً للاشتباہ ومن ہما اشتہر
 الحلال والحرام لا یجتمعا الا وقد غلب الحرام -
 مسجد ہم - اگرچہ بعض روایات نے اس میں ثلاث و رباع سے باعتبار مجموع

نہ کرو تو اجماع کا تو اعتبار کر لو۔ اجماع تو حلت اربع کے دوسرے پر معتقد ہو چکا۔۔۔
 چنانچہ تفسیر نظری میں ہجو۔ وعلیٰ: حصر الحل فی اربع العقد اجماع
 وقول بعض الناس فی مقابله اجماع باطل ولم یدھب الی
 التعمیم احد من اهل البدع ایضاً فانہ حصر الخواارج فی
 ثمان عشر۔ والروافض فی تسع۔ اگر اجماع کا کبھی اعتبار نہ کرو تو سنت
 کا تو اعتبار کرو گے۔ سنت سے تو مافوق الاربع جزم ہو چکا۔ باوجود ان باتوں
 کے مافوق الاربع کو حلال جاننا۔ احادیث نبویہ، مذکورہ کو تکذیب کرنا۔ اور انہی
 تکذیب کرنا یقیناً ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔ چہرہ پر یہ تو کون سے گفتگو کرنا ایسا۔
 اسی حضرت اس منہ سے پھر عمل بالحدیث کا دعویٰ بھرنے لگیا۔
 یا تروہم۔ اجماع صاحب طرفہ معاملہ تو یہ ہجو کہ تمہارے قاضی شوکانی بھی تو اپنی کتاب
 در بحیثین اس عبارت و یحرم علی الرجل (تا) وما زاد علی العدد المباح للحرم والعبد مافوق
 کو جزم لکھا۔ پھر بقول تمہارے وطن الغلام میں حلال لکھا۔ تو تناسق قطعی
 ثابت ہو گئی۔ اسی طرح کے تناقضات پر ناز ان ہو کر عمل کرنا اور اسکی دلیل لانا
 شہوت پرستی نہیں تو کیا۔ شتا تروہم۔ ناظا ہر نہیں ہجو کہ چنان کہیں اختلاف
 وفتنہ واقع ہوئے۔ تو وہاں دیکھنا چاہیے۔ کہ جمہور کس طرف ہے۔ جس طرف
 جمہور ہے اسی طرف کو اختیار کرنا چاہیے۔ لقول النبی صلعم عن النس بن
 مالک یقول سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان امتی لا یجتمع
 علی ضلالة فاذا رایتہم اختلفا فاعلیکم بالسواد الاعظم۔
 اخرجہ ابن ماجہ۔ ۲۹۲۔ ولقول النبی صلعم عن النس ابن مالک

عمر بن العاص قال حدثت ان رسول صلعم قال ان صلوة الرجل
 قاعدا على نصف الصلوة قال فائتته فوجدته يصلي جالسا وضعت
 يدي على راسه فقال مالك يا عبد الله بن عمر قلت حدثت يا
 رسول صلعم انك قلت صلوة الرجل قاعدا على نصف
 الصلوة وانت تصلي قاعدا قال اجل وللي لست كاحد منكم
 اخرجہ مسلم و مالک و الترمذی و النسائی کذا فی التبیان ۲۷۔ چوتھی یہ تحریر بالفرض
 اگر یہ آیت کل احتمالات مذکورہ کا شامل بھی ہو تو بھی مافوق الاربعہ حرام تحریر
 ایسے کہ قول النبی صلعم مثل حدیث عسئیلہ کے اس آیت کا بیان پڑا۔
 وهو اعلم به اذ الله تعالى فكيف يختلف عنه۔

تنبیہ ای مؤمنو غیر مقلدین کی حرکت سے عبرت و خبرت پکرو۔ اسی مسلمانوں لائے ہوئے
 کی شرارت سے خبردار اور متنبہ ہو جاؤ۔ کہ مبضمون آیہ ویریدون ان تفسلوا
 السبیل یہ لوگ فقط دھوکا دینے اور گمراہ کرنے کی نیت سے عمل باحدیث کا
 دعویٰ کرتے ہیں۔ اور مبضمون آیہ یرضونکم یا فواہم و تابی قلوبہم
 بان سے خوش کرنے کے لیے بہت کچھ کہتے ہیں۔ حقیقت میں عمل باحدیث والقرآن
 کا غرض نہیں رکھتے ہیں۔ کیونکہ قرآن حدیث و صحابہ و قول صحابہ و قول ائمہ اربعہ ہندین
 و قول ائمہ محدثین وغیرہم کلمہ اجمعین جو بالفقہ منقول ہے ایک طرف۔ اور قول
 شوکانی و مشکہ کا ایک طرف باوجود اسکے ان لوگوں نے قول شوکانی پر عمل کیا۔
 اور قرآن و حدیث وغیرہا کا اتباع نہ کیا۔ پھر عمل باحدیث والقرآن کا دعویٰ
 کیا کیونکہ صحیح ہوا خذہا۔ اسی غیر مقلد و۔ بڑی عبرت و خبرت کی جگہ ہے۔

کے یعنی $۲ + ۳ + ۴ = ۹$ تو تک مراد لیا۔ اور اس پر رسول خدا صلعم کے
 نو نکاح کو دلیل لایا۔ اور خوارج نے باعتبار مجموعہ تکرار یہ کے یعنی $۲ + ۲ = ۴$
 اور $۳ + ۳ = ۶$ اور $۴ + ۴ = ۸$ اٹھارہ تک مراد لیا۔ اور اکثر شہوت
 پرستوں نے بمضمون کُلّ شئی الی اصلہ اس کی طرف مائل کیا۔ لیکن اس غیر متبی
 باتوں سے ہوتا کیا۔ اور بگڑتا کیا۔ سوائے اسکے باعتبار ضرب کے۔ اور ایک احتمال
 ۲۹ تک کا ہے کیونکہ $۲ + ۲ = ۴$ اور $۳ + ۳ = ۶$ اور $۴ + ۴ = ۸$ اور $۵ + ۵ = ۱۰$
 حاصل ہوتا ہے ہر کیف بطلان انکا کئی وجوہوں سے ظاہر ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ
 جب بقول تھارے لفظاً ما عام ہے مافوق الاربعۃ کو شامل ہے تہ مافوق التسع
 اور مافوق ثمان عشرہ اور مافوق تسع عشرہ کو بھی شامل ہے پھر تمہارا تو یا اٹھارہ یا
^{۲۹} آٹیس مراد لینا کیونکر صحیح ہو اچھے بھلا مراد لینا صحیح ہو۔ تو مراد لینا کیونکر صحیح نہ ہو۔ دوسری یہ ہے کہ یہاں
 جمعیت وغیرہ کا اعتبار کرنا۔ عدم محاورہ دانی پر اقرار کرنا ہے کہ یہ مقابلہ مجمع ^{۵۹}
 بالجمع سے انقسام الاحاد علی الاحاد لازم آتا ہے۔ نہ جمعیت مراد ہوتا ہے کہ نفس المظاہر
 فان مقابله الجمع بالجمع یقتضی انقسام الاحاد علی الاحاد۔
 میرے یہ ہے کہ نو نکاح رسول صلعم کا مخصوص بالرسول صلعم ہے اس پر نکاح امت کو
 تیس بنین کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اگر ہر ہر بات میں فعل نبی پر قیاس کرنا درست ہوتا تو خدا
 تعالیٰ انکی شان میں ہر وہبہ وغیرہ تک کے ماوے میں خالصہ لاکھن دون
 المؤمنین۔ از واجہ امہات المؤمنین۔ فلا تنکحوا از واجہ
 من بعدہ ابدًا۔ وغیرہ تک فرماتا۔ نہ خود رسول خدا صلعم حدیث عمرو بن لعل
 میں اجل ولكنی لست کا حد منکم فرماتا۔ پوری حدیث یہ ہے عن

عند اہل العلم ان لا یجمع بین الصلوٰتین الا فی السفر و بعرقہ و خص بعض اہل العلم من التابعین فی الجمع بین الصلوٰتین للریض و یقول احمد و اسحق و قال بعض اہل العلم یجمع بین الصلوٰتین فی المطر و یقول الشافعی و احمد و یقول و لم یر الشافعی للریض ان یتجمع بین الصلوٰتین اخرجه الترمذی ص ۲۷۰ پھر تم لوگون کو بلا عذر جمع کرنے کو درست کہنا اس حدیث کی صریح مخالفت کرنا ہے۔ اور کسی میں کیا نفع و ضرر ہو عوام کو بہائم کی طرح اصلاح دریافت نہ کرنا۔ کیونکہ بر تقدیر جواز کے عمل بالمباح ہوتا مسکین نفع و ثواب مند و نہیں۔ و بر تقدیر عدم جواز کے گناہ کبیرہ میں گرفتار ہو کر معذب ہوتا ہے مسکین ضرر متقین ہے۔ اور ترمذی کی روایت قول النبی ص ہجری اور مسلم کی روایت قول ابن عباس رضی عنہ۔ اور تم لوگون کے عقائد میں قول صحابہ رضہ حجت نہیں ہوتا ہے پھر قول نبی کے مقابلہ میں قول بعض صحابہ کا کیونکر حجت ہوئے

فافتراق الفرق فرقا جلیا۔ وقع دخل اگرچہ۔ و ہو ضعیف عند اہل الحدیث ضعف احمد وغیرہ۔۔ یہ ظاہر یہ حدیث ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ انا فی الحقیقت اسکے نیچے کی عبارت سے اور اور مفصل الذیل کی روایتوں سے بہت ہی قوی ہونا اس حدیث کا متحقق ہے۔ کیونکہ کوئی اہل حدیث بلا عذر و نماز کو جمع کرنے کی طرف نہیں گیا۔ حتیٰ کہ وہی احمد رحم نے جس نے اس روایت کو باعتبار اسناد کے ضعیف کہا۔ خود انھوں نے بیماری اور مطر اور سفر کو اسی روایت میں جمع کرنے کا سبب گردانا۔ پھر بلا عذر جمع کرنے کا حکم نیست و نابود ہو گیا باقی کہاں رہا۔ اور مسلم کی روایت سے بلا عذر جمع درست ہونا ثابت ہے۔

احولہ مذہب بہت ہی بصارت و ہدایت کا محل ہے دیکھو غور کرو کہ قرآن وحدیث
وفعل صحابہ وقول صحابہ وقول ائمہ مجتہدین و آئمہ محدثین کلمہ اجمعین کا ایک
طرف۔ اور قاضی شوکانی کا قول ایک طرف۔ اجماع اب کس طرف ہو جائیو
اپنے نفس کو۔ بکھر کبھی عمل بالحدیث کے دعویٰ سے دھوکا نہ دو غیر کو۔ اور
حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ۔ اور حتی المقدور حق کو نہ چھپاؤ۔ لقولہ تعالیٰ۔
لَا تَلْبَسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ اجماع صاحب
جب تم غیروں کو عمل بالحدیث کرنے کو نصیحت کرتے ہو۔ پھر اپنے کو اُس سے
محروم رکھ کر کیوں فضیحت اُٹھاتے ہو۔ اور اتنا ہروں الناس بالبر و
تلتسون انفسکم کو کیوں تلاوت نہیں کرتے ہو۔

سوال ششم۔ ظہر وعصر کی نماز کے جمع کرنے میں اور مغرب وعشاء کے
جمع میں صحیح مسلم میں صریح یہ حدیث آئی ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول
الظہر والعصر جميعًا والمغرب والعشاء جميعًا في غير خوف
ولا سفر اخرجه مسلم ۴۷۔ پھر حنفیوں کا مانع کرنا جمع کرنے کو حدیث مذکورہ
کی صریح مخالفت کرنا ہے۔

جواب بمثلہ۔ بغیر عذر کے دو نماز کے جمع کرنے میں جو گناہ کبیرہ ہے وہی
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ترمذی میں صریح یہ حدیث مروی ہے۔ عن ابن عباس رضی
عنہما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يجتمع الصلواتين من غير عذر فقد
آتی بابا من ابواب الکبائر۔ قال ابو عیسی وحسنہذا هو ابو ابو علی
الرجبی وہوقیس وہوضیف عند اہل الحدیث شتتہ احمد وغیرہ والعلم علی ہذا

دیکھو چوتھا۔ یہ ہجرت اس روایت کو نہ امام اعظم رحمہ اللہ نے لیا نہ امام مالک رحمہ اللہ نے لیا نہ امام شافعی رحمہ اللہ نے لیا نہ امام
 ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے لیا۔ اہل سنن نے کسی نے نہیں لیا پھر اس پر عمل کیا تو کیا ہو گا اور ان پر گونج جس نے جمع کو دست بٹا
 عذر کے ساتھ درست رکھنا نہ بلا عذر کے ساتھ بیاختیوان۔ یہ ہجرت اس روایت کو اعتبار کر و۔ تو
 باب النبی عن تأخیر الصلوۃ عن قتلہا۔ کو جو صحیح مسلم وغیرہ میں ہے۔ اور اسی باب کی کسی روایت میں
 یؤخرون الصلوۃ عن قتلہا اگر کسی میں لیتوں الصلوۃ عن وقتہا ہے۔ کیا کبھی گاجب
 فقط تأخیر میں لیتوں ہے۔ تب وقت نکلیا سنے سے کیا لفظ
 استعمال کبھیگا۔ چھٹا۔ ان یہ ہجرت اگر بن عذر کی روایت کو صحیح جانتے تو کل
 حدیثیں صحاح کی جو باب المواقیب میں ہیں انکو غیر صحیح مانو۔ بلکہ مخرقات سمجھ لو۔
 العیاض۔ ان لوگوں میں سے ہجرت ابن سعد رحمہ اللہ کی اس روایت نے جسکو سوا
 ترمذی کے بھرنے لیا۔ مسلم کی روایت مذکور سے کوشش و غلاشی کر دیا۔ وہ
 روایت یہ ہے عن ابن سعد رحمہ اللہ قال ما رأیت رسول صلعم صلی صلوۃ
 لغیر میقاتا الا صلوۃ تین جمع یان المغرب والعشاء بالزہد دلفۃ
 وصلی الجفر لیمس قبل میقاتا اخرجہ الخمسۃ الا الترمذی کذا فی التیسیر ۲۳۔
 تنبیہ یہ روایت سب روایتوں پر بخاری و معتبر ہجرتی وجوں سے۔ ایک تو یہ ہجرت
 کہ اسکو صاحبان صحاح کے عمدہ ترین مشائخون کے استاذ امام اعظم رحمہ اللہ نے لیا۔
 دوسری یہ ہجرت کہ اسکو پانچ صاحبون صحاح نے لیا۔ تیسری یہ ہجرت کہ جب یہ روایت
 غیر حنفیوں کی کتابوں میں بھی ساتھ صحت اور اتفاق کل محدثین کی پائی گئی۔
 تب یہ واجب العمل ٹھہری۔ جب یہ واجب العمل ٹھہری۔ تب مسلم کی روایت ہبہا متشور
 کی طرح اٹھ گئی۔ الحق لعلو ولا یعلیٰ اٹھوان یہ ہجرت اگر ابن عباس سے

طرقہ تویہ ہجرت کے دو وزن روایت مسلم اور ترمذی جو باہم متضاد ہیں ابن عباس رضی
 ہی سے مروی ہیں۔ اب کسکو صحیح کسکو غیر صحیح جانئے۔ ذرا بتاؤ دیجئے۔ یا
 نقارض کے قاعدے سے دو وزن کو سا قضا الاعتبار کیجئے۔ یا ازراہ انصاف
 کے قول النبیؐ کو قول صحابہ پر ترجیح دیجئے۔ اور کبھی اسطرح کا سوال زبان پر نہ لائیے
 کیا حضرت یہ عقل تجویز کرتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی نے ایسی دو روایت متضادہ
 کو روایت کیا۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ معاندین اسلام کی کار گزاریاں ہیں کہ یہ لوگ
 کمین میں بیٹھ رہتے ہیں۔ جب فرصت و قابو پاتے ہیں۔ بمضمون۔
 ولکن قلم در کف دشمن است۔ بہت کچھ رطب و یابس بزرگان دین کی طرف منسوب
 کر رکھتے ہیں۔ اور متعصبین متاخرین ان باتوں پر پھرتے ہیں۔ اجمی صاحب
 مسلم کی روایت کے ضعف اور عدم اعتبار اور ترمذی کی روایت کی ترجیح و تقویت
 سیکڑوں طرح سے ثابت کر سکتا ہوں۔ ایک انہیں سے یہ ہے کہ ترمذی اپنی سنن
 کے باب العدل میں لکھتے ہیں کہ ہماری جتنی حدیثیں اس کتاب میں ہیں وہ سب
 سب معمول بہ ہیں مگر دو حدیث ایک انکی یہ حدیث ابن عباس رضی ان النبی صلعم
 جمع بین الظهر والعصر بالمدينة والمغرب والعشاء من غیر خوف
 ولا سفر ولا مطر الخ۔ جب ترمذی ایسے بزرگ نے اس روایت کو غیر معمول بہ
 ٹھہرایا۔ پھر وہ معمول بہ کیونکر ہوگی۔ دوسرا یہ ہے کہ اس روایت کی عدم صحت
 کی دلیل بخاری وغیرہ کا نہ لینا بس کرتا ہے۔ تفسیر یہ ہے کہ یہ روایت رافضیوں کی
 سیکی ہے۔ عجب نہیں کہ مسلم رحمہ نے حالت منور میں کسی رافضی فقیہ کو سنا کہ اسکو سن لیا
 یا اگلے راوی نے سن لیا۔ چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ میں اسطرح کی کیفیت بہت لکھی ہوئی ہے

انہ کان اذا عجل عليه السفر يوخر الظہر الى اول وقت
 العصر يجتمع بينهما ويؤخر المغرب حتى يجمع بينهما وبين العشاء
 بين تغيب الشفق اخرجہا مسلم ص ۱۲۰ - وکچھ اس طرح کی روایتیں
 سے ابن مسعود کی روایت کی تقویت ہوتی جاتی ہے۔ اور مسلم کی روایت
 اخیرہ بالا کی تضعیف - **وسوان** - یہ ہجر اگر دو نماز کو جمع کرنا
 درست ہوتا۔ تو رسول صلعم یوم الخندق میں کفار کے سب سے عصر کی
 نماز نہ پڑھنے پانے کی جہت سے کفار کو بدو عاتہیں کرتے۔ عن علی رضی
 ان رسول صلعم قال یوم الخندق جسوناعن صلوٰۃ الوسطی
 صلوٰۃ العصر ملاء الله بیوتهم وقبورهم نارا متفق علیہ کذا
 فی مشکوٰۃ ص ۲۲۰ - ایضاً فی ابو داؤد ص ۵۹ - گیارہ **ھوان** یہ ہجر
 کہ اگر دو نماز کا جمع کرنا جائز ہوتا تو یہ آیت حافظہ علی الصلوات
 والصلوٰۃ الوسطی ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتبا
 موقوتاً - نازل نہیں ہوتی۔ **بار ھوان** یہ ہجر کہ اگر جمع کرنا
 درست ہوتا۔ تو رسول خدا صلعم اس میں وہی علیہم صاؤن فرماتے عن قسطن
 قاض قال قال رسول الله صلعم ینزل علیکم امراء من بعدی یؤثرون الصلوٰۃ فلیکم وہی
 بینہم فی اموالہم ماکملوا القبلة کذا فی مشکوٰۃ ص ۲۳۰ **تیر ھوان** یہ ہجر کہ اگر
 جمع کرنا دو نماز کا درست ہوتا تو نبی صلعم اس - آیت میں فصلوا
 الصلوٰۃ لوقتہا نفراتے کہ مملوا اس ہجر او میحب امر کا وجوب ہجر
 اور جمع میں سلب معنی وجوب کا لازم ہے۔ عن عبادہ بن صامت رضی

مسلم کی یہ روایت صحت کی پہنچتی۔ تو پھر یہ روایت وہی مسلم و بخاری و ترمذی و مالک و شافعی و ابو داؤد و ابن ماجہ و ہی ابن عباس رض سے منوئی پاتی کہ باہم مخالفت نہ تھی۔ عن ابن عباس رض قال صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ سبعا ثمانا الظهر والعصر والمغرب والعشاء قال ابو ایوب لعلہ فی لیلۃ مطیرۃ قال عسی اخرجہ السنۃ وزاد فی الروایۃ للشیخین قبل اللہ اے عن ابن عباس اظنہ اخر الظهر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء قال وانا اظن ذلك۔ وفی اخری سلم علیہ الظهر والعصر جمیعا والمغرب والعشاء جمیعا من غیر خوف ولا سفر وقال مالک امری ذلک فی المطر کذا فی التیسیر^{۲۲}۔ دیکھو اس روایت سے ساری باتوں کا تصفیہ ہو گیا کہ جہاں کہیں جمع کی صورت نظر آئے۔ وہاں کچھ نا کچھ سبب یا تاویل یا جمع صوری متحقق ہوئیں۔ پھر بلا عذر جمع کرنے کی صورت کہاں پائی گئی۔ نو آن۔ یہ بھی کہ مسلم وغیرہ میں بھی کہ جب رسول خدا صلعم سفر کا ارادہ فرماتے۔ تو ظہر کی تاخیر اور عصر کی تعجل اس صورت پر کرتے کہ ظہر کی نماز سے فراغت کرنے تک عصر کے اول وقت آجاتا۔ تب عصر کی بھی نماز پڑھ لیتے۔ اس جمع صوری کو۔ جمع حقیقی سمجھ کر راویوں نے روایت کیا۔ اس طرح کی خطائی الفہم نے یہ سب اختلافات پیدا کر لیا۔ عن انس رض قال کان النبی صلعم اذا اراد ان یجمع بین الصلوٰتین فی السفر اخر الظهر حتی یدخل اول وقت العصر ثم یجمع بینہما۔ ایضا فیہ عن انس رض عن النبی صلعم

عن یحییٰ بن سعیدان عمر بن الخطاب رضی التصرّف من صلوة العصر
فلقہ رجل کم یشہد العصر فقال ما حبسک عن صلوة
العصر فذکر الرجل عنہ فقال له عمر طفت اخرجہ بالک
نہ موطاہ ص ۱۰۰۔ معنی طفت کے کم کرنا یا گھٹانا یا ناقص کرنا ہے جیسا
زرتانی وغیرہ میں ہے۔ عن ابی یحییٰ قال کنا مع بریدہ فی غزوة فی یوم
ذی غیمہ فقال بکثروا۔ (اسرعوا) یصلوۃ العرفان النبی صلعم
قال من ترک صلوة العصر فقد حبط عملہ اخرجہ البخاری ص ۱۰۰۔
وایضاً فی ابن ماجہ۔ وایضاً فی عقود الجبرۃ ص ۵۵۔ سوطی ص ۱۹۔ یہ ہے کہ
اگر دو نماز کو جمع کرنا حکم رسول صلعم کا ہوتا تو پھر رسول صلعم حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کو ہرگز یوں نفرماتے کہ اے علی تین خیر کو تاخیر مت کرو۔
ایک تو نماز جب وقت آجائے۔ دوسرا جنازہ جب حاضر ہو جاوے۔
تیسرا زن بیوہ کا نکاح جب کفو ملجاوے۔ عن علی رضی ان النبی صلعم
قال له یا علی ثلاث لا توخرہا الصلوة اذا انت ولجنازة
اذا حضرت ولا یم اذا وجدت لعلک فوا اخرجہ الترمذی ص ۲۲۔
سقطی ص ۱۰۰۔ یہ ہے کہ جب دو وقت کی نماز کو جمع کر کے پڑھنا بھی تمھارے
مذہب میں درست ہے۔ تو پھر ظہر کی نماز کو دو مثل تک پڑھنے میں ناجائز سمجھو
کیون شور و شغب کرتے ہو۔ اور امام اعظم رحمہ کی شان میں طعنہ زن ہو
کیا یہ بے شرمی نہیں۔ کچھ بھی تو شرما جاؤ۔ بالکل بے حیاست بنو۔ بلکہ
الحیاء شعبۂ من الایمان کو دیکھو۔ کیون خواہ سخواہ عمل بالحدیث

قال قال رسول صلعم۔ انما سيكون عليكم اجدى احرأ
 اشغلهم اشياء عن الصلوة لوقتها حتى يذهب وقتها
 فصلوا الصلوة لوقتها الخ اخرج ابو داود وصححه۔ چو وهو ان
 یہ ہجرت قال رسول اللہ صلعم قال اللہ عز وجل الی فرضت
 علی امتک خمس صلوات وعهدت عندی عہدا
 انہ من جاء يحافظ علیہن لوقتہن ادخلته الجنة ومن
 لم يحافظ علیہن فلا عہد لہ عندی (تا) ہذا من غیر الحدیث
 اخرج ابو داود وصححه۔ دیکھو اس روایت میں خداوند تعالیٰ کی افرماناں
 اور فلا عہد لہ عندی کے وعید سے ڈرو۔ ایماندار بن جاؤ۔ زندیقانہ
 طرز کو چھوڑ دو۔ غیر صحیح حدیثوں کو چین چین کرنا نہ چل کرے اور کرانے
 سے حدیث ضلوا واضلوا کا مصداق نہ بن جاؤ۔ کم ذات کی طرح
 بزرگوں پر طعن مت مارو ۵ کم ذات بزرگ شود رنج دید دوست را۔
 آنا چو پخت شود پاره کند پوست را۔ پسند نہو ان یہ ہجرت اگر وہ روا
 مسلم کی صحیح ہو۔ تو یہ روایتیں منسوخ ہوں۔ حالانکہ کسی نے انکو
 منسوخ نہیں کیا۔ عن ابن عمر رض ان رسول صلعم قال الذی
 تقوته صلوة العصر کالتأ وتراہلہ ومالہ۔ اخرجہ مالک فی
 الموطاہ ص۔ ایضاً فی ابو داود وصححه۔ ایضاً فی البخاری ص۔
 وایضاً فی العقود الجواہر وغیرہ ص۔ وتراہلہ ومالہ کے معنی
 جھٹل کرنا ہونا یا گھرو بارٹ جانا وغیرہ ہجرت۔ کہذا فی البخاری والزرقانی۔

و به یقول سفیان بن الثور بن اخیڑہ الترمذی ^{۳۳}۔ دیکھو اس روایت کو کہ پہلی رکعت میں پڑھ کر تکبیر نہ پڑھیں ایک تو تکبیر تحریمہ کی اور ایک رکوع کی باقی پچھپن تین۔ اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں ہیں انہیں سے ایک رکوع کی باقی تین۔ یہ علم ہے تکبیریں عید کی ہیں۔ دیکھو اور غور کرو کہ اس روایت پر محل اہل کوفہ کا عمل ہے۔ من مکمل (تا) ان عید بن العاص سال اباموسی الاشعری و حذیفہ بن الیمان کیف کان رسول اللہ صلی علیہ وسلم یکبر فی الاضحیٰ والفطر فقال ابو موسیٰ کان یکبر اربعاً تکبیرۃ تلے الجنازۃ فقال حذیفہ صدق فقال ابو موسیٰ کذلت کنت التبرۃ لبصرۃ حیث کنت علیہم والیا اخرجہ ابوداؤد و بیہو اس روایت کو کہ ہر دو رکعت میں چار چار تکبیریں مثل تکبیرات جنازہ کے ہیں۔ انہیں سے دو تکبیریں رکوع کی ہیں باقی چھ تکبیریں عید کی۔ اور دیکھو کہ حبوت حضرت ابو موسیٰ الاشعری بصرے میں والی تھے اسوقت ہزاروں صحابہ کے روبرو چھ تکبیر کے ساتھ عید کی نماز پڑھاتے تھے۔

سوائے اسکے قبل پائش گل صاحبان صحاح کے امام محمد رحمہ نے اپنے موطا میں یہ عبارت لکھی اختلف الناس فی التکبیر فی العیدین فما اختلفت بہ فهو حسن و افضل ذلک و ما روی ابن مسعود انه کان یکبر فی کل عید تسعا خمسا و اربعاً فیہن تکبیرۃ الافتتاح و تکبیرۃ الركوع و یوالی بن القرائین

کا دم بھرتے ہو۔ حالانکہ زندیقوں کا کام کرتے ہو۔ کیا ان حدیثوں کو حدیث نہیں جانتے ہو۔ فقط ایسی روایت مسلم کو حسب خواہش نفس اپنے کے پاکی حدیث سمجھتے ہو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ اجماع خدا کے واسطے عبد اللہ بن سبائی کا رخنہ اسلام میں مت ڈالو۔ آخر ایک دن مناجات خدا کو منجھو دکھانا ہو۔

سوال ہفتم۔ اجماعی صاحب تہذیب فقہ کے ہر مسئلہ کی حقیقت صحاح وغیرہ سے ثابت کرنے کا داع کرتے ہو۔ پہلا سیدین کی چھ تکبیریں کو تو صحاح وغیرہ سے ثابت کر کے دکھلاؤ تب جانو کیونکہ صحاح وغیرہ میں تو کہیں چھ تکبیریں ذکر تک بھی نہیں۔ ہاں کسی روایت میں تیرہ اور کسی میں بارہ اور کسی میں آٹھ وغیرہ ذکر ہیں۔ پھر تمہارے حنفیوں نے چھ تکبیر کہاں سے نکالی۔

اگر اب اجماعی صاحب تمہاری حالت تو مکمل الحمار مجمل اسفار کی طرح ہو۔ دور کیوں جاؤ۔ تمہاری روایتوں کے اندر جوڑو کی روایت ہو۔ وہی روایت عین چھ کی ہو۔ لیکن بعض روایات علی البصائر غشاوۃ تہذیبیہ کے زوان سے چھپی۔ اجماعی ایک اٹھ تکبیر اشتیاح کی اور دو تکبیر رکوع کی کافی ہیں چھ تکبیریں وہ عید کی وہ روایت یہ ہے عن ابن مسعود انہ قال فی التکبیر فی العیدین تسع تکبیرات فی الرکعة الاولیٰ خصل تکبیرات قبل القراءة و فی الرکعة الثانیۃ یبدأ بالقراءة ثم یکبر اربعاً مع تکبیرة الركوع وقد روی عن غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ یقول اهل الکوفۃ

احتیاج نہیں۔ لیکن تمھاری تسکین کے لیے وتر کی تین رکعت کے ثبوت میں
چند روایت صحاح وغیرہ سے بھی لاتا ہوں۔ اور ناظرین کے پیش نظر کرتا ہوں
اجی صاحب کہ لکھو کہ بل کی سی انگلیوں میں تعصب کی پٹی لگا کر ضلالت
کے دائرہ میں کیوں گھومتے ہو۔ ذرا اپنی کھول کر دیکھو تو سہی۔ بمضمون الحق
لیعاد وکلا یحط۔ تمھاری صحاح میں بھی تو تین رکعت کی روایتیں ہیں۔
حالانکہ معاذین و منافقین بلکہ صحاح کے اکثر شایخوں نے بھی بہت سی کوششیں
کیں کہ امام اعظم رحمہ کی مستند روایتوں کو دنیا سے مٹا دیں۔ مگر خدا جسکو
یہ مشاؤ کے کون اُسکو مٹا سکے۔ تو کہ تعالیٰ لیحق الحق ویبطل الباطل
واولکرا الخرجون۔ وہ روایتیں یہ ہیں۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول
صلی اللہ علیہ وسلم مثنی مثنی فاد ارددت ان ینصرف فارکح
رکعتہ او تروک ما صلیت قال القاسم ورائنا انا سامند
اد رکنا ی ترون بثلاث وان کلا لواسع وارجو کما یکون لشیئ
مند باس اخرج البخاری ص ۱۳۵۔ دیکھو اس روایت میں کہ قاسم
فرماتے ہیں کہ جہنم جب سے ہوش سنبھالا تب سے لوگوں کو تین رکعت
وتر پڑھتے دیکھا۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (تا) ثم اوتر بثلاث الخ
اخرج المسلم ص ۳۴۵۔ دیکھو اس روایت میں وتر کی تین رکعت ہیں۔ عن ابن
عمر رضی اللہ عنہما ان رجلاً نادى رسول صلعم وهو فی
المسجد فقال یا رسول صلعم کیف اوتر صلوة اللیل
فقال رسول صلعم من جلی فلیصل مثنی مثنی فان احس

وآخر حلف الاولی ویتدرہ فیہ الثانیۃ وهو قول ابی حنیفہ
انتہی۔ (روى) ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم عن ابن مسعود
قال کان رسول صلعم یکبر فی الفطر کا ضحیٰ اربعاً تکبیرۃ
على الجنائزۃ هكذا رواہ محمد بن الحسن فی الآثار کذا فی عقود الجواهر
ایضاً فیہ روى عبد الرزاق فی مصنفہ عن الثوری عن ابی یحییٰ عن علقمہ
والاسود سال سعید بن العاص حدیثہ رضی وایامو عنی عن تکبیر
العیدین فقال حدیثہ رضی سل ابن مسعود رضی فسالہ فقال
یکبر اربعاً ثم یقرأ ثم یکبر ثم یکبر ثم یقوم فی الثانیۃ فیکبر لثم
یکبر اربعاً فقط

ایضاً فیہ۔ عن سعید بن المسیب قال قال عمر بن الخطاب رضی کبرنا
مع رسول صلعم اربعاً قال قاهر عمر باربع یعنی تکبیر العیدین
والجنائزۃ فقط اگر کہو کہ باقی روایتوں کا کیا جواب دیتے ہو۔
کہو لگا وے روایتیں بسبب باہم تناقضات اور تضادات اپنے
کے ضعیف ٹھہریں۔ اور ان روایتوں میں بسبب عل ہونے کل اٹالی
کوفہ اور جمیع اہالی بصرہ کے بڑی تقویت ہوئی خذہا۔

سوال ہشتم۔ صحاح کی روایتوں سے صاف وتر کی نماز ایک
رکعت ثابت ہوتی ہے حنفی تین رکعت کہتے ہیں اسکی کیا دلیل ہے۔

الجواب۔ اگرچہ ہکوا لم یعظم تابعی خیر القرونی کے قول (جو کتاب و سنت
سے استنباط ہے) پاتے ہوئے۔ کثر القرونی کی تالیفات کی طرف

صلیٰ ثلثا الخ آخرہ امام مالک رحمہ اللہ دیکھو اس سے بھی تین رکعت ثابت ہے
عن ابن عمر رضیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلیٰ علیہ وسلم صلوۃ اللیل والنہار مثنی مثنی
آخرہ اصحاب السنن کذا فی التفسیر - عن ابن مسعود رضیٰ عنہ ان النبی صلیٰ علیہ وسلم کان
یوتر ثلث رکعات الخ کذا فی العقود الجواہر ۱۰۷۷ عقیقۃ والحواہر کو دیکھو یہ ایک
کچھ کیفیت کھل جائے گی سوائے اسکے سند حصفکی میں ہے - عن یحییٰ بن
بن الحریب الیامی وعن ابن عمر عن عبد الرحمن ابتری قال کان رسول اللہ صلیٰ
یقرأ فوتر سبع اسم ربک الاعلیٰ فی الاولیٰ وقل یا ایہا الکفرون فی الثانیۃ
قل ھو اللہ احد فی الثالثۃ + فی روایۃ کان یوتر ثلث رکعات رواہ امام
ابو حنیفہ رحمہ عن ابنی سعید قال قال رسول اللہ صلیٰ علیہ وسلم لا فصل فی الوتر
کذا فی مسند الحصفکی + عن عایشہ رضیٰ عنہا قال کان رسول اللہ صلیٰ علیہ وسلم یوتر
بثلاث لا یسلم الا فی آخرہن رواہ ابو کمر - وعن عایشہ رضیٰ عنہا قالت کان
النبی صلیٰ علیہ وسلم فی رکعتی الوتر لا النساء - عن الحسن قد جامع
المسلمون علی ان لا یوتر فی ثلاث انیسلم الا فی آخرہن رواہ ابن ابی شیبہ
فی مضافہ - عن ابن عباس رضیٰ عنہما قال کان رسول اللہ صلیٰ علیہ وسلم یوتر ثلث الخ
رواہ الطحاوی ہذا کہ فی شرح مسند الحصفکی للامام علی القاری
اور ابن عبد البر نے اپنے استیعاب میں یہ نقل لکھی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود
فی اپنے والد قبادہ کو رسول اللہ صلیٰ علیہ وسلم کے گھر میں بھیجا یا حبشہ کی سزا کا
حال دریافت کریں وہ تشریف لے گئے اور رسول اللہ صلیٰ علیہ وسلم کے پاس سکونت
اختیار کی اور رسول اللہ صلیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی جب قدر انکی مغنی تھی جب رات آخر

ان یصبح سجد سجدۃ ما وترت له ماضیہ اخرجه مسلم ۳۲۵۔
 دیکھو اس حدیث میں کہ نماز کو دو دو رکعت ہونی چاہیے۔ عن علی رضی قال
 کان رسول صلعم یوتر بثلاث یقرأ فیہن تسع سور من المفصل
 یقرأ فی کل رکعة بثلاث سورۃ اخرهن قل هو اللہ احد۔
 (تا) سروا ان یوتر الرجل بثلاث (تا) قال سفیان والذی
 استحب ان یوتر بثلاث رکعات وهو قول ابن المبارک
 واهل الکوفة اخرجه الترمذی ۶۳۷۔ دیکھو اس حدیث میں کہ (سین تین
 رکعت وتر کا ہونا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اہل کوفہ کا عمل اس پر ہے۔
 عن جریر قال سالت عائشہ بای شئی کان یوتر رسول صلعم
 قال کان یقرأ فی الاولی یسبح اسم ربک الاعلیٰ فی الثانیۃ
 بقل یا ایہا الکافرون۔ فی الثالثۃ بقل هو اللہ احد
 والمعوذۃ تین اخرجه الترمذی ۶۳۷۔ دیکھو اس حدیث سے صاف تین رکعت
 وتر کی متحقق ہے۔ عن ابی ابن کعب قال کان رسول صلعم یوتر یسبح
 اسم ربک الاعلیٰ وقل للذین کفروا۔ (ای قل یا ایہا الکافرون)
 واللہ لواحد الصمد (ای قل ہو اللہ احد) اخرجه ابوداؤد ۲۱۲۔
 دیکھو اس روایت سے بھی تین رکعت ثابت ہے۔ عن ابی سلمہ (تا) انه
 سال عائشہ زوج النبی صلعم کیف کان صلوۃ رسول صلعم
 فی رمضان فقالت (تا) یصلیٰ اربعاً فلا تسال عن حسنہن
 وطولہن ثم یصلیٰ اربعاً فلا تسال عن حسنہن وطولہن ثم

نکاح بعد چار برس کے کیونکر صحیح ہوگا اما احادیث
 فقوہ طیبہ الصلوٰۃ والسلام فی امرأۃ المفقود انہا امرأتہ حتی
 یاتئہا البیان رواہ الدارقطنی فی سنۃ وقول علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ فیہا ہی امرأتہ ابتلیت فلنصبر حتی لیستبدین
 موت او طلاق رواہ عبد الرزاق۔ وعن ابن جریر۔
 قال بلغنا عن ابن مسعود وافق علیا علی ان امرأۃ المفقود تنتظر ابد
 من عبد الرزاق۔ وعن ابی تلابہ وجابر بن زیدو الشعبی والنخعی
 کلمہ قالوا لیس لہا ان تزوج حتی لتسبین موتہ اخرجہ ابن ابی شیبہ
 عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال امرأۃ المفقود لا تزوج
 فاذا قدم وقد تزوجت فی امرأتہ ان شاء طلق وان شاء امسک
 رواہ البیہقی کذا فی الشعرائی ویکون حدیثون سے صاف صریح
 ظاہر و باہر ہے کہ مفقود کی بی بی مفقود ہی کی بی بی رہیگی
 جب تک اسکی موت یا طلاق کی خبر نہ ملے تب تک زن
 مفقود والمحصنات کی حدست میں شامل و داخل رہیگی
 پھر باوجود موجود ہونے ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً
 مجہد و ظن و گمان سے چار برس کے بعد موت فرض
 کر لینا کیسی مخالفت نصوص مذکورہ کی کرنا ہے۔ اپنے دل
 ہی سے پوچھ لیجئے

۵

مسند کو حکم نہرانا یہ جرأت ہماری ہے

بڑو گئی اور وتر پڑھنے کا ارادہ فرمایا + تب سجد اسم ربک الاعلیٰ پہلی کعتین
 پڑھا اور ثانی رکعت میں قلی ایما الکافون پڑھا پس فرمایا پہلا سلام شریکے
 لئے کڑے ہو گئے پھر قلی مواشدا احد پڑھا۔ جب قلی مواشدا سے فراغت کی تکبیر
 فرما کر قنوت وغیرہ پڑھی پھر تکبیر کمکر رکوع میں گئے + مکذا ایضاً فی ملا علی القاری +
 اب دیکھو ان حدیثوں سے اور اس نقل سے کس قدر حال نماز وتر کا انکشاف ہو گیا
 اور ایک خوبی اس میں یہ ہے کہ ابن عبد البر مالکی غیر حنفی نے جو یہ نقل لکھی وتر کی نماز
 ثابت کرنے کے لئے ٹھنیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے والدہ ماجدہ
 اہل شرافت اتحاد اور محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرنے کے لئے لکھی +
 اس سے امر حق ظاہر ہو گیا سوال **سوال نہم** زن مفقودہ کو چار برس کے بعد تفریق
 کر کے نکاح نہ دینے کی کیا دلیل ہے۔ حنفیوں کے پاس فی رات بلا تو دیکھئے +
اجواب قرآن و حدیث دلیل ہے بتلا فی دیتا ہوں اما القرآن فقوله
 نقالی۔ **والمحصنات من النساء ذوات الازواج** احصنہن التزووج والازواج
 کذا فی البیضاوی حرمت علیکم المحصنات ای ذوات الازواج من النساء
 ان ینکحن قبل سفارۃ ازواجہن کذا فی اجمالاہیین والمحصنات من النساء
 اہل ادم من المحصنات ہن ذوات الازواج لانهن احصنہن فیزوجہن بالتزووج
 کذا فی الاحمدی والمحصنات ذوات الازواج من النساء کما حرّم علیکم
 کذا فی العباسی۔ یعنی شوہر دار عورتوں کا نکاح حرام ہی اور زن مفقودہ کا
 شوہر دار ہونا بالیقین ثابت ہی کہ خود ترکیب اضافی کہ در امر اۃ المفقودہ
 موجود ہی اس بات پر شہادت دی رہی ہے۔ تب وہ محصنہ ٹھہری محصنہ کا

تین کو نہ انص سے ثابت ہو تلاق و تہجی کہ مولگا حدیث مذکورین کی حتم
 یا تیہا الیہان۔ حتم لیسبدین سے یہ تعینات مستنبط ہوئے ہیں۔ کہ جب
 غالباً زندگی لوگوں کی اس سے زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ تب گویا اس حدیث
 نے اسکی موت کا بیان کر دیا۔ اور یہ حدیث (اگرچہ کلیہ نہیں اکثر یہ ہے) اسکی
 تائید میں آگئی۔ قال رسول اللہ صلعم فی اخر عمرہ لا صحابہ
 اراکم لیلۃکم ہذا فان علی اس مائۃ سنۃ منها
 لا یبقی علی وجہ الارض من ہوا الیوم علیہا احل رواہ
 البخاری و مسلم من حدیث ابن عمر رض کذل فی الاصابہ۔ اور صاحب اصابہ نے
 اسی بنا پر یہ عبارت لکھی العاصرۃ فتعتبر بمضی مائۃ سنۃ و عشر
 مستین۔ پھر اگر کہو کہ عدم نکاح سے زن مفقود کا حرج مشور ہے
 کہ مولگا کہ یہ خرچ بھی حدیث مذکور کی قلت صبر سے مندرج ہے۔ کہ اگر
 اوکڑ مصیبتوں میں جس طرح سے صبر لازم ہے اسی طرح سے اس میں بھی صبر لازم ہے۔
 فتا مل۔ فاء اوق الدقائق و احق الحقائق۔

نقابہ بہت ہر طرفین این کہتیب	فرو ہشتہ بر عارض و لفریب
معانی است در زیر حرف سیاہ	چو در پردہ معشوق در میغ ماہ
محقق جان بنید اندر ایل	کہ در خوب رویان چین و چکل

دفع وحمل اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی قضا (جو چار برس کے بعد عورت مفقود کو حکم
کفاح کا نہ دیا تھا) دلیل نہیں ہو سکتی ہے۔ جب
اوسنھوں نے خود اس مسئلہ میں اور دو مسئلوں میں
اپنی قضا سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
قول کی طرف رجوع نہ دیا۔ چنانچہ اس بات کو
عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے ذکر کیا ثلث قضیات
رجع فیہا عمر بن الخطاب علیہ السلام المفقود والمرأة الی کف و
اموأة القلو زوجت فی عدھا۔ ذکر عبد الرحمن ابن
ابی لیلیٰ

اجی صاحب جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے اپنے قول سے رجوع نہ دیا اس وجہ سے
کہ نص سے یہی تعین چار برس کی ثابت نہیں ہوتی ہے
تب اس قول کی سند سند باقی نہ رہی۔ تب یہ
قول نہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول
کا سارضا ہو سکتا ہے نہ اسکو زائد علی الکتاب
کہنا درست ہو سکتا ہے۔ اگر کہو کہ جب چار
برس کی تعین نص سے ثابت ہونا ثابت نہیں
تب تو ہے۔ سو۔ ایک سو بیس برس وغیر ذلک کے

منہم استاذرا استاذگردم۔) اس سال مکہ معظمہ میں ان قصدِ دن کے سبب سے شریف مکہ کی خدمت شریف میں محبوبس و ماخوذ ہو کر توبہ نامہ لکھ دیا۔ جسکے سبب مجھے جس سے خلاص پایا۔ اور وہ توبہ نامہ مکہ معظمہ کے مطبع میریہ میں چھپ کر حاجیوں کے ذریعے سے ہر اطراف و کناف میں شائع و ذائع ہو گیا۔ یہاں تک متفرق تاریخوں میں چند حاجی دوستوں نے میرے ایک ڈیڑھ قطعہ کے ہاتھ میں اپنے اپنے لیلیکیر شاوان و فرحان میری ملاقات کو دڑے۔ اور دور دور سے ہتاش ہتاش ہوا کر یہ کہا۔ کہ حرمین شریفین سے تمہارے لیے یہ بڑا تحفہ لایا ہوں۔ میں نے اسے دیکھ کر الحمد للہ کہہ کر بے شک آپ صاحب بہت ہی بڑا تحفہ لائے کہا۔ پھر انکی زبانوں سے اور میان صاحب کے ہمراہی حاجیوں کی زبانوں سے کل کیفیت و جمیع حقیقت میان صاحب کی یہی سے لیکر مدینہ منورہ سے مراجعت کرنے تک کی دریافت کرنی یعنی ببئی میں علمائے مقلدین کے مناظرہ سے بھاگ بھاگ کر خونی اسامی کی طرح در پستہ مقفل ہو کر چھپ رہا۔ معہذا مقلدین کا گھروں میں بکے بیٹھ جانا۔ اور انکی عقائدِ مخالفہ کو انکی کتابوں سے استخراج کر کے انکے پاس پیش کرنا۔ اور انکا اسوقت اُن عقائد کو فقط زبانی بڑا کہنا۔ مگر لکھ نہ دینا۔ اور اس شمس کش سے ڈیڑھ امداد علی صاحب کی توسط سے رہائی پانا۔ پھر خفیہ جہاز پر سوار ہونا۔ اور علمائے مذکورین کا برابر پیچھا لینا۔ حتیٰ کہ انکے اُن عقائدِ مخالفہ مذکورہ کو مکہ معظمہ کے شریف صاحب کی خدمت شریف میں پیش کرنا۔ اور حسبِ احکام شریف مدوح کے ترکی سپاہ

خاتمہ

در مختصر بیان توبہ سرگروہ غیر مقلدین مولوی نذیر حسین میان صاحب وغیرہ
 بڑی بشارات ہو مکمل اہل اسلام کو۔ اور بہت ہی راحت ہو جمیع اہل ایمان کو۔ کہ
 مولوی نذیر حسین میان صاحب نے (یعنی جس نے لطائف الحیل سے عمل الحدیث
 کے نکتہ پر عبد اللہ بن سبا یہودی کی طرح اہل اسلام کے درمیان میں تفرقہ ڈالا
 اور تقلید شخصی کا نام ضلالت اور تلمی کا نام ہدایت رکھا۔ اور جمیع مقلدین
 کرام کو۔ اور مکمل مجتہدین منتسبین عظام کو۔ بدلیل قولہ تعالیٰ اتخذوا
 احبارہم والحق وغیرہ کہ مشرک ٹھہرا اور بقولہ تعالیٰ فومن ببعض و نکفر
 ببعض واتخذوا بنی ذلک سبیلاً۔ جس آیت وحدیث کو اپنا
 موافق پایا اس پر عمل کیا اور کر دیا۔ اور جب کو نہ پایا ترک کیا اور کر دیا۔
 اور بعض آئمہ کے قول سے بعض کو الزام دیکر مکمل آئمہ کو غلطی جان کر حسب
 خواہش نفسی۔ اور رغبت دلی اپنے کے جدید مذہب تلمی۔ استنباط کرنے
 کا طریقہ نکالا۔ اور بمضمون حدیث قال رسول اللہ صلعم لیشرین ناس
 من امتی الخمس لیسمونہا بخیر اسمہا الخ اخر جابر بن سمہ اسکا نام
 محمدی رکھا۔ اور بظاہر صحاح ستہ کو مدار شریعت مقرر کیا۔ حالانکہ ہاں
 صاحبان صحاح کو بھی سبب تقلید آئمہ اربعہ متقدمین کی وہی اتخذوا
 الخ سے مشرک سمجھ رکھا تاہم بمضمون لا یجب علیہ بغض معاویۃ
 بنائے شریعت کو ان اقوال پر مدار رکھ کر کیا کچھ رنگ جمایا۔ اسی سے
 لوگوں کو خوب ہی دھوکا دیا بے شک اسدین ابن سبا کا استلوا ہنا

احادیث صحاح کے چند راویوں نے منفرداً منفرداً بعد اربعہ ائیں سو برس کے
 صاحبان صحاح تک پہنچائے۔ اس لیے انہیں بسبب مردِ شہور و عبور و ہور
 و متوسطات موفور کے بہت کچھ رطب و یابس کی گنجائش ہوئی۔ کما تر ذکرہ۔
 اور اس خبر میں باعثِ موجود ہونے ہر مخبرین و مورد و غیر ذلک کے رطب و
 یابس کی مداخلت نہیں ہونے پائی۔ اگرچہ چند سال کے بعد یہ تو اتریت بھی
 مثل متواترات امام صاحب کے گم ہو جائیگی۔ حتیٰ کہ اُس زمانہ کے لوگ اس خبر
 یقینی کو بھی معاندین کی تحریرات کے مقابلہ میں موضوع و ضعیف ٹھہرا دینگے۔
 جیسا اس زمانہ کے علمائے غیر مقلدین امام صاحب کی ان احادیث متواترات
 کو جو ان کے وقت میں حقیقتِ اسکی ثابت تھی اب ان صحاح کے مقابلہ میں (جنہیں
 معاندین کے اقوال بھی مندرج ہیں) ضعیف و موضوع ٹھہرتے ہیں۔ سچ ہو تغیر
 زمان۔ اور تبدلات مکان۔ اور انقلاب دوران۔ اور اختیاف آوان
 کچھ کا کچھ ہو جاتا ہو۔ لیکن اسکی حقیقت اس وقت ایسی ثابت ہوگئی۔ کہ
 اگر میان صاحب بھی حلفاً انکار کریں تو بھی انکار انکار دارالعدالتِ شرعیہ میں
 سموع نہیں ہوگا۔ کہ گویا امرِ بدیہی کا انکار کرنا ہی کیا کوئی آسمان کو زمین
 یا آگ میں گرمی نہیں ہو کہ نہینیا شپورہ کی آفتاب میں روشنی نہیں ہو بولنے سے
 مان لیا جائیگا۔ اور آفتاب کا سیاہ ہونا ثابت ہو جائیگا۔ ہرگز نہیں۔
 گر نہ بیند بروز شپورہ چشم
 نو گیتی فردوز چشمہ حور
 چشمہ آفتاب را چہ گناہ
 زشت باشد بچشم مشکب کور
 جیسا مولوی محمد حسین لاہوری نے ان خبروں کو سن سن کر کہیانی

اگر انکو گرفتار کر لیجانا۔ اور انکے مریدوں کا تشریف ہوا کر فرار ہونا۔ اور
 گرفتاری کے وقت انا حنفی انا حنفی کے اقرار سے رہائی پانا۔ اور انکا
 حسب فتویٰ مفتیان مکہ معظمہ کے جلس میں مجبوس رہنا۔ بعد چند دن کے اپنے
 مطوف صاحب کے ذریعہ سے ہزار ہاروپہ صرف کر کے حضرت دولتکو سید
 عثمان نوری پاشا کی خدمت تشریف میں جانا۔ اور اسنے بڑی عجز و نیاز سے
 یہ کہنا (کہ حضرت جب کا فر اپنے کفر سے توبہ کرے تو اعلیٰ توبہ قبول ہوتی ہے۔
 پھر میری توبہ کیوں قبول نہیں ہوتی ہے) تب پاشا کا اٹنے سے توبہ ناسہ لکھوا لینا۔
 پھر جناب مولانا رحمت اللہ صاحب وغیرہ کی ضمانت پر مدینہ منورہ جاتے کا پروانہ
 ملنا۔ اور وہاں بیت سے کل عقائد کے انفصال کو انکی مراجعت پر موقوف کھینا۔
 اور انکا اس خوف سے بلا مراجعت مکہ معظمہ رائج سے جحدہ اگر جہاز پر سوار
 ہو کر نکالنا۔ وغیرہ کاک دریا فاش کر لیا۔ بعد اسکے جناب مولوی حافظ احمد صاحب
 مطوف مکہ معظمہ و جناب حسن داؤد صاحب معلم و مطوف مکہ معظمہ وغیرہ
 چند مطوفین وغیرہم نے حرمین شریفین سے میرے بیان تشریف لائے اور
 ہر ایک نے سارا ماجرا میان صاحب وغیرہ کا مجھ سے اور کل مدرسین وغیرہ کو
 کہہ سنایا۔ اسی طرح سے جوق جوق کل حاجیوں نے اپنے اپنے ملکوں میں
 جا جا کر لوگوں کو کہہ سنایا۔ سوائے اسکے اخبار نویسوں نے بھی اپنے اپنے
 اخباروں میں ان خبروں کو چھاپ کر شہر کر دیا۔ الغرض یہ خبر ایسی حد تو اتنی
 کو پہونچ گئی کہ کوئی حدیث صحاح کی بھی اس درجہ کو نہیں پہونچی۔ کہ کثرت اخبار
 کے سبب سے یہ خبر اظہر من الشمس و ابین من اکامس ہو گئی۔ یہ خبر

کچھ خوفِ ہر خدا و رسول بھی کچھ چیزیں غیبت اور کذب دین میں کیسا ہی
 اپنے دل میں سوچا و رایا نذر بن جاؤ اللہ ہدایت کرے۔ راقم ایک بندہ خدا
 ازراچو تانہ بارشا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری۔ نور الانوار
 اب ہم اس گناہ اور انکے مرشد محمد حسین صاحب لاہوری سے پوچھتے ہیں کہ
 دارالحرب سے حریم شریفین مراد ہیں۔ کہا ہوا نظاہر یا کوئی اور شہر۔ در
 صورت اول بہ اتباع و تقلید رئیس الطائفہ عبدالوہاب نجدی کی ہو کہ اُسے
 بھی حریم شریفین کو دارالحرب قرار دیکے اُنکے اہل پر خروج کیا تھا۔ پس
 معلوم ہوا کہ تمھارے زعم میں مولوی نذیر حسین صاحب اپنے رفقا کے دارالاسلام
 دہلی ملک نصاریٰ سے دارالحرب حریم شریفین میں بقصد خروج اُسکے اہل
 پر گئے تھے۔ نہ بخاص نیت حج و زیارت لاحول و لا قوۃ۔ الغرض حریم
 معظمین کا دارالحرب ہونا کتا بیونت سے ثابت کرنا اُنپر لازم ہو ورنہ حسب تحریر
 اپنے مور ولعنة اللہ علی الکاذبین ہو گئے۔ اور در صورت شہر بمبئی و جبلپور
 وغیرہ اور دہلی برابر ہیں کہ سب ملک نصاریٰ اور مسکن جملہ فرقہ مشرکین و
 یہود و نصاریٰ و مسلمین و مقلدین و غیر مقلدین و غیر ہم ہج۔ اور مسلم عالم
 شریف مکہ معظمہ کو پلید کہ لکھنا آپ کی خوبی اسلام کی دلیل ہے القابات اسکا بھی تمھارے
 ذمہ واجب ہے ورنہ مغربی کذاب ہو گئے اور اسی کلمہ لعن کے بعد ہو گئے باور
 نور الانوار میں جو حال مولوی نذیر حسین صاحب کے توبہ کرنے وغیرہ کا مندرج
 ہے وہ بنقل خط مہتدین آمدہ مکہ معظمہ اور شہاوان حجاج معتبرین متعدد بسند
 و جوالہ مرقوم ہے۔ چونکہ ناقل کے ذمہ پر تصحیح نقل ہے فقط جسکو اس میں شک

ملی بوریا نوجی بی) کی طرح اپنے کو نوح نوح کر بھڑکے۔
 غضب و خشم سے مشتعل ہو کر بے نامی ایک کارڈ راجپوتانہ سے بنام مہتمم اخبار
 نورالانوار لکھا۔ جس سے اُنکے اسلام کی خوبی بخوبی معلوم ہو گئی۔ بلکہ اس
 تحریر نے اُنکے ایمان کی خوب ہی خبر لی اور اہل اسلام سے عداوت دلی و نفاق
 قلبی رکھنے کی خبر دی۔ لیکن مہتمم مدوح نے بھی بہت ہی عمرگی کے ساتھ دندن
 شکن جواب دیا۔ جسکو میں نے ناظرین کی نظر کے لیے غبنہ نقل کیا۔ وہ یہ ہے۔
 مراسلات نمونہ عقائد مقلدین ہوا سے نفس۔ ۱۵ جنوری کو ایک
 کارڈ راجپوتانہ سے بنام مہتمم اخبار نورالانوار آیا۔ جسکا کاتب مجبول اسلام
 والنسب ہے۔ نہایت جبین و نفاق سے اپنے نام کو چھپا یا ہے آخر میں اس کے
 لکھا ہے کہ (راقم ایک بندہ خدا از راجپوتانہ یارشا و مولوی ابوسعید محمد حسین
 صاحب لاہوری) اس خط میں اظہار اپنے عقیدے کا بہ نسبت حریم مختارین
 اور اہل حریم کے کیا ہے جسکی تحریر سے زبان قلم و قلم زبان کا نپٹا ہے مگر واسطے
 انتباہ خاص و عام اہل اسلام کے نقل اسکی بلفظ و معنی ذیل ہے وہ ہوا۔
 مہتمم صاحب اخبار نورالانوار کانپور۔ بعد سلام سنون آگاہ مولوی سید محمد
 تذیر حسین صاحب محدث دہلوی حج خانہ کعبہ معظمہ و مدینہ طیبہ کا کر کے دار الحرب
 سے وار الاسلام میں تشریف لائے ہیں۔ اور جو کچھ آپ نے نسبت جناب بابت ایدا
 رسانی پلید کہہ جسکو تشریف کہہ اپنے قرار دیا تھا۔ آپ نے درج اظہار فرمایا تھا
 وہ جوٹ محض ثابت ہوا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ آپ کیوں ایسی حرکت بجا
 کر کے اپنا نامہ اعمال و نیز قلب کو سیاہ کرتے ہیں۔ موت اور قیامت کا بھی

کہ یہ بھٹ و افترا ہی ہرگز مولوی صاحب سے مواخذہ نہیں ہوا اور نہ انھوں
 نے توبہ کی بلکہ شریف مکہ معظمہ نے انکی تعظیم و تکریم کی بعض کہتے ہیں یہ توبہ انکی
 بطور تفسیہ تھی نہ صدق دل سے بعض کہتے ہیں یہ مواخذہ بطریق ابتلا و امتحان
 موجب علو شان و افتخار مولوی صاحب ہوا بعض کا مقولہ ہے کہ مولوی صاحب
 کی توبہ ہم محبت نہیں جب ہم امام اعظم کا کہنا نہیں مانتے تو مولوی صاحب مذکور
 کس شمار میں ہیں بعض نے اسکے سبب سے حرمین شریفین کو دار الحرب اور
 شریف مکہ کو پلید ٹھہرایا اے اللہ تعالیٰ عن ہذا خرافات والکذبات حال آنکہ
 یہ تمام اقوال متناقضہ بطور تخمینہ و اٹکل ٹھہرتے ہیں دئی سند و دلیل اس پر
 بیان نہیں کرتے اب ہم کہتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب مدوح ان تاویلات
 سے کسکو پسند و اختیار فرماتے ہیں اور کیا اظہار فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت
 اب فقیر بھی صاحب کا وٹے کچھ پوچھتا ہے
 کہ کون صاحب مدینہ طیبہ کا بھی حج ہوتا ہے کیا۔ کہ آپنے۔ حج خانہ کعبہ معظمہ
 و مدینہ طیبہ کا کر کے۔ لکھا۔ اگر ہوتا ہے تو اسکو قرآن و حدیث سے بیان فرما۔
 طرہ معاملہ تو یہ ہے کہ آپ لوگوں نے زیارت مدینہ طیبہ تک کو بھی روا نہیں رکھا ہے۔
 بدعت کہتے ہیں۔ پھر ثبوت حج کو کیونکر ثابت کریں گے۔ بالفرض اگر اسوقت
 زیارت کی درستگی کا قائل بھی ہو جائیگا۔ اور مدینہ طیبہ کے قبل لفظ زیارت کو
 مقدر کر لیجئے گا۔ تو لفظ کا کو (جو مخالف لفظ زیارت کا ہے) کیا کچھ گاتین
 پھر آپنے لکھا۔ دار الحرب سے دارالاسلام میں تشریف لے آئے۔ کیا دار الحرب
 حج کرنا ہوتا ہے اگر ہوتا ہے تو آپکے پیرو محمد کا بڑا دار الحرب لندن وغیرہ میں جا کر

دوہم ہو وہ طبع نظامی میں تشریف لاوین اور بخوبی اپنی دمجی کر لین اور بدو
 اسکے کسی کو مفتری و کذاب لکھنا خود اس کلمہ کا مصداق ہونا ہی حال توبہ کرنے
 مولوی صاحب مذکور کا اور اقرار کرنے اپنے حقیقی ہونے کا مطیع میر یہ واقع
 مکہ معظمہ میں چھپ گیا ہی اب چھپ نہیں سکتا خاص ایک شہر کی خبر اسی شہر میں
 جھوٹ بے اصل چھپے اور اسے کوئی مواخذہ نہ کرے خلاف عقل ہی یہ خبر اس تو اثر
 کو پہنچی کہ انکار مولوی صاحب بھی اس کا معارض نہیں ہو سکتا بلکہ خیر میر
 خط مذکور سے بھی یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ مولوی صاحب موصوف پر مکہ مکرمہ میں مواخذہ
 دار و گیر ضرور ہوا ہی ورنہ مکہ معظمہ کو دار الحرب اور تشریف مکہ کو پلید مکہ ہرگز نہ لکھتا
 اس لیے کہ انکار کوئی قصور نہیں بھرا اسکے کہ مولوی صاحب مدوح کے
 عقائد فاسدہ سے توبہ کر لی۔ با اینہما اقرار چھچھو یہ کاتب خط لکھتا ہی کہ (آپ نے
 جو درج اخبار فرمایا وہ جھوٹ محض ثابت ہوا) عجب غبط و کذب ہی بحکم
 الکذب لاحافظہ پہلے ایک امر کا اقرار بدلیل اور پھر اسی کا انکار بلا دلیل
 کیسا ذلیل ہونا ہی۔ مگر بے حیا باش چہ خواہی کن۔ نہ خوف خدا ہی نہ شرم دنیا۔
 عجب حال اس فرقہ لاندہب مقلدین ہوا سے نفس کا ہی کہ جب سے حال
 توبہ کرنے اپنے پیر و مرشد کا سنا ہی آتش غضب اور شرم سے ایسے مشتعل ہو
 ہیں کہ ہوش و حواس جاتے رہے اور سمجھے کہ اگر انھوں نے توبہ کی تو ہم بھی
 اس عقائد فاسدہ سے توبہ کرنی پڑگی دیا اپنے پیر و مجتہد سے انحراف کرنا
 ہو گا لہذا بدو نہ تحقیق و بلا سند چند اقوال متناقضہ اور تاویل و تسویل مخالفہ
 قبل از مرگ وادیا کھنے شروع کیے جسکو دیکھ کے ہر عاقل ہنستا ہی اکثر کا یہ قول ہی

رسول مانتے تو خدا کے ہاتھ و پاؤں و ناک و کان وغیرہ ایک ثابت نہ کرتے۔
 جیسے آپ لوگوں کے آقا جناب تو اب صدیق حسن خان صاحب نے اپنے رسالہ "الاستقامۃ"
 علی مسئلۃ الاستقامۃ میں لکھا کہ رسول کی رسالت کے اختتام کا انکار کرتے۔ پھر
 اپنے لکھا۔ غیبت و کذب دین میں کیا۔ اتاحرون الناس بالبر و تقسوت
 الفسکم۔ آپ تو خود غیبت کرتے ہیں۔ بھراپنے کو فضیلت دوسرے کو نصیحت کی
 پھر اپنے لکھا۔ راقم ایک بندہ خدا راجو تانہ بارشا و مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب
 لاہوری۔ اس عبارت سے دو امر لازم آتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ اس خط کو
 کسی راجوت الاصل لوہنسل نے راجو تانہ سے آپ کے حکم کے موافق لکھا۔
 کیونکہ اس طرح کا کلام خلاف شرع کسی مومن کی زبان سے نہیں نکلتا ہے۔
 دوسرا یہ ہے کہ اپنے خود کو لکھ کر دوسرے کی طرف منسوب کر دیا۔ بہر تقدیر
 استعجاب کی جگہ ہے کہ آپ نے کیونکر ایسی حرکت کی یا اجازت دی خدا ہدایت
 کرے فقط سوائے اسکے لاہوری صاحب نے اور اور لوگوں نے اور اور
 تحریرات متناقضہ و تقریرات متخالفہ فی نوشون کی طرح مبہوت و مدہوش ہو کر
 درج اخبار کیا۔ جس کو ہننے طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا، نہیں لڑائی بھی خبر
 لیتا۔ الغرض نتیجہ اس تحریر کا یہ ہے کہ جب سرگروہ غیر مقلدین میانصاحب
 کا توبہ کرنا ثابت ہو گیا۔ تب کل غیر مقلدین کو بھی توبہ کرنا واجب ہو گیا کہ
 اپنے مام و پیشوا کا اقتدار واجب ہے اور برابر کر کے آیا اس وقت نہ کرنا کیا۔
 سوائے اسکے میں پوچھتا ہوں کہ میانصاحب نے خلافت سے توبہ کی
 یا ہدایت ہے۔ اگر خلافت سے توبہ کی۔ تب کل آنکھ مریدین کو بھی چاہیے

حج نہ کر کے۔ خواہ مخواہ مکہ معظمہ میں جا کر شریف مکہ (جسکو اپنے پلید مکہ قرار دیا ہے)
 کے جس میں مجبوس ہو کر توبہ نامہ لکھ دینا کیا تھا۔ اُنکی بڑی خطا ہوئی۔ اُنکو
 اُنکے توبہ سے توبہ کروائیے۔ اور بڑے دارالحرب سے حج کروالائے۔ کیونکہ
 آپ ہی نے اُنکو لوگوں سے بچایا۔ اور مقلد سے غیر مقلدین بنوایا۔ اتنا ہی
 کروالہجیے۔ پھر آئے لکھا۔ وہ جھوٹ محض ثابت ہوا۔ اِن فی زماننا سچ کا نام
 جھوٹ اور جھوٹ کا نام سچ قرار پایا ہے۔ لقول النبی ص قال رسول صا۔
 سیاتی علی الناس سنوات خدات یصدق فیہا الکاذب
 ویکذب فیہا الصادق اخراج ابن ماجہ۔ اجمی صاحب اگر اس خبر کو (ع)
 ہزاروں دلاکھوں حاجی وغیرہم کی زبانی ثابت ہو گئی۔ اور آپ تک تدارک
 اسکا ممکن ہے کہ لوگ ہر ہر مہینے میں سر میں شریفین سے آمد و رفت کرتے ہیں
 اور اسکی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں (جسکو کہیں گے۔ لڑاخبارا حا و صحاح کو جو چند راویوں
 کی زبانی دو ڈھالی ہیں بعد ثبات ہے کہ کیا کہیں گے۔ کیونکہ صحاح کو صحاح کہیں گے۔
 اور ائمہین احادیث نبوی اکبر مانیں گے۔ ذرا بتلا تو دیجئے۔ نہیں تو احکام شریعت
 سے ہاتھ دھو بیٹے۔ پھر اپنے لکھا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ سبحان اللہ
 ما اعظم شانہ کہ کاذب کی زبان سے کاذب پر لعنت بھیجتا ہے۔ پھر اپنے لکھا۔ اپنا
 نامہ اعمال اور نیز قلب کو سیاہ کرتے ہیں۔ کیا خوب اپنے گناہ کی سزا دوسرے
 پر دھرتے ہیں۔ کیا اپنے ابھی شریف مکہ کو پلید مکہ اور حریم شریفین کو دارالحرب
 اور سچ کو جھوٹ لکھنے اپنے دل کو سیاہ نہ کیا۔ پھر اپنے لکھا۔ خدا و رسول بھی
 کچھ چیز ہیں۔ اُلٹا چہرہ گتوالے ٹوانٹے۔ آپ لوگ اگر خدا کو خدا جانتے اور رسول کو

حامداً ومصلياً أما بعد فإن العاجز السيد محمد نذیر حسین
متبع السنۃ والجماعۃ عقیدۃً وفعللاً وانا اعلم ان خلفاً
من المذاهب کما سوء سواء کان من الراضیۃ والخارجیۃ
والوهابیۃ وان افق موافق المذهب الحنفی وانا حنفی المذهب
وتبت مما اخطأت وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله
صحابه اجمعين *

الواقم السيد محمد نذیر حسین بقلمه *
ترجمہ ما کتب المؤلف الحاج سلیمان الجونا کدی *
الحاج سلیمان بن الحاج اسحاق الحنفی المذهب لان تبت
مما اخطأت واقول ان مذهب الوهابیۃ باطل الف مرۃ
وانا علی مذهب الحنفی الإمام الاعظم وبالله التوفیق وبوالفی
صحیح الحاج سلیمان جونا کدی

نقل تحریر مولوی نذیر حسین دہلوی

بسم الله الرحمن الرحيم
حامداً ومصلياً اما بعد عاجز سيد محمد نذیر حسین متبع
سنۃ والجماعۃ عقیدۃً وفعللاً اور اس کے خلاف جتنے
مذہب ہیں خواہ رافضی خواہ خارجی خواہ ولبابی سب کو
برا سمجھتا ہوں اور موافق مذہب حنفی کے فتویٰ دیتا ہوں

ضلالت سے توبہ کریں۔ اور اگر ہدایت سے توبہ کی تو خسر الدنیا والاخرہ
کا مصداق بنے۔ تو سب کو چاہیے انکی اتباع سے سُنو موثرین۔ اور جو کتابیں
انکی عدم تقلید شخصی میں تالیف وتصنیف ہو کر شائع ہوئیں کل کو جلاوین۔
بھوکری بھی اسکی محبت مقلدین کے مقابلہ میں نہ لاوین۔ وہ توبہ نامہ یہ بحر
بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فان السید
المولوی محمد تندر حسین الدہلوی والحاج المولوی
سلیمان بن الحاج اسحاق الجونا کدی من مرشدی الفرقة
الضالة الوهابية من غیر المقلدین وصلا الی مکة المکرمه فلما
ظهر حالهما اُخْصِر فی المحکمة العلیة وأُسْتُثْنِیا فتابعن
العقیدة الضالة الجدیدة والطریقة الخبیثة الوهابية
بین یدی حضرة المشیر المفتح والدستور المکرم والوزیر المعظم
والی ولاية الحجاز دولتو السید عثمان نوری باسکال زالت
شمس اجلالہ من افق الاقبال بانرعة وکتباً بقلمهما ما
ترحمته هذا وكذلك کل من کان عقیدته کعقیدتهما من
رفقا لهما ومن اقام بکمة المکرمه وذلك في السادس
والعشرین من ذی الحجة من عام ۱۳۰۰۔

ترجمتہ ما کتب المولوی تندر حسین الدہلوی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

مچا کر گڈ بستان اخبار و نہیں چاہتا + اذکر لعنة الله على الكاذبين
 مصداق بنا پڑا وجہ و دم و ایل میں اس توبہ نامہ کا تخطیبہ یوں ہوتا تھا کہ ابغز
 اور میان صاحب ایسی ہیج عبارت کیا لکھینگے + ایک جاہل ہی نہیں لکھ گا + یعنی
 اسکی عدم فصاحت و بلاغت ظاہر ہوتی تھی + اب اسکی فصاحت و بلاغت نکلتی
 ہے کہ اعتبار کیجئے ذرا بتلا تو دیجئے + وجہ سوم عرب کے آنکھوں میں خاک
 ڈال کر پاک نکل آنا کہنے سے اپنے آنکھوں میں اک ڈالنا اور ایسا منہ مالتہ ہو کر
 پاک نکل آنا ثابت ہو گیا + کہ پہلے تم لوگوں کے آنکھوں میں ہی خاک پڑی تھی تب
 ہی تو اسکی فصاحت و بلاغت نہ دیکھی + مر جعفر بیٹرا لایہ فقد وقع
 فیہا و سر اتمار ایسا فصاحت و س آیت کا مصداق بنا تو رہے گا و اذ القوا
 الذین امنوا قالوا امنا و اذ اخلوا الی شیا طینہم قالوا اننا معکم
 انما نحن مبسٹرون حضرت یہ طریقہ منافقوں کا ہی کیا آپ اپنے میان صاحب کو
 منافق بنانا چاہتے ہیں لا حول لا قوۃ وجہ چہارم کسی نے انکی عبارت کو معین
 سمجھا + حضرت اس سے تو پہلے ہماری جہالت ثابت ہوتی ہے کہ تم نے ہی
 پہلے سنجیدگی کر تخطیب کیا تھا + المقریئ خذ باقران ع تم ہم کو ہی کہتے ہو کہ
 اپنی بھی خبر ہے + وجہ پنجم میان صاحب نے توبہ کہان کی کہنے سے صفا
 ظاہر ہو گیا کہ تمہاری آنکھ پہونی ہی نہیں تو تکتے تھما خطاات پر نظر پڑتی + +
 وجہ ششم ہاں لوگ کہہ عظیمہ کے ملزم شریف میں توبہ کرتے ہیں اور اسکو
 خانہ خدا سمجھتے ہیں لیکن آپ کے میان صاحب شاید خانہ خدا سے بیزار ہو کر اس سے
 اعراض کر کے حضرت دولعلو سید عثمان غوری پاشا خانہ کو توبہ خانہ سمجھ کر و

اور حنفی المذہب ہون و تثبت مما اخطارت و صلوات
تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و علیہ و آلہ و اصحابہ
الراقم محمد بن زید حنین بقلم خود

نقل تحریر مولوی حاجی سلیمان بوناگڈی

حاجی سلیمان ولد حاجی اسحاق حنفی المذہب انجہ خطانوم
ازو توبہ ست مذہب و بانی باطل ست الف مرة مذہب
حنفی امام اعظم دارم و بالله التوفیق و ہونعم الرقیق + فقط
صحیح حاجی سلیمان بوناگڈی

طبع المطبعة المیریة الكائنة بمكة المحمديّة

اعتراض اجی صاحب میان صاحب فی توبہ کھان کی بلکہ انہوں نے
عرب کے انکھون میں خاک ڈال کر اپنے کو خلاص کر کے نکل آئے
کسی نے اُن کی عبارت کو نہیں سمجھا کیا لوگ حج میں توبہ کرنا
نہیں جاتے ہیں ویسا ہی جا کر توبہ کر آئے اس سے غیر مقلدیت سے
توبہ کرنا اور سنت جماعت کے اتباع سے مقلدیت کیوں کثابت ہوا
بلکہ انہوں نے توکل مذہب کو سود لکھا اور انا حنفی المذہب کو تفتیہ لکھا
اپنے کو غیب سے خلاص کیا جواب اسکا کئی وجوہوں سے دیتا ہوں
وجہ اول پہلے تم کو تو اس توبہ نامہ سے انکار تھا احمد
اباقر ہوا لیکن اس سے نتیجہ نکلا کہ جن منکرین نے قبل از مرگ واویلا

نہیں تو کیا + اگر آپکو عبارت سمجھنے کی قدرت نہیں تو میا نصاحب سے پوچھ
 لیجئے وہ تو خود موجود ہیں اپنی عبارت کو خوب سمجھتے ہیں + ضرور وہ ہی سہی
 و سابق سے عبارت کے جو مطلب نکلے وہی کہیں گے نہ آپکی طرح بے مطلب و
 بے دینگے + اگر لیویں ہی تو کون اعتبار کریں گے + سوای اسکے بالاتفاق
 اتباع مذاہب اربعہ کا نام اتباع سنت و جماعت ہی کیونکہ اتباع سنت و جماعت
 سوائے چار مذہب کے متحقق نہیں حکماء کی دلیلہ وجہ ہم ان افتی موقفا
 للمذہب الحنفی وانا حنفی المذہب کو کیا کیجیگا + کس پر اس کو ذب بہتان
 بوجہ دہرا جائیگا اگر یہ میا نصاحب نے ظاہر داری کی + اور بیاض جھوٹ لکھا تو
 وہ بخوبی لعنة الله علی الکاذبین کا مصداق بنے نہیں تو آپ حضرت
 کیون خواہ مخواہ میا نصاحب کو آیت و اذالقوا الذین انحرى عنکم کا مصداق
 بنائے ہیں وجہ وہ ہم تقیہ کی بات جو آپ نے لکھی وہ تو قابل سماعت ہی
 نہیں اس وجہ سے کہ وہ فعل رافضیو نکالے اور آپ کے میا نصاحب نے
 رافضیت سے صاف تو بہ کیا + ہر کیوں بیچارہ تائب کو رافضی بناتی ہو
 کیا آپ حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کو بولتے ہیں ع
 صاحب کا کچھ دوس نہیں عملہ گڑبڑ کرتے ہیں + معصدا + اگر کہیں اس
 عبارت کو تقیہ پر حمل کیجئے + تو انکو مستبعین سے حدیث و قرآن کے نکال دیجئے کیونکہ
 یہ تو مشرکین و کفار کے جس میں مجوس نہیں ہوتے + جسمیں اجرائی کلمہ کفر
 میں متحیر ہو کر تبرک غریت خصت کو (جو آپ نے تقیہ قرار دے رکھا ہی ا
 اختیار کرنا درست ہوتا + یہاں تو انکھار حق کے واسطے مؤمنین و مشرکین میں ایسے

جا کر توبہ کیا + نعوذ باللہ منہ + اسی صاحب یہ تو گڑھے سے نکل کر کٹوے میں
 گرنے کی نقل ہے + اس کتاب و کتاب سے غیر مقلدیت سے توبہ کرنیکا اقرار کرنا اچھا
 جس سے خسر الدنیا والآخرۃ سے نجات پاتا + کیونکہ اس حال مضلین کا یہ ہے
 وہ راست ہدایت کو چھو کر راہ کج ضلالت چلتے ہیں اور اپنی ضلالت سے اس نا حق
 حق تصور کر لیتے ہیں + کیا کرے ع بات پیشانی کی جو کچھ ہی سویش آئے + التقدیر کا
 ع تعلیم پسود چہ نقدر سیاق بہت + وجہ ہفتم غیر مقلدیت سے توبہ کرنیکا
 انہما کرنا عیدیم فہم عبارت پر اقرار کرنا ہے کیونکہ اس کتاب نامہ کی پہلی عبارت میں
 فلما ظہر حالہما حضر فی المحکمۃ العالیۃ واستفتیٰ فتابا (تا)
 وکتبا بقیہا ما ترجمہ ہذا ہے + و سکوا و آپ کے میا نصاحب وغیرہ کی عبارتوں
 تطبیق میں سے سوا غیر مقلدیت سے توبہ کرنیکی اور کچھ تاویل کی گنجائش
 نہیں ہو سکتی ہے بلکہ اسکی ہی تصدیق ہوتی ہے + اسکو تقوٰۃ و تکی
 سجدہ ہی خطا نہ تھی + کیونکہ استفتیٰ (تا) عن العقیدۃ الضالۃ الجاہلۃ
 والطریقۃ الخبیثۃ الوہابیہ کے جواب میں میا نصاحب نے بت وغیرہ
 لکھا + وجہ ششم متبع السنۃ والجماعۃ عقیدۃ و فعل سے غیہ
 اتباع مذاہب اربعہ کا مراد لینا بہت ہی جمالت و بلاد ت ہے + کیونکہ جب
 آپ کے میا نصاحب نے ان مذاہب کا کلام اسو کی تفسیر کو بقید من الرافضیۃ والخاصیۃ
 والوہابیۃ مقید کر دیا + تب مضمون تخصیص الشیء بالذکر بدل عدل
 نفی ما عدل کا ذکر الاما والسرخصی + مذاہب اربعہ لفظ سے
 میں شامل نہ ہو + معہذا اس سے غیر اتباع مذاہب اربعہ کا مراد لینا بلاد ت

عمل بالحدیث والقرآن کے تکیہ پر گمراہ کرنے کی لیاقت تھی اور وہ ان مکہ
 معظمہ میں علماء دین سے مناظرہ کیسا حبشیت و لیاقت جاتی رہی ہے
 اجتہاد کا دعویٰ کیسا اور عمل بالنص پر دم بہرنا کیسا لا حول ولا قوۃ

الآ باللہ العلیٰ العظیم +
 تذیل در بعض فتاویٰ کہ بوقت اختتام طبع این کتاب
 بوقوع آمدہ بنظر نفع عام الحاقش کردہ شدہ +
 این فتویٰ بحواب استفتائی مستفتی بمبیر حاجی محمد
 رمضان علی غفرلہ الباری جناب مولوی عبدالحق رضا
 چہرہ وی ادام مجدۃ العلیٰ نوشتہ شدہ +

اطلاعی

چون دلائل این فتویٰ با ہم مشترک اند بنا بران حجت
 ہر سوال جو ابش نداده این را یکجا جمع کردہ شدہ
 لہذا بظاہر عدم تطبیق مفہوم گشتہ و حقیقت
 انطباق کُلی یافتہ شدہ

حجاز (جس کی اہمیت اور شہرت بآیت و مہکائے اولیاء ان اولیاء
 الا المتقون ثابت ہے) کہ جس میں محبوب ہوئے تھے بخوبی ظہار
 حق کر سکتے ہیں کیا اور کیوں بعض قولہ تعالیٰ ومن لم یحکم
 بما انزل اللہ فاولئک هم الکفرون اور قولہ تعالیٰ ومن لم یحکم
 بما انزل اللہ فاولئک هم الفاسقون اور قولہ تعالیٰ ومن لم یحکم (تا) ہم الظالمون
 کافرو فاسق و ظالم بنا اور اگر ملامت کا خیال تھا تو قولہ تعالیٰ ولا
 یخافون لومة لائم لا تو اس کے دفعیہ کے لئے کافی تھا اور اگر وہ کا خیال
 تھا تو قولہ تعالیٰ ولا تخشوا الناس اخشوا اللہ اسکے ازالہ کے واسطے
 کافی تھا منہی عنہ پر عمل کرنا کیا تھا بلکہ حدیث الصدقین بنی والکذب
 یہلک پر اعتقاد کرنا تھا کیوں نہ ہو اگر ایمان کامل رکھتے تو قولہ تعالیٰ
 اللہ احق ان تجشوا انکم تم مؤمنین پر عمل کرے اور بعض
 اللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان کا خاموش منہ خدا و رسول
 کی خوشنودی کو اولیٰ جانے اور اگر اتباع قرآن سنت کا کرتے تو
 قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ الخ کا اتباع ضرور کرتے اور اگر ان کے
 زعم میں تقلید شخصی باطل تھی باوجود اسکے انہوں نے اسکی حقیقت کا اقرار
 کیا تو بخوبی قولہ تعالیٰ تم تل بسوا الحق بالباطل و تکتمون الحق و انتم
 تعلمون کا مصداق بنا اور اگر فقط حدیث پر ہی عمل کرتے تو بھی
 بعض حدیث الساکت عن الحق شیطان اخر من یبغی و بلکہ ظہار
 حق پر کمر باندھتے کیا امن کو فقط ہندوستان کے عوام کا لہہ اٹھانا

ولعنها كفرة وما في العالم كيري والخاصة والبزائير ان ^{فرض} اذ كان يسب الشيخين ويلعنهما عياذ بالله فهو كافر. اين
اقول مخزن الشيخين ايضا في الاشباه الكفر شيء عظيم
فلا اجعل المؤمن كافرا متي وجدت رواية انه لا يكفر
ايضا فيه ولا يكفر احد من اصل القبلة الا بوجود ما دخل
(تا) وفيه بعض اختلاف لكر لا يفتي بما فيه اختلاف و
رد المحتار لا يفتي بكفر مسلم اذا كان جاهلا بما على محل حسن
ايضا فيه فعلم ان ما ذكره في الخلاصة من انه كافر قول ضعيف
مخالف للمتون والشرع بل هو مخالف لاجماع الفقهاء كما سمعت
الف العلامة مالا على القاري رسالة في الرد على الخلاصة وبهذا
نعلم قطعا ما عرى الى الجوهرة من الكفر مع عدم قبول التوبة
على فرض جودة في الجوهرة باطل الاصل له ولا يجوز العلل وقد
مرانه اذ كان في المسئلة خلاف ولورواية ضعيفة في المصنف
ان يميل الى عدم التكفير فكيف يميل هنا الى التكفير مخالف
لاجماع فضلا عن ميله الى قتله وان تاب قدم ان كان المذنب
توبة ساءت الرسول صاهم فكيف ساءت الشيخين العجب من صاحب
البحر حيث تساهل غاية التساهل في الافتاء بقتله مع قوله وقد
الزمت نفسي ان لا افتي بشيء من الفاظ التكفير المذكورة في كتب
الفتاوى نعم شك في تكفير من قذف السيدة عائشة او انكر

مَا قَوْلِهِمْ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى

اندرینکه اگر کسی صحابه رضی عنہم را باعثِ باہم مشاجرات و منازعات
آنان سب و شتم نماید: یا حدیث علی شرم اللہ وجہہ الابرار ^{شیخین} تفصیل
و یا بر حضرت معاویہ رضی عنہ لعن طعن کند: یا کسی سب کندہ را از سب
و شتم صحابه توبہ کردن گوید و ابجوابش گوید کہ من چه کرده ام کہ توبہ
بکنم: پس آن کس کافر خواهد شد یا فاسق یا ضال یا مبتدع یا فاعل گناہ کبیرہ
و همچنین کس سلام کردن رو بہت یا نہ: و او را تعزیر کردہ خواهد شد یا نہ:
و شہادتش مقبول خواهد شد یا مردود: و اگر توبہ کند توبہ اش مقبول خواهد شد یا

بَيِّنُوا وَتُجْرُوا

الاجواب سب و شتم کندہ رضی اللہ عنہم را کافر محض نیست ^{است}
مختلف فیہ اما در فاسق و ضال و مبتدع و گنہگار بگناہ کبیرہ بودنش
و شبہ نیست و سلام بر همچنین کس درست نیست: و او را تعزیر
کردہ خواهد شد و بانکار توبہ کافر خواهد شد: و اگر توبہ کند
بندیب مختار بلیل تعیم ^{مضمون} قوله تعالیٰ هو الذی یقبل التوبۃ
عن عباده توبہ اش مقبول خواهد شد و شہادتش مردود لما فی
و المختار من سب الشیخین او طعن فیہما
کفر و لا تقبل توبۃ و بہ اخذ الدجوسی و ابو اللیث و
ہو المختار للفتوے و لما فی الاشباہ والنظائر سب الشیخین

وان كان يفضل علياً كرم الله وجهه على ابن بكره لا يكون كافراً إلا
 انه مبتدع الخ ولما في القنية ^{١٤٥٥} ولا يسلم على الشيخ المازح ...
 والنزاد والكذاب او اللادع ومن سب الناس الخ ولما في القارة
 ان سب الصحابة حرام وراى بعض الفواحش مذهبنا ومذهب
 الجمهور انه يعزى وقال بعض المالكية يقتل وقال القضاة عياض
 سب احدهم من الصحابة وقد صرح بعض علما ثنائاً بأنه يقتل
 من سب الشيخين وفي الاشباة والنظائر كل كافرا بفتوته مقبولة
 في الدنيا والاخرة الا الكافر بسب النبي صلعم او سب الشيخين او احدهما
 ولما في ح المختار ^{١٤٥٩} رعة كل مرتكب منكراً ومن ذى مسلم
 بغير حق بقول او فعل ولما في الحادي ^{٢٢١}ة ومن كشف الغوا ^{مض}
 الاصل في وجوب التعزير ان كل من ارتكب منكراً كبيراً ليس له حد
 المقدر في الشرع او اذى مسلماً بقوله او بفعله فانه يجب التعزير
 عليه (تا) وكل جنائية ليس فيها حد مقدراً فالتعزير فيها واجب
 ولما في العالم ^{٢٢٦} كثير من رجل ارتكب شيئاً من الصغائر
 فقبل له ثوب الى الله فقال من چه كروه ام تا تو بامير كروه ويكره ذاتي
 (تا) ولو ان رجلين تشاجرا فقال احدهما لاول ولا فوق فقال لاول
 بكارنيت الخ يكفر فقط + هكذا حكم الكتاب الله تعالى اعلم
 بالصدق والصواب + عبد الحكيم مدرس اول مدرسه
 ابو الهولاء حسين باقر مدرس اول مدرسه محسنه محسنه بوبكى

صحبة الصديق منه واعتقد الألوهية في عليّ وأوان جبريل غلط
 في الوحي أو نحوه ذلك من الباطن الصريح المخالف للقرآن ولكن لو
 تاب قبل توبة **وايضاً فيه** وسب أحد من الصحابة وبغضه
 لا يكون كفراً لكن يضل **وايضاً فيه** لا ينبغي للعالم ان يبادر
 بتكفير أهل الإسلام **وايضاً فيه** وترد شهادة من يظهر سب
 السلف لأنه يكون ظاهراً للفسق (تأ) او يظهر سب السلف **يعني الصالحين**
 منهم وهم الصحابة والتابعون **ولما في نصاب الاحتساب**
 وأما ما يتعلق بالفتي والقائل يجب ان يعلم انه اذا كان في المسئلة
 وجوه وجه يجب التكفير ووجه يمنع التكفير فعلى المفتي ان يميل
 الى الوجه الذي يمنع التكفير تحسباً للظن بالمسلم ثم ان كان نية القائل
 الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم وان كان يريد الوجه الذي يوجب
 التكفير لا ينبغيه فيفتي بالمفتي ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وتبطل
 النكاح بينه وبين امرأته + ومن آت بلفظة الكفر مع علمها
 لفظ الكفر ولكن آت بهما عن اعتقاده فقد كفر + وان لم يعتقد
 ولم يعلم انها لفظ الكفر ولكن آت بهما عن اختيار فقد كفر عند
 العلماء لا يبعد بالجهل وان لم يكن قابضاً في ذلك **ولما في فقه**
الأكبر ولا تذكر الصحابة في الأخبار ولا تكفر مسلماً بذنب من الذنوب
 وان كانت كبيرة اذا لم يستحلها ولا جبريل عنه اسم لايمان **ولما في**
عقائد النسخ وتكفر عن ذكر الصحابة في الأخبار **ولما في العالم الكبير**

۱۲۹۲ هـ
عبدالعفی عنه

عزیز پروفیسر مولیٰ کالج

محمد (۱۲) (۱۸) ح

چهارم درس از سید مولیٰ

محمد

محمد

عفی عنه

فبغضی بغضهم + ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی
فقد اذی الله ومن اذی الله یوشک ان یاخذ
هذا حدیث حسن لا نعرفه الا من هذا الوجه اخرجه
الترمذی ^{۲۳۳۱} حدیث قال رسول الله صلعم اذا
رایکم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة الله
على شکم + اخرجه الترمذی ^{۲۳۳۲} حدیث قال رسول الله
صلعم ان من البکاء ان یشتم الرجل والدیه
قالوا وهل یشتم الرجل والدیه قال نعم یسب الرجل
ابا الرجل فیسب اباه ویسب امه فیسب امه اخرجه
الخمسہ ^{۲۳۳۳} للنسائی کذا فی التیسیر ^{۲۳۳۴} تنبیہ ازین
سب صحابه رفر منعی شدن + وازت صحابه سب
وازی بعض صحابه بغض رسول الله از مردم + وازت
صحابه ازیت رسول الله وازت رسول الله ازیت
خدا وازت خدا ماخوذ شدن + و بر شتر کنندگان
لعنت کردن + و سب را از کبار ثابتن + بخوبی
ثابت و تحقیق گشت + و علی وجه الکمال بصورت جمال حق
بر مرکز قرار گرفت و در نوآوری تحت باب تحریم سب
الصحابه رفر این عبارت نوشته و اعلم ان سب
الصحابه نضاحم مرفوح مثل المحرمات سواء من

تخریر واعطانه وقت پیرنپانه درین باب از مستخرج

محمد عبد القادر عظیمی

این همه که نوشتم - حسب ستور فوقی بدانکه کتب فقهیه نوشتم - حالاً مناسبت
میدانم - که چند حدیث نیز درین باب بیارم و پیش نظر ناظران بگویم تا بنیند
و حسب و شتم کنندگان را بفهمانند - و از مضامین احادیث ایشان را
تبرسانند - تا ایشان نیز حسب شتم را معنی دهند و مانند دیگران سخن بگویند
نکنند و هر چه کرده اند از آنها توبه سازند و در شایعات و نازعات صحابه
چه اعتقاد باید داشت معلوم کنند حدیث قال رسول الله صلی الله

علیه وسلم لا تسبوا اصحابی لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیده لو

ان احکم انفق مثل احدى هبما ادرك مد احدهم ولا نصيفه (تا) قال کان بین خالد بن الولید

و بین عبد الرحمن بن عوف شیء فسیب خالد فقام

رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تسبوا احدا من اصحابی و ان احکم

لو انفق مثل احدى هبما ادرك مد احدهم ولا

نصیفه اخرجه مسلم حدیث قال رسول الله صلی الله

لا تسبوا اصحابی و ان احکم اخرجه ابوداؤد حدیث

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تسبوا اصحابی و ان احکم

غرض آنکه هر چه از این حدیث می بینیم و می آید

عبد الرؤف عظیمی

عبد السلام عظیمی

من اجاب قد استأنا

عبد الواسع

عبد الزهراء

مدرس علوم دینی

وأعلم ان سبب تلك الحروب ان القضايا كانت
 مشتبهة فاشد اشتباهاً اختلف اجتاههم
 وصاروا ثلاثة اقسام قسم ظهر لهم بالاجتهاد
 ان الحق في هذا الطرف وان مخالفه باغ فوجب
 عليهم نصرته وقتال الباغي عليه فيما اعتقدوا
 ففعلوا ذلك ولم يكن يحل لمن هذه صفة التاخر
 عن مساعدة امام العدل في قتال البغاة في اعتقاده
 وقسم عكس هؤلاء ظهر لهم بالاجتهاد ان الحق
 في الطرف الاخر فوجب عليهم مساعده وقال الباغي
 عليه قسم ثالث اشبهت عليهم القضية وتحيروا
 فيها ولم يظهر لهم ترجيح احد الطرفين فاعتزلوا الفریقين
 وكان هذا الاعتزال هو الواجب في حقهم لانه
 لا يحل الاقدام على قتل مسلم حتى يظهر ارضه
 مستحق لذلك ولو ظهر لهؤلاء رجحان احد الطرفين وان
 الحق اليه لما جاز لهم التاخر عن نصرته في قتال البغاة
 عليه فكلهم معذرون به عنهم ولهذا اتفق
 اهل الحق ومن يعتقه به في الاجماع على قبول
 شهادتهم ورواياهم وكمال عدالتهم
 رضي الله تعالى عنهم اجمعين واخذلافات صحابهم

ابو محمد الحكيم

عبد الله بن عوف عنه

المعتمد بن عوف

عظيم الدين محمد بن عوف

محمد بن عوف بن عوف

سلطان حسن

عبد الرزاق

لا بس الفتن منهم او غير لانهم مجتهدون في تلك الحرب ومتأولون
 رتاً قال القاضي سباً حدهم المباح صبي الكبار ومذهبنا
 مذهب الجمهور انه يعزى ولا يقتل وقال بعض المالكية يقتل المحر
 وايضاً فيه رت تحت كتاب الفتن واعلم ان الدماء التي جرت بين الصي
 عنهم ليست بداخل في هذا الوعيد ومذهب اهل السنة والمحقق احسان الظن
 بهم والامساك عما شجر بينهم وتاويل قتالهم وانهم مجتهدون ومتأولون
 لو قصدوا معصية ولا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق انه الحق و
 مخالف باغ فوجب عليه ان يرجع الى امر الله وكان بعضهم مصيباً
 وبعضهم مخطيأ معذوراً من الخطأ لانه مجتهد والمجتهد اذا اخطأ لا اثم
 عليه كان على كرم الله وجهه هو الحق المصيب في ذلك الحروب هذا
 مذهب اهل السنة وكانت القضايا مشتهمة حتى اجتمع من الصي
 تخير وافتعلوا الطائفتان ولم يقتلوا ولو يتقوا الصواب لم يتأخر
 من مسا عتبه ايضاً فيه تحت باب فضائل الصحابة رضي الله عنهم
 اما معوية فهو العبد والفضل والصحابة النجباء واما
 الحروب التي جرت فكانت بكل طائفة شبهة اعتقدت تصويب
 انفسها بسبها وكلهم عدول في حروبهم وغيرهم
 ولم يخرج شي من ذلك احداً منهم من العدا لانه مجتهدون
 اختلفوا في مسائل من محل الاجتهاد كما يختلف المجتهدون
 بعدهم في مسائل من الدماء وغيرها ولا يلزم من ذلك نقص احد منهم

سئل علي من اهل الجمل قال قيل مشركون هو قال
 من البشر فرق اوتيل منافقون هم قال ان المنافقين
 لا يذكرهم الله الا قليلا قتل فها هو قال اخوانا
 بغوا علينا وقال علي ان لا رجوان تكون كالذين
 قال الله عز وجل فزنا ما في صيد وهم من غل
 اخوانا على سررتنا بلدين + اخراجهم الحاكم كذا في
 الاثر + ونيزورين روايت حضرت علي بن ابي طالب
 وتفرط يكتنذ لكان ودر حضرت علي رضي بوضوح بيوت
 وشك تشكيان بخوبى سند فغ كشت حديث
 عن علي بن ابي طالب عانى رسول الله صلعم فقال علي
 ان فيك من عيسى عم مثلا ابغضته اليهود
 حتى بهتوا اماء واحبته النصارى حتى انزلوا
 بالمنزلة التي ليس لها قال قال علي لا واثقه
 بهلاك في محب مطري بما ليس في ومبغض مفتري
 يحمله شتمنا على ان يبهتنى الا واني لست بنبي ولا
 يوحى الي ولكنى اعمل بكتاب الله وسنة نبيه
 صلعم بما استطعت فيما امرتكم به مطاعة الله
 فحق عاينكم طاعتى فما احببتم او كرهتم وما امرتكم
 بمعصية الا وقرئ طاعة لاحد في معصية الله عز وجل

النا بغير نزل

عبد عبد

لا ريفيه
 كيف با داحل عظم

محمد اسى ائيل
 غفر له الجليل

محمد مصداق
 غفر له الحق

عبد العظيم
 غفر عنه

رضی اللہ عنہم حسب شیت الہیست و ان کسے راحر
 زون نباید + لما فی المشکوۃ عن عمر بنہ قال
 رسول اللہ صلیہ یقولہ سئل عن اختلا
 اصحابہ من بعدی فادعی الی با محمد ان اصحابک
 عندک بمنزلة الخوم فی السماء بعضهم اقوی من بعض
 لكل نور فمن اخذ بشیء مما هم علیہ من اختلا
 فهو عندی علی ہک قال قال رسول اللہ صلیہ اصحابی
 کما الخوف فباہم اقتدیخرا ہدیہ رواہ زرین + و
 لقول النبی صلیہ اذا ذکرتم اصحابی فاسکتوا

کذا فی الخلفاء + وقولہ تعالیٰ تلک امة قد خلعت

لہا ما کسبت ولکم ما کسبتہم ولا تسئلون عما
 کانوا یعملون + سوید بن سنان وقولہ تعالیٰ واللہ
 خالقکم وما تعلمون + سوید بن جال و نیز روایت
 ابی نصر + قال کرم اعلیٰ و عثمان و طلحہ و زہیر
 عند ابی سعید فقال سبقت لہم سوابق و
 اصابتہم فمتہ فترج و امرہم الی اللہ اخرجہ
 ابو بکر ہکذا فی الاثر المصدق ابی قتیبہ وقال
 و نیز ازین روایت ابو بکر بنی حال بل اجل بوجہ حسن
 مشکف خواہ شد حدیث عن ابی بکر بنی قال

اجاد و ان جاب و افاد
 من اصحاب محمد رضی اللہ عنہ
 سابق و در س اول ہوگی

الجبیب
 غلام سنان عباسی
 در س دوم و در س اول

محمد
 عبد الجلیل

قام مقام در س اول
 کا بجای اسلول ہوگی

عزیز اللہ
 عزیز اللہ
 عزیز اللہ

عزیز اللہ

رافضی نشان ای سمان نفاق از ایشان عبرت و خیرت گیرید و بپند
 نصیحت پذیرید که رسول الله صلعم بقوله اکرموا اصحابی فانهم خیارکم
 ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظهل لکذب حتی ان
 الرجل یحلف ولا یتحلف انہ کذا فی المَشْکُوفِ + تعظیم و تکریم و ثوق
 صحابه بعد از ابرار واجب فرموده اند که صیغه اکرموا امر است و موجب امر
 و موجب پس عاشق بر ما واجب است + و نیز یلفظ ثم یظهل الذب ان بعد
 عبور مان بمشرب الخیر + و ظهور مان بمشرب الشر بر کل تالیفات شر القرونی +
 اعتماد کلی نمودن را هدایت نموده اند پس کچه ظهور بر تالیفات شر القرونی
 که کذبش منطوق بالنص است اعتماد کلی نموده و وثوق قلبی کرده برخلاف
 اقرا اکرموا اصحابی انهم و نهی + لا تسبوا اصحابی انهم بر صحابه
 لفظش ای تعظیم است و خصوصیت را در آن مداخلت نیست + سب و تم کنید
 و نفاق بدل دارید این نیست مگر تالیفات شر القرونی را کالوحی السواء
 فمیں و غیر رسول را رسول تصور بدین است با وجود شرخ و راستی
 اگر انیدید + و با وصف مخالفت بنی خود را بر مره امت بنی صلعم شمارید
 لا حول و لا قوه ای مومنان همچنین مبتدعان را در مجالست و سکالت توفیر
 و تکریم کنید + بلکه بدلیل حدیث قال رسول الله صلعم من
 وقع صاحب دعته فقد اعان علی هداهم الا سلام رواه البیهقی
 کذا فی المَشْکُوفِ + توقیر ایشان را موجب بدرم اسلام دانید + هذک
 کفایة لمن له الدلالتیہ *

انما الطاعة في المعروف اخرجه الحاكم و **برگاه برشان اهل عرب**
 حديث قال رسول الله صلعم من برح هو ان قره بنوا هانله الله رواه
 الترمذي ^{۲۵۲۵} حديث عن سلمان قال قال رسول الله صلعم لا تبغضني ففارق
 دينك قلت يا رسول الله صلعم كيف ابغضك وبك هذا ان الله قال
 تبغض العرب فتبغضني اخرجه الترمذي ^{۲۵۲۵} حديث قال رسول الله
 صلعم من غش العرب لم يدخل في شفاعتي ولم تنله موتي رواه الترمذي ^{۲۵۲۵}
 واركد و ليس برشان همان صحابه كرام كه قوله تعالى والسابتون الاولون
 من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا
 عنه واعدا لهم جنت تجري من تحتها الانهار خالد بن ابي الدلفار است
 بچگونه سب و شتم مني عنه نباشد و سب كننده از شفاعت خارج نگردد و محبت
 رسول او را در گيرد و در عذاب جهنم مغذب نشود و چون بدليل حديث
 لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الي ما قدموا اخرجه البخاري و ابوداود
 والنسائي كذا في التيسير ^{۳۲۲۵} حديث لا تسبوا الاموات فتؤوا الاحياء الخ
 الترمذي كذا في التيسير ^{۳۲۲۵} حديث بر سلق مرده سب و شتم درست نباشد
 مني عنه كرد و ليس بچگونه بر سب و شتم مردگان مبرحون كه افضل العرب اند و با فضيلت اشيا
 كه رسيدن تواند به چنين سب و شتم و فواحش كه بقوله تعالى انما حرم الله الفواحش
 حرامست مني عنه نباشد آري همچنين حرمت از ستميان صادر شدن گويي
 از فضيلان را خوش گذرست و از فضيلان عدل ستميان اند و اعدا را خوش گذرست
 بقوله تعالى لا تشمت بالاعلاء مني عنه است **تنبيه** اى ستميان

فریب خورده راه جهنم گیرد. زیرا که بر صحت صحابیت حضرت معاویه رضی الله عنه و فریقین
 مؤمنین و مخالفین اتفاق است. و آن کفره و فخره را هم خلافت است چنانچه خفی نه جزئی
 پس صحابی شدن حضرت معاویه نه نام است قطعی یقینی و صد و قیام از ان معزز
 الیه حکایتست غیر یقینی که اکثر مؤمنین یا محدثین بر من تصب و نفسانیت و عدالت
 مریض گشته نسخه های نوشته رفتند و بعضی تقلید همان متعصبین و غیر هم مقلد شده رساله
 نگاشتند و بعضی باعث بعد از ان بر اقوال معاندین فریب خورده امتیاز حق و باطل
 گردن نتوانستند روایتها و حکایتها نوشتند بیک اجل کردند چنانچه اینهمه کوائف و اطوار
 و تذکرة المذاهب و ما احسن الاله القوی دفع اجل الوابیه نوشته ام. و دلیل شایسته
 و برهان کافی آورده ام پس اینها نیست. مگر امورات غیر یقینیة ظنیة است ازین باب
 علی القاری در شرح فقه اکبر از احیاء العلوم امام غزالی مع این عبارت نوشته. +
 فان نیل هل يجوز لعن یزید لكونه قاتل الحسین و امرأه قلنا هذا ما لم
 یثبت اصلا فلا يجوز ان یقال انه قتلها و امرأه فضلا عن لعنه و لانه
 لا يجوز نسبة مسلم الی کبیره من غیر تحقیق بل لا يجوز ان یقال ان ابن
 ملجم قتل علیا و لا ابولؤلؤ قتل عرفان ذلك لم یثبت متواترا. +
 و بر چنین امورات ظنیة تکیه کرده ام یقینی قطعی را (که عبارت از صحابیت است) ترک
 ساختن و بر مخالفتش عمل کردن و بر آن اصرار نمودن کارنا امان و بلدان و جاهلان
 و امتحان نیست و فعل فاسقان و فاجران و مبتدعان ضالان نیست کیست که
 و قذف و بدگویی بجز خرافات نیست و در دعا بغیر نفع ضرر نیست بلکه در سکوت
 از لعن شیطان هم خطر نیست لهذا دفعه اکبر مذکور از احیای مذکور همین عبارت

علاوه بر این جواب استفتائی ضی الله عنه گفتن بنام
حضرت معاویه به درست است یا نه تحریر کرد و دیگر و تقریر
آخر نوشته ام بر آن معاینه محبان نقاشش می کنم و بنویسد

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سید المرسلین
وعلى آله الطيبين واصحابه الطاهرين والائمة المجتهدين اجمعين
اما بعد فقیر حقیر سراپا تقصیر خادم هر بنا و پیر و کل صغیر و کبیر محمد عبد القادر
غفر له انجیز می گویم که اگر کسی از ماستیان بر تکیه اخبار و آثار محدثین و مؤرخین
و بر نوشته علمای متقدمین و فضلاهی متاخرین که در باب مشاجرات و منازعات
صحابه مقبولین ضعی الله تعالی عنهم اجمعین است و آنها بشیت رب العالمین بوقوع
آمده و ظاهر گشته + بر آنان لعن و طعن و امانت نماید و عداوت نهانی بدل آورد
خصوصاً در کسر شان حضرت معاویه به چیزهای ناملائی ذکر کند + البته بمضایق
احادیث که در عصیت سب صحابه وارد است معذب و فاسق و ضال
شود و مبنویس خدا و رسول گردد و بر خلاف مأموریه فاسکوکا که در حدیث
اذا ذکرتم اصحابی فاسکوکوا و منه عنه لا تسبقوا الصحابة عمل
کردن لازم شود و باعث جمالت و بلاوت یا بسبب ضلالت و بغاوت
امر خطی غیر یقینی را بر امر قطعی یقینی ترجیح دادن بر خود التزام کند اصلاً
در میان حق و باطل امتیاز نمی سازد خواه نخواهد بر نوشته متعصبین و معاندین

تطهير حديث باهل كساء، محقق شدن نمی تواند بلکه همان حدیث کسانی بر عدم
شمول اهل کسانی بآیت تطهیر لالت کنند اما بفهم ان معنی عقل کامل باید و فهم شامل شایسته
چرا که اگر اهل کساء بآیت تطهیر شامل بودند هر آینه هرگز رسول خدا صلعم بر عا
اللهم هؤلاء اهل منی تخصیص حاصل نمیدهند چونکه سیاق و سباق عبارت
سابقه و لاحقه آیت تطهیر یعنی یا نساء النبی کسنتن كما حد من النساء
ان اتقین (تا) و قرن فی بیوتکم ولا تبرجن تبرج الجاهلیة
الاولی و اقمین الصلوة و اتین الزکوة و اطعن الله و رسوله انما
یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم
تطهیرا و اذکرون ما یتل فی یمین تک من آیت الله و الحکم
و کیر آیت کریمه خطا با بساره علیهما السلام اتعجبین من امر الله و کیر
علیکم اهل البیت انه حمید مجید که مفسر و بسین آیت تطهیر
بر تخصیص از واج مطهرات دال بود، بنابراین از رسول خدا صلعم چنین دعا نمود
و در حاجت دعا چه بود و نیز حضرت ام سلمه که این آیت تطهیر خانه اش سفار شده
بود باهل کساء شامل نفرمود بلکه بجا نا تخصیص حاصل بجواب سوال حضرت ام سلمه
انت علی خیر و انت علی مکاتک فرمود یعنی آیت تطهیر شاملش نبود
لما در جلالتین در تحت یا اهل البیت امی نساء النبی مسطور و در عباسی یا اهل بیت
النبوة مذکور و در بیضاوی لان التخصیص لهم لا یناسب قبل الایة و ما بعد و الحدیث
یقضی انهم اهل البیت لانه لیس غیرهم مزبور فایر التخصیص کیف العمل بخلاف هذا
التخصیص علاوه بر آن علی هذا القیاس لغیر عترت هم که در حدیث مذکور باهل بیت مخصوص

مسطور است ولا خطر في السكوت عن لعن ابلين فضلا عن غير بطر و دیگر
 می گویم که اگر باعث بغاوت حضرت معاویه بر حضرت علی کرم الله وجهه استحقاق
 لفظ رضی الله عنه نباشد پس حضرت زید شهید رحمه که بابر در و امام وقت بغاوت کرده
 بر او خروج نموده بود بطریق اولی استحقاق لفظ رضی الله عنه نباشد بلکه از آن منتهی است
 که در حدیث ثقلین، کورست نقصان پذیرد حضرت حسن باعث مصالح و بهر
 معاویه مستحقش شدن تواند نه حضرات عائشه صدیقہ و طلحہ و زبیر و غیر جم
 بسبب خروج بر حضرت علی رحمه مستحقش باشند و نه حضرت داود و عم باعث قتل کنانیدن
 حضرت اوریاض برای گرفتن روحه اش مستحق علیه السلام گردند نه بلادران حضرت
 یوسف علیه السلام بسبب ظلم آنان بر حضرت یوسف عم قابل علیه السلام شدن
 توانند نه حضرت آدم عم باعث نافرمانی و گندم خوری مستحق علیه السلام باشد طر ف
 بر آن این است که نظائر و امثال مذکوره قطع و قضی اند با وجودش یا نه بکن
 مداوت داشتن ممنوع شرعی است + و بغاوت حضرت معاویه خبر است مستطیع
 غیر یقینیه + یا نه بودن بسبب تطای اجتهادی باشد + کما ذکره و آن معقوب بقوی
 الهی گردد بلکه دلیل حدیث قال رسول الله صلعم اذا اجتهدت الحق فاصاب فله اجر
 و ان اجتهدت فاطأ فله اجر + اخرجه الشيخان ابوداؤد و کذا فی التیسیر + ثاب
 باشد چرا مستحق لفظ رضی الله عنه نباشد + و اگر کسی از سنیان رافضی نشان
 بدین دلائل سنیان کوشیده با استدالات ناسده رافضیان سه گشته بآیت تطهیر
 بحدیث ثقلین تنسک جوید و برویت لفظ اهل بیت و عترت آیت و حدیث را تحمیل
 و ضلالت پذیرد همانا تحفه اثنا عشریه بهدیه ایشان که کفایت باشد که فی الحقیقت آیت

فتویٰ ہے۔ * لما فی العالم کیری الفتویٰ زماننا بقول
 محمد ؑ حتی یحد من سکر من الاشریۃ المتخذة من الخبث والمسل
 والابن والتین لان الفساق یجتمعون علی هذه الاشریۃ ویقصدون
 السکر والالہود بشرھا کذا فی التبین، ایضا فیہ وعند محمد رحم
 حرام شربہ قال الفقیہ وبہ ناخذ کذا فی التخصیص ولما فی توفیر
 الابصار وحررھا محمد مطلقا وبہ یفتی ولما فی الدر المختار
 والکل حرام عند محمد وبہ یفتی، ولما فی رد المحتار (قولہ وبہ یفتی)
 ای تجزیم کل الاشریۃ وایضا فیہ (قولہ وبہ یفتی) ای بقول محمد
 وبہ قول الائمة الثلاثة ایضا فیہ (قولہ وغیرہ) کصاحب الملتنف
 والمواہب الکفایۃ والنہایۃ والمعراج وشرح المجمع وشرح در البحار
 والقہستۃ والعینی حیث قالوا الفتویٰ زماننا بقول محمد لغلبة الفساد وکل
 بعضهم بقولہ لان الفساق یجتمعون علی هذه الاشریۃ ویقصدون الالہود
 والشرب بشرھا ولما فی النہایۃ والفتوٰ علی قول محمد ؑ کذا ذکرہ امام
 المحبت ولما فی الکفایۃ والشیخ الخسری رحم ذکر فی الفتاویٰ والفتوٰ
 علی قول محمد ؑ ولما فی الجامع الرمونہ وحاصلہ ان شرب (ہا) حرام
 عند محمد یغ فیحد ویقع کما فی الکافی وعلیہ الفتویٰ تنبیہ . . .
 دیکھو ان کتابوں نے یعنی عالمگیری اور نور الابصار اور در المختار اور رد المحتار
 اور ملتقی اور مواہب اور کفایہ اور نہایہ اور معراج اور شرح المجمع اور شرح در البحار
 اور قسطنطینی اور عینی سے شرعہ غیر منصوصہ میں امام محمد ؑ کے قول پر فتویٰ ہونا

۱۲
 ۱۱
 ۱۰
 ۹
 ۸
 ۷
 ۶
 ۵
 ۴
 ۳
 ۲
 ۱
 امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

شرن نمی تواند که کل اهل بیت بقول شیعه هم مستحق نبوند بلکه بعضی از آنان با عقاید و فروع
 متروک و باغی گشتند العباد بالله پس مضمون حدیثی علی وجه الکمال سوش اجماع اهل بیت صادق
 نه آیه الاحمال نقصان پیروی پس جامع نذر او خدو نشد و چون رسول خدا صلعم در شان حضرت
 عباس نیز یارب هذا عی و صنوابی و هؤلاء اهل بیتی الزموا و خصوصیت برت
 و بیت رونو لهذا مانع دخول غیر نم نشد پس مضمون حدیثی که حدیث من سلك علی طریقی
 و سنتی فهو اولادی و الی و عنونی (علی الاختلاف است قیام گرفت و مضمون قوله تعالی
 یا نوح ان الله کتب علیک ان الله عمل غیر صالح که صدق گوشت نابراین این مثل
 بندگی باید میزدی که منسوبیت و شهرت گرفت اما باین اکثر ان فضلیت این پنجتن بزرگان را
 قایل هستم و اعتقادش بر این دارم که بر کثرت فضیلت فاضل و فضل و فضول را مثل او اما من میسایزم بلکه مضمون
 الکمال در حجاب و فضلنا بعضهم بعضی در بعضی تفاوت داریم نه مانند حقا برید فضلیت افضل
 انما انکم بلکه بر شان کل مؤمنین متقدمین و جمیع مسلمین با یقین آیت دنا اغفر لنا و لاخواننا الذین
 سبقونا بالایمان فکفعل فی قلوبنا غلا کلا الذین امنوا هانذا کلا و فی الکونین را تلاوت کنیم فقط هانذا
 لمن اعتد و تبعه لمن استبصر این نوشته ها که اسرار را با انکسار بلکه از نوشته خود در مسامحه محمد و
 نعمه و غفر الله له استار است علما و دین و مفتیان شرح متین کیا و مؤلفین این مسکنونین که
 غیر مضمون و نه به کی حلال و حرمت مادی این شیخین قول بر پیروی یا امام محمد قول بر مسامحه
 انگیزی شریعت بر رت جن بر غیر یعنی جو شریعت بر این گویو جو استیثام بهد بخیر و غیر ذلک
 من الحکومات و غیره سبب من این اذ تراستی سبب سبب مختار امام محمد علیه السلام که حرام است
 یا حلال را تقدیر ثبوت حرمت اشترک با کوره که بسکالته حرام می اوست کافیل که حرام
 می یا نهین تمییز و توجیه و جواب سئوال اول غیر مضمون اشترک من امام محمد علیه السلام که قول بر

تنبیہ دیکھو اس سے امام محمدؒ کا اثر نہ مذکورہ کو حرام فرمانا
 بخوبی ثابت ہے + **جواب مسئلہ سوم** + ہاں جب کا کثیر
 حرام ہے اسکا قلیل بھی حرام ہی لہذا فی الذل المختار و قال محمد
 ما اسکر کثیر فقلیلہ حرام ایضاً فیہ (وحرہما محمد) ایہ
 الاثریۃ المتخذة (تا) قلیلہا وکثیرہا + ولما فی قاضی خان
 یحرم القلاح المسکر منه وهو الذی یعلم یقیناً او بغالب الراۃ
 یسکرہ وعلی قول محمد والشافعی لا یحل شربہ (تا) لمحمد والشافعی
 قولہ علیہ السلام کل مسکر حرام وقولہ علیہ السلام ما اسکر کثیر
 فقلیلہ حرام ولما فی الفہام ایتز ولہم اثبات الحرمۃ قولہ علیہ السلام
 کل مسکر خمر وقولہ علیہ السلام ما اسکر کثیر فقلیلہ حرام ویرکعہ
 علیہ السلام ما اسکر الخمر منه فالجرعۃ منه حرام ولا البسکر
 یفسد العقل فیکون حراماً قلیلہ وکثیرہ کالخمر + تنبیہ +
 جب ان دلائل وبراہین سے غیر منصوصہ اثر بہ میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ
 دینا متفق علیہ مسئلہ ثرا اور امام محمدؒ کا اثر نہ مذکورہ کو حرام فرمانا
 اور جب کا کثیر حرام ہے اس کے قلیل کو حرام کہنا حتی کہ جب کا ایک ہٹا بیٹے
 سے نشہ ہوتا ہی اس کے ایک چلو پی نے کو حرام فرمانا ثابت و متحقق ہوا ہے کیونکہ
 ان اثر نہ مذکور کی حالت کا فتویٰ دینا صحیح ہو + **فما تلو** + ما جاء محمد
 ھذا ھذا اللہ تعالیٰ اعلم بالصّدق والصّواب + + + +

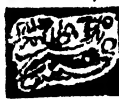
المسئلۃ
 فی الذل المختار

الشافعی

الحنبلی

سہیل

عبد العزیز بن و فیہ کلام



لامی فی ہذا المسئلۃ
 محمد بن عبد اللہ غفرلہ



انہذا لاجل کما
 صحیحہ لیت فیہا
 فیہ عبد اللہ بن محمد

اچھی طرح سے ثابت ہی اور اس کے ضمن میں حُرمت بھی ثابت ہوئی ++
 جواب مسئلہ دوم۔ انگریزی شرابیں۔ پورٹ۔ جن۔ بیز
 یعنی جو جو شرابیں۔ جو۔ گیہون۔ جوار۔ سیب۔ شہد۔
 شیر۔ انجیر۔ وغیرہ ذلک سن الجوبات وغیرہ سے بنتی ہیں اور تازی
 حسب مذہب مختار امام محمد ؑ کے حرام ہے **لما فی الدار المختار** ++
 (وحرّمہا محمد) ای الاشریۃ المتخذة من العسل والتین ونحوہما
 قالہ المصنف (مطلقاً قلیلہا وکثیرہا) (وبیغنی) ذکرہ الزیلعی وغیرہ
 واختار شارح الوہابیۃ و ذکر انہ مروی عن البکل ونظمہ فقال
شعر وفي عصرنا فاختیحدوا وقعوا + طلاقاً لمن من مسکر
 الحب یسکر + وعن کلہ یروی وافق محمد + بتحریر ما قد قل وہو
 المحرر + **ولما فی العالم گیر** اما الاشریۃ المتخذة من الشعیر
 او الذرة او التفاح او العسل اذا اشتد وهو مطبوخ او غیرہ
 مطبوخ فانه یجوز بشرطہ ما دون السکر عند ابی حنیفۃ وابی یوسف
 وعند محمد ؑ حرام بشرطہ قال الفقیہ وبہ نأخذ کذا فی الخلاصۃ +
 فان سکر منہ فانه الاشریۃ فالسکر والقحح المسکر حرام بالجماع
ولما فی الہلالیۃ وما یتخذ من الجنطۃ والشعیر والعسل والذرة حلال
 عند ابی حنیفۃ (تا) وعن محمد ؑ انه حرام ویحد شاربہ اذا
 سکر منہ ویقع طلاقہ اذا سکر منہ كما فی سائر الاشریۃ المحررۃ
 وایضاً فیہا وعند محمد ؑ والشانعی ؑ حرام ++ ++ ++

اگر فقط امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے تو کیا شیخین کا یہ قول مردود ہے؟
 الشراب الرابع (تا) واذا غلب واشتد يحد شرابه في قول ابي حنيفة
 وابي سفيان في قول الاخر واستمر الطعام والتداوي والتقوى لطاعة الله تعالى
 دون الله واللعب السكر كذا في قاضينها والعالم كبير في
 وغيره جواب اس کا کئی طرح پر ہے اولاً شیخین کا قول صحیح
 و مقبول و مقصود مردود نہیں ہے اما زمانہ خیر القرون کے ساتھ مخصوص مہود تھا۔ آ
 انقلاب دوران و اختلاف زبان کے سبب بظاہر مردود ہو گیا۔ کیونکہ
 زمانہ سابق کے لوگوں کی قوت ایمان کا حال کچھ اور تھا۔ اب زمانہ حال کا حال
 کچھ اور ہو گیا۔ حتیٰ کہ لوگ شراب کو شربت کے نام سے پینے لگے۔
 کیونکہ رسول خدا صلیم نے اس بات کی خبر آگے ہی سے دی ہے۔
 حدیث عربیہ علیہ السلام قال يشرب ناس من امتي الخمر يسوونها
 بغیر اسمها اخرجہ للنسائی اخرجہ ابن ماجہ صریح روایت پادین گے
 تب تو علامہ نیکو پائے گئے۔ اسلئے علماء کبار و فضلاء نے اسی نام سے حساب لے کر
 کے بالاتفاق امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا۔ اور شیخین کے قول کو
 اشد بے غیر مخصوصہ کے باب میں بظاہر مردود نہایا تاکہ لوگ اسکے ٹیک پر افراط
 و تفريط نہ کریں تاہم غایتہ ما فی الباب یہ ہے کہ شیخین کے قول سے قدر
 غیر سکر کی اباحت ثابت ہوتی ہے۔ وہ بھی معتد بقیود و مشروط بشرط ہے
 لیکن امام محمدؒ کے قول سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اور ناظرین
 کہ جہان حرمت و اباحت میں تعارض واقع ہو سکے وہاں حرمت کی ترجیح

مستخرج محمد عبدالقادر نے بحديث الدین النصیحة خیر خواہ
سے کچھ عرض کرتا ہے اور طرفین کے قول کی تطبیق بتاتا ہے

مؤمنو تائی خوری اور پورٹ نوشی کو چھوڑ دو اور ظاہر داری کو دین داری خیال
مست کرو + کیونکہ ایمان داروں کی ایمانداری + اور دینداروں کی دینداری کا ٹھنک
کچھ اور ہے + اور ظاہر داروں کی ظاہر داری اور حیلہ جو بیونکی حیلہ جوئی کا رنگ کچھ اور
ہی + کیونکہ دیندار لوگ اپنی دینداری اور نقاوت کی وجہ سے افراط و تفریط
و مشکوکات و اختلافات سے احتراز و احتیاط کرتے رہتے ہیں + اور ظاہر دار
لوگ باطن خج اہل نفسانی پر عمل کرتے پھرتے ہیں + اما بظاہر جن جن کر اور بیونکو
جو ان کے خواہش نفس کے مطابق سمجھتے ہیں اپنے عمل کی دلیل گردانتے ہیں
جسمین لگوئیں مہتمم ہووین + یہ کچھ دینداری و خدا پرستی نہیں + بلکہ سراسر
بندہ پرستی و ریاکاری و شر الہادی ہے + اسلئے ابن حجر عسقلانی نے
اپنے تخریج احادیث الرافعی میں بروایت عبدالرزاق یون لکھا ہے کہ اگر
کوئی بقول اہل دینہ سرودہ اور وطی نے و بر النساء کر نیکو اخذ کرے + اور
بقول اہل مکہ متعہ اور ردف پر عمل کرے + اور بقول اہل کوفہ نشہ پینے کو
اختیار کرے + وہ بدترین خلائق اور شر الہادی ہے + چنانچہ اسکی
دلیل ہمارے تذکرۃ المذاہب کے (۳۸۱) صفحہ میں پائینگے اگر نظر کریں گے
اور جو لوگ ہر مذہب سے مباح کو تلاش کر کے اختیار کرتے ہیں + +
وہ فاسق و فاجر بنتے ہیں + اسکی دلیل بھی اسی صفحہ میں ملیگی + اعتراض

فساد زمانہ اس پر موافقت کی + یعنی حرمت پر حکم کیا + اور صاحبان
 صحاح وغیرہم نے بھی اسباب میں بہت سی حدیثوں کو جمع کیا +
 حدیث کل شراب اسکر فہو حرام + اخرجہ الترمذی^۴
 حدیث کل مسکر حرام اخرجہ الترمذی^۴ حدیث ما اسکر
 کثیر فقائلہ حرام + اخرجہ الترمذی^۴ واحد ابوداؤد و طحاوی
 وابن حبان حدیث قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم کل مسکر حرام ما اسکر
 الفرق منہ فلاح الکف منہ حرام اخرجہ الترمذی^۴ حدیث
 قال رسول صلی علیہ وسلم کل مسکر خمر و کل مسکر حرام و مریات و ہو
 یشرب الخمر منہا لم یشربہا فی الاخرق + اخرجہ ابوداؤد^{۱۷۱۶} حدیث
 عن النبی صلی علیہ وسلم قال کل مخمر خمر و کل مسکر حرام و من شرب
 مسکراً یحسّت صلواتہا ربیعین صلیاً^{۱۷۱۶} اخرجہ ابوداؤد^{۱۷۱۶} حدیث
 عبد یلم الخمری قال سألت النبی صلی علیہ وسلم فقلت یا رسول صلی
 انا باضر بارحۃ نعالج فیہا علامہ شدیداً وانا نتخذ شراباً من ہذا
 الفخ نقوی بہ علی اعمالنا وعلی برد بلادنا قال صلی علیہ وسلم
 قلت نعم قال صلی علیہ وسلم فاجتنبوہ فقلت فان النامر غیب تارکیہ قال فان
 لم یتزکوہ فقاتلوہم + اخرجہ ابوداؤد^{۱۷۱۶} اور اسطی طرح پنجابری و مسلم
 وابن ماجہ والنسائی و موطا وغیرہ میں بھی ہے دیکھئے راہبعا
 اگر سیچ پوچھیئے تو امام محمدؒ کا قول عین امام اعظمؒ کا قول ہونا ثابت
 کیونکہ امام اعظمؒ کے کسی شاگرد نے کسی سنی مین امام صاحب کی مفت

ہوتی ہے۔ "بہان پر ہی حسرت کی ترجیح ہوگی چنانچہ **اشباہ میں** ہے
 اذا تعارض ادلیکان احدهما يقتضی التحریع والاخر لا با حجة قدم التحریع
 بلکہ سار اصول کی کتابوں میں اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام کا قاعدہ
 معروف و مشہور ہے پھر یہاں پر کیوں غلبہ نہ ہو۔ اور **سنن** امام محمدؒ کے
 قول مجہول و مقبول ہونے کی دلیل حضرت عثمانؓ کے اس قول سے نہایت
 و تہنیج بہ و قال عثمان غلاما سئل عن الجمع بین الاختین بملاء الیمن
 احلھما ایتر و سرھما آیتہ و التحریع و احب الینا کذا فی **الاشباہ** +
 ثالثاً اگر غور و فکر کر کے دیکھئے تو امام محمدؒ اور شیخین کے قول میں منافات
 کلیہ تصور نہیں کیونکہ صورت سکروتلی و غیرہ میں دو نون قول کا نتیجہ متحد ہی
 رہنے والا اتفاق حرام ہے + ہاں عدم سکروتلی و غیرہ کی صورت میں کس قدر منافات
 جزئیہ باطل نہ تحقیق ہے + لیکن وہ منافات جزئیہ بھی اسی ویت کے قیود و شرط
 سے از حد و سند دفع و سلب ہوئی کہ فی زمانہ لوگ قوت عبادت و غیرہ کے
 لئے نہیں پیتے ہیں بلکہ نشہ و سرور کے غرض سے پیتے ہیں لیکن اپنی مافی الضمیر
 مخفی کر کے بظاہر شیخین کے قول پر عمل کرتے ہیں + کہتے ہیں چنانچہ سبک پر
 رد المحتار کی اس عبارت نے شہادت دی و الناکس منہا کناشیر ہون
 للنجس و التلھیث جب نشہ اور سرور غرض ہے + تب شیخین کے قول مطابق ہی
 حرمت آگئی + پھر منافات کہاں رہی + چونکہ فقہاء نے نشہ خورون کی
 تہ و دل کی بات دریافت کر لی + اسلئے احتیاطاً امام محمدؒ کے قول پر قیود
 دیا + حتی کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ وغیرہم نے بھی

فرمایا تب قوله تعالى يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا اثَرُ كَبِيرٌ
 وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ نازل ہوا + اسوقت بعض لوگون نے شراب پینے کو
 ترک کیا + اور بعضوں نے یہ تاویل کی کہ جب خداوند تعالیٰ نے دو امر کو
 بیان کیا گناہ و نفع - تو نفع میں ہمارا حصہ باقی رہا + پھر حضرت عمرؓ نے
 اللہم زدنا فی البیان فرمایا + تب قوله تعالى لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى
 نازل ہوا + اسوقت میں بعضوں نے لاخیر لنا فیما یمنعنا من الصلوة
 کہ شراب نوشی چھوڑ دی اور بعضوں نے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے جب کو
 سفید قبرت صلوٰۃ کیا + تب غیر وقت نماز میں درست رہا + اسلئے حضرت
 عمرؓ نے پھر اللہم زدنا فی البیان فرمایا - تب قوله تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَسْوَاقُ حُرْمٌ مِّمَّنْ أَوْفَرَ الشَّيْطَانُ
 فَاجْتَنِبُوا كَمَا كُنْتُمْ تُفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ
 الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ
 فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ نازل ہوا + جب ہی سے شرابی حرمت قطع ثابت ہوئی
 اور کل لوگون نے بالکل ترک کر دیا + کیونکہ اللہ جل شانہ نے بڑے زبرد
 تو بیخ مزید اور وعید و تحذیر شدیدی سے اپنے کلام کے مضمون جملہ کو ایمان
 کے ساتھ سوکھ دیا + اور خمر پر جو مبتدا ہے میسر انصاب و اذلام کو عطف
 کر کے حکم ہر چہار کا مستساوی بتایا + پھر ان کی خبر رجس ڈالا پھر جس کا
 بیان میں الشیطان کیا پھر بقوله فَاجْتَنِبُوا اجتناب اسکا کل خلاقی پر
 واجب کیا + پھر لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ سے فلاح کو اس کے اجتناب کے اوسر کیا

خنہین کی + بلکہ اس عدم مخالفت کو حلقاً اظہار کیا + ہاں امام صاحب
 ہی کے اقوال میں سے بعض قول پر ضرور دیگر حسب مناسب حال و
 اقتضای مقال کے اختیار کیا اور اس اختیار کے سبب کجا زاوہ قول
 اُن کے شاگرد و تلمیذ منسوب ہو گیا + کیونکہ اضافت بادی فی ملا بست
 ہے جیسا ہم نے اس بات کو ما احسن الادلہ القویہ لدفع الحیل الوہابیہ کے (۹۲)
 صفحہ میں لکھا + ورنہ کل شاگردوں کے اقوال استناد ہی کے قول میں چنانچہ
 اس بحث کو میں نے تذکرۃ المذاہب کے ۱۵ صفحہ میں لکھا - + اور اپنے دعویٰ پر
 دلیل شافی اور یرمان کافی لایا + اعتراض اگر دونوں قول امام صاحب
 ہی کا ہونا ثابت ہو تو تناقض لازم آوے جو اب تناقض معنوی نہیں +
 ہاں بظاہر سمجھنا کتنا قاض ہے + وہ تناقض عدم فہمی بھی حیثیت اعتبار کے قیود سے
 مندرج ہے + کیونکہ امام صاحب کے اقوال حدیث و اعتبار زمان و مکان پر مورو
 و ماخذ و منزل کے ساتھ متعلق ہے + سب لوگوں کے سمجھ میں نہیں آتے
 ہیں + اس لئے تناقض ہی سمجھتے ہیں + دو رکیز جاؤ فقط اس لئے ہیں
 غور و فکر کر کے دیکھو تو کل حال اس مسئلہ کے قیل و قال سے اچھی طرح کشف
 ہو جائیگا + وہ غور متعلق بالتمہید ہے اور وہ تمہید یہ ہے کہ بعد از بعثت رسول
 کریم صلعم کے بھی حسب ستور ایام جاہلیت کے شراب نوشی جاری تھی اس لئے
 حضرت عمرؓ نے رسول کریمؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شراب تو مملکت
 مال اور مزیل عقل ہے + آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے تاکہ شراب کبھی
 ہلکے خبر نہ ہو + تب رسول اللہ صلعم نے اللہم ہیئ لنا فی الخمر نبیانا شافیا

ٹرسکین + یعنی حسبِ مناسبِ حال و مقتضائِ مقال استنباطاتِ مین
 قیل و قال کرنے کی طاقت پاوین + اور تفسیقِ اون صحابیوں کی (جنہوں
 نے مع رعایتِ شروط و قیود و جود یہ وعدہ میہ مذکورہ کے بقدرِ غیرِ مکر
 پنیاتھا) لازم نہ آوے + اسلئے قاضیخان مین یہ عبارت مرقوم
 ہے عن ابی حنیفہؒ و انہ قال مرشد ایط السنۃ و الجماعۃ ان لایحرم
 النبیز الجمر لان فی تحریمہ تفسیق کبار الصحابۃ نہ و عنہ انہ قال
 لا احرم النبیز الشدید دیانہ ولا اشربہ مرقۃ اجمع کبار
 الصحابۃ نہ علی اباحۃ النبیز و احتیاطا و فرشد بہ لاجل الاختلاف
 و فی رد المحتار روئے ان الامام قال لبعض متلامذتہ ان مراحمہ
 شرائط السنۃ و الجماعۃ ان لایحرم نبیز الجمر و فی المعراج قال ابو حنیفہؒ
 لو أعطیت الدنیا بحزافیرھا لا افی بحرمۃھا لان فیہ تفسیق بعض
 الصحابۃ ولو أعطیت الدنیا لشرھا لا اشربھا لانہ لا ضرر فیہ و هذا
 غایتہ تقولہ اور جو کوئی ان شرائط میں اور قیود و ن کا لحاظ نہ کرے + بلکہ
 تلمی اور لہو و لعب اور سکر کا ارادہ رکھے تو ان کے لئے بالاجماع حرام
 لما فی رد المحتار اما عند قصد التلہ فحرام اجماعا ایضا فیہ
 ولو لہو لا یحل اجماعا حقایق ایضا فیہ فلا شرب لہو و تقلید
 و کثیر حرام و لما فی شرح العینی علی الکفر و هذا
 الاختلاف فیما اذا قصد بہ التقوی دون التلہ وان قصد بہ
 التلہ فہو حرام بالاجماع و لما فی الطحطاوی و کذا فی شریعہ لہو

بعد اسکے اُسکے مفسدون سے یعنی شیطان کے عداوت ڈالنے سے اور
 نماز اور ذکر خدا کے باز رکھنے سے خبر دی * **پہر فہل انتم ممتنون** *
 سے بہت ہی غصہ ہو گیا کہ اس قسم کے مقاموں کے ہتھیار کے معنی
 امر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اسلئے حضرت عمرؓ نے اس آیت کے جوہر
 انتھینا ربنا انتھینا ربنا فرمایا * **کذا فی النساء** و **ابوداؤد** *
والبیہاوی و **الکفایہ** و **العنایہ** و غیر ذلک * لیکن جب یہ حکم
 اشربہ متعارفہ منصوبہ کے ساتھ مخصوص تھا * اسلئے اکثروں نے اشربہ غیر
 منصوبہ کو پینے لگے * جب حدیث کل مسکر حرام * حدیث کل مسکر
 خمر و کل مسکر حرام * اخرجہ بالمسلم و غیرہ کا مضمون دریافت کیا * تب صحابیوں کے
 درمیان دو فرقے ہو گئے * ایک فرقے نے تو قدر غیر کر کو مباح جانکر بغیر
 لہو و لعب کر کے بلکہ بقصد تداوی و تقویٰ کے پینا شروع کیا * اور دوسرے
 فرقے نے احتیاطاً چھوڑ ہی دیا * جب اس پر ایک زمانہ گزرا کہ لوگوں نے بہت کچھ
 افراط و تفریط کرنا شروع کر دیا * حتاکہ امام صاحب کا زمانہ آن پڑا * تب
 امام صاحب نے تمام کو ایف و لطایف کو دریافت کر کے ان سائل فقہیہ کو قرآن
 و حدیث و فعل صحابہ سے استنباط کیا * اور انہیں خیر القرون و شری القرون
 کے لحاظ سے اور زمانہ مورد و منزل و مآخذ و خیریا کے اعتبار سے قیود و شرط
 لگا کر قول مذکور کو بطور قاعدہ کلیہ بنا دیا * جس سے ان کے بعد مجتہدین
 مفتاحین جیسے امام ابو یوسف ع و امام محمد ع و امام زفر ع و غیر جم حسب
 انقلاب نیت مردمان اور موافق اختلاف زمان کے اس قاعدی پر مسائل استخراج

قول سے تو ثبوتِ اِباحۃ کا عیان ہے حاجتِ بیانِ نہیں کہ شرط و وجوہ
 مذکورہ و قیودِ عدلیہ مزبورہ اس میں بحسن و بختی ثابت و تحقق ہے + امام
 محمدؒ کے قول سے بھی اسکی اِباحۃ ثابت ہی اسوجہ سے کہ انگلی یہ علت
 حریتِ بشریہ غیر منصوصہ کی اس مضمون کے ساتھ مختص ہے (کہ فی زمانہ کو
 فسق و فجور کی نیت سے اور لہو و لعب اور سکر کے مقصد سے پیتے ہیں)
 حالانکہ وہ خصوصیتِ روئی بنکٹ میں اصلاً پائی نہیں جاتی ہے بالکل مش
 ہی + لیکن محتاموں کے لئے احتیاطاً ترک کرنا اولیٰ ہے اس سبب سے کہ اکثر
 صحابہ کبار نے بھی باوجودِ سباح جانے قدرِ غیر سکر کو احتیاطاً ترک کیا + حکام
 ذکورہ + اسلئے امامِ اعظمؒ نے یہ فرمایا کہ اگر ساری دنیا اس کے حرمت کے
 فتویٰ دینے پر مجھے ملے تب بھی میں اس کے حرمت کا فتویٰ نہ دن + اور اگر
 ساری دنیا اس کے پینے کے عوض میں مجھے ملے ہرگز نہیں پیوگا + +
 حکامِ ذکرہ + کیونکہ بہت سے ایسے مباح ہیں جس پر عمل کرنا ضرور نہیں +
 چنانچہ اسکی دلیل اس حدیث سے بھی مستنبط ہی حدیثِ قال سئل
 صلعم اکثر جند الله تعالى في الارض ليجراد الاكله ولا احره +
 لذناني عقود الجوارہ و رفع و خل اگر کوئی کہے کہ اس مسئلہ میں شیخین
 ایک طرف اور امام محمدؒ ایک طرف اور حنابلہ کھیلایا واقع ہوتا ہے
 وہاں شیخین کے قول پر فتویٰ ہوتا ہے جیسا قاضیان وغیرہ میں ہے
 تب شیخین کے قول پر فتویٰ نہ ہو کر فقط امام محمدؒ کے قول پر کیونکہ فتویٰ ہونا
 صحیح ہو جواب اسکا کئی طرح پر ہے اولاً بیان پر اعتبار شرط و قیود

فقلیدہ وکثیرین حرام اتفاقاً ولما فی رد المحتار عربی سنن
 لواحد السكر فقلیدہ وکثیرین حرام وقع فی ذلک حرام ومشیہ الیہ
 بب صورتی وغیرہ من بالاجماع حرمت ثابت ہوئی تب بدلیل والناس
 فی زماننا یشربون للنجوا والتلی کذا فی رد المحتار + وایضاً فیہ
 وفي العالم کبری لان الفساد یجتمع علی ہذا الاشیاء
 ویقصدون اللہ والسكر یشربہا + لو گوئی کہ نہایت تلی وغیرہ مینا ثابت
 ہوا + تب ہی امام محمدؒ نے اپنے اسناد کے قول کو خوب سمجھا دیتا ہے ان تفسیر میں کہ
 دریافت کرو لوگوئی نہایت کا حال معلوم کر کے اپنے اسناد کے قاعدہ پر مطلقاً حرام فرمایا + اب یہ کہ امام محمدؒ کا قول
 عین امام شافعیؒ کا قول ہونا ثابت ہو گیا یا نہیں + عبرت اور عبرت پکڑو + اور امام شافعیؒ کے قول کو
 محاکمہ و جہد میں کہ یہی ایسا بوجہ شیعین کے قول کے موافق تاثری اور پورے وغیرہ
 بقدر غیر سکر حلال ہے + سو اس کے اور سنو کہ جب
 شیعین نے اباحت و حالت کو بشرط وجود یہ وعدہ مذکورہ مشروط کیا
 تو بقاعدہ اذا فاعل الشرط فاعل الشرط فوت الشرط سے (کہ عبارت
 از قیود و شروط ست) فوت الشرط (کہ عبارت از اباحت) لازم آیا جب
 یہ ثابت ہوا تب دونوں قول کا متحد ہونا بھی ثابت ہو گیا تفریع +
 ان تقریرات مسطورہ اور تحریرات مزبورہ سے یہ کیفیت نکلی +
 بلکہ حسب مضمون حدیث اختلاف فاصحتی رحمۃ اللہ کے اس اختلاف
 مذکورہ سے یہ رحمت نکلی + کہ تاثری کی روئی ٹبکٹ کی اباحت بخوبی طہین
 کے قول سے ثابت ہو گئی کہ حرمت کی علت گئی گزری + کیونکہ شیعین

تقاريط بلاغت مضمون علمای نامدار و یار
و تقاریر فصاحت مشحون فضلاء ابرار بمصار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لمن خلق الانسان من ماء مهين فجعله سمیعاً
بصیراً + ثم هداه السبیل اما شاکراً و اما کفوراً + و وعد
المؤمنین جنّة و حوراً و حريراً + و اعتدنا للمنفقین سلاسل
و اغلالاً و سعيراً + و اصلى على نبيه محمد الذي ارسل الينا بالحق بشيراً
و نذيراً + و على الراضية تابعيهم و اتباعهم الذين شيدوا اركان الاسلام
و ارفعوا في طريقة سدا و منارا + اللهم اجعلنا لهديتهم و هداهم
متبعين + و انفعنا بمحبته و بمحبتهم اجمعين + انك على كل
شيء قدير + و بلا لجة بقدير + اما بعد لا يخفى على اولى
الالباب و ذوى البصائر و الارباب ان في هذا العصر الزمان +
قد انعم فيه اثر الصدق و الايمان + حتى حل في قلب الناس اللسان البغض
و الزمير البهتان + و قطرول اعناق اهل الفساد و الاطغيان و في نفس
الشناعة و الشنان + فعسى ان الارض تخسف خسفاً + و ترزّل زلزلاً

لكن خست تجارهم وما ظفرت به أيدهم كيف لا فاتهم
 حيناً يأمرون بتكاح الخالات + عسى أن يفوتوا تكاح الأُمَّهات
 العياد بالله + ومرة يجنون العطارط يطبق الصيام + ومرة
 ينهون عن التزاهي والقيام + وتارة يأمرون النسوان للخروج
 إلى الأعياد مع الرجال المسلمين + بنزوي بثينة وهيته حوا
 العين + وطوراً يحدثون الحديث بسوء الفهم وقلة التدبر
 بالتبادر حتى لا يعلمون فيه أية موضوع وإيه متواتر ولا يخف
 عليهم ما أتتها الخلدان + اتهم يتلوون بأقواب الغي والعناد
 تلوا الغيلان + حتى أن جاء أحدهم المقلد بن + يقول خيفة
 على نفسه أنا وأباي ما تتبعون لأئمة المجتهدين + وإذا خلا
 إلى أعيانه يفوقني ضاحك على المقلدين + هكذا شأنهم كثير
 وفير الذي لا يحيط بالبيان في سلك التفرع ولا في سبيل التفرع
نظم تبأله من جادع مذاق + اصفرخى وجهين كالناطق
 مع هذا يزعمون أنهم محمديون + إلا أنهم هم المفسدون ولكن لا
 يشعرون + ويوماً يقولون إن التقليد الكلي أو الجزئي بدعة
 وضلالة + أقول هذا فرية بلا حجة + فلا فيلزم على قولهم
 السواد الأعظم من الأمة المحمدية + اجتمعوا على البدعة
 والضلالة + وإن ما سئلوا منهم من العلماء العظام
 والأولياء الكرام + وغير المحصورين من الصالحين والفخام +

رجفا + فلما اضمحلت كواكب السلطنة الاسلاميه + وكادت ان
 تخفق النجوم الاسلاميه + وانطفئ النبرس من فحول الكبار + وانكسر الهند
 على عكس البهار + هتت اهيته على ما فات + ويحك ويحك على ما ات + قد سلف
 السلفون + وضرب الغابون + فخرج قوم ليسوا بمقلدين بل للتقليد اشكر المقلدين
 لا عقل لهم ولا دين + وانهم كانوا في ايام السلفين + شر ذمة من
 الرافضين + فلما خرصوا في بحر الضلالة والمناهي + وصاروا
 كالغنم ليس له الراعي + ظهروا بصور المؤمنين + لكنهم ابغض
 قوم مضلين + وخرجوا كرات تصرفهم العناد بصور بان التفاف
 كيف شاؤوا + وجروا في الارض حريان الخيول للعلف حيث راوا +
 وجعلوا جهالتهم في الدين شعارا واثارا + حتى سوا دهب حرفي
 حق المجتهدين معروفا ومشهورا ففسدوا في الارض بانواع
 الحيل + ويشيرون غبا للفتنة والجهل + ويوسوسون في صدور
 الناس + كما يوسوس الشيطان الخناس + فيسجون في فخاخ المكر
 بحيلتهم ليصطادوا بها الخلائق مركبيدهم + ويدبون في سكك البلدان
 دبيب السم في عروق الابدان + ويدلون الطريق المنحوس لا ينحوسوا
 الدينار والفلوس + ويبينوا معنى الحديث خلافا له شرقيهمونه دليلا
 ليشتروا به ثمنا قليلا + وينطقون طبق هو في انفسهم
 الخائنة + ولا يقررون بالمسائل الاجتماعية والقياسية ويقبلون
 معنى الحديث بالبيان + ويضلون الجها من الهداية الى الطغيان +

الذى يلون الم فيا ايها الاخوان فوالنفسكم واولا ذكر وجاركم واخوانكم
من كيد تلك الدعا والخوان شعر + تنزه عن مصادقة البلياء
والسمم بالكرام بني الكرام + فاهم يضلون الناس عن النجاة الى الدعوة
طريقة الخناس الذين يشتركون الضلالة بالهدى ولم يخافوا من عذاب
دار الاخرى + ويفهمون انهم مصالحون + الا انهم هم المفسدون
وكن لا يعلمون + فلما شاهدوا علماء هذا الفساد والطغيان استعدوا
للباطل من خرافاتهم بستان اللسان + لاسيما منهم مولانا الاعظم سيدنا
الافخم + فريد الزهر + وحيد العصر + شمس تلك العلوم + بدر
سماء العلوم + شيخ المحققين والمدققين + صاحب تذكرة المذا
الذى رد فيه بادلته سنينة كتب رئيس المضلين المولود نذير حسين
والمولود محمد حسين وابطل مدعى المخالفين بالبراهين القاطعة
واثبت مطلوبنا بالحق الساطعات مولانا الحاج المولود محمد عبد القادر
المدرس الاول في كالج الهكلى بحجنا وراثة عن نبي الجلى والخفى
صنف كتابا ايقفا + ومختارا شيقا مشتملا على حكايات الطيغ والروا
النظيفة + والدلائل العجيبة والبراهين الغريبة + يعتبر بعانيه من الله
نظر في عواقب الامور + ويتعظم وعظمت من يخاف يوم النشور +
فكان هذا الكتاب بعون الملك العلام + حاويا لجميع الاحكام
كاملا لا لزوم الاختصار + شاملا لمنافع الانام + فكاد ان يزيل الوسا
الذى شاع به الوهايق من الخواص والعوام اللهم لا تضيء

الذين اتفقت كلمتهم وراهم السنة والجماعة على اعظم احترام
 وصداقتهم وجلالة لهم في امر الدين * كانوا اهل لبدع والضالين *
 كما شأنا ثم انه ان يكون كذلك * كيف ذاك وقد قال النبي صلى الله
 عليه وسلم ان الله يجتمع امتي او قال ما تجتمع على الضلالة ويؤيد الله على
 الجماعة من يشهد شهادته في النار * وروي الترمذي اتباعوا السوء الاعظم
 فانه من شهد شهادته في النار فيؤمن بما يقولون ان ابا حنيفة ما فاز في
 جميع عمره الا سبعة عشر حديثا * ويزعمون انه يخالف للقرآن
 والحديث ويشنعون عليه شنعافا حشا وخبيثا * ويل كل من يشر على
 امامنا الاعظم الذي في علي فضايلة ومناقبه اجتمع العز والجم الى
 يومنا بغير تكدير منك وما عدا هؤلاء الجهال لصوم * وبشر ايضا
 بحامد خيل البرية * في الحديث الذي في اخرجه ابو نعيم في الحليج
 لو كان العلم معلقا بالسم يال لثنا وله رجل من ابناء فارس * وهكذا
 من الاحاديث رويت عن ابن مسعود وابي هريرة وقيس واتفق عليه
 جمهور من العلماء للشيعة الغراء * لا شك فيه لانه لم يبلغ احد من ابناء
 فارس مبلغا في العلم وفي الطريقة الحنفية البيضاء * وقد روي
 عن خلف بن ايوب انه قال صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله
 عليه وسلم ثم صار الى الصحابة ثم صار الى التابعين ثم صار الى
 ابي حنيفة فمرشاه فلا يرض من شفاء فليسخط انتهى * وقد قال
 النبي صلى الله عليه وسلم خيرا امتي القرن الذي بعثت فيه ثم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ

الحمد لله الذي خلق لكل فرعون مؤسس
وجعل من عبادة لكل مبطّل محققاً + وجعل بقدرته
وتوفيقه عبده قادراً على دفع الحيل الواهية
الوهابية + بأحسن الأدلة القوية + والصلوة على
خير البرية الذي أوجز بقوله أولياء أمّتي
كانبياء بنى إسرائيل وعلى آله واصحابه الذين
هدموا بنيان الضلال كما بابل أصحاب الفيل +
أما بعد فيقول العبد الضعيف احقر الطلبة السيد
مسيح الله عفا الله عنه لله دلاً لمولف رحمة الله
حيث أتى بالجواب جواب التزكي بالتركيب واسمى في بيانه
بالبرهان الثلاثي واللامعي اودع فيه الرمز الخفي والجمل

مُدْرِسُ مَدْرَسَةِ جَامِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ

هذا تقرّظ من العبد الجاني المحقود الشيخ لاني
السعد عبد الوود اصلح الله شأنه ورفع في الدارين

عِزَّتِكَ السَّابِغُ + وَلَا تَجْعَلْهُ مَضْغَةً لِلْمَاضِغِ + شَعْرُ
يَا أَهْلَ ذَا الْمَجْدِ وَقِيَّتُمْ شَرًّا + وَلَا لَقِيْتُمْ مَا بَقِيْدُهُ ضَرًّا + وَادَّعَى
الْمُسْتَوِلُ أَنْ يُوَفِّقَنِي لِلصَّوَابِ + إِنَّهُ كَرِيمٌ رَحِيمٌ وَهَّابٌ + . + .

الزَّاقِمُ لَاشِمٍ

كَيْفَ بِنَا الْحَمْدَ لَكَ يَا رَبِّ غَفِرَ لِقَائِكَ

وَجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ يَا رَحْمَنُ آمِينَ

كَيْفَ بِنَا الْحَمْدَ لَكَ يَا رَبِّ
خود
دستخط بقلم

ذِكْرُ الْهَدَايَةِ + ان يَنْمُوا إِلَّا مَذْمُونِ أَهْلِ الْغَوَايَةِ + مِنْ الْأَفْسَادِ
 فِي الدِّينِ وَمَنْعُ التَّقْلِيدِ بِالتَّبَعِينَ فَيَجِبُ عَلَى الْقَادِرِينَ الْمُؤْمِنِينَ
 مِنَ النَّاسِ أَنْ يُضَرَّوْا هَرَبًا بِالنَّعَالِ وَالْمَكْنَاسِ وَيُخْرِجُوا هَمَّ
 الْحَارَاتِ وَيُسَبِّدُوا هَمَّ الْقُرَى وَالْمَحَلَّاتِ + فَلَا يَجَالِسُوهُمْ
 وَلَا يُؤْكَلُوهُمْ وَلَا يُخَالَطُوهُمْ وَلَا يُؤْتَسُوهُمْ بِلِغَةِ الْعَاجِزِينَ
 مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ذَوِي النِّجْدَةِ + أَنْ يَهَاجِرُوا هَمَّ بَجَرَانَا وَلَا يُوَصِّلُوا
 بَعْدَهُ + وَصَلَى اللَّهُ عَلَى نَسِيدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُخْتَارِ + وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ
 الْأَخْيَارِ +
 مَدْرَسَةُ أَوَّلِ مَدْرَسَةٍ شَهْرٍ جَاهِلِيٍّ +
 بِسْمِ اللَّهِ تَعَالَى شَافِعِيٍّ وَنَوَالِهِ + بِهِ دَلَّ الْمَجِيذُ الْأَخْيَارُ + حَيْثُ جَهْدُ
 غَايَةِ الْوَسْعِ الطَّاقَةِ فِي تَهْذِيبِ هَذَا الْمَكْتُوبِ الْغَرِيبِ قَدْ انْفَضَّ بِهِ
 الْفَرْقَةُ الْوَهَابِيَّةُ وَأَسْكَنَتْهُمْ + وَالزَّمَمُ الزَّامُ شَدِيدًا وَبِكْرَتُهُمْ + وَلَعَمْرِي
 لَا يَكَادُ يَحْصِي عَظَائِمُ هَذَا التَّحْرِيرِ الْبَدِيعِ وَلَا يَعْدُ سَكَاتُ تَعَارِيفِ هَذَا
 التَّقْرِيرِ الْوَسِيعِ كَيْفَا + وَهُوَ شَيْءٌ لَا يُظْفَرُ عَلَيْهِ بِصَرْفِ الدِّهَانِ وَاللِّدْسِ + لَأَنْ طَرَفَهُ جَدُّ
 وَأَسْلُوبُهُ نَذِيرٌ + كَتَبَهُ الْعَبْدُ الْمَعْيُوبُ + مُحَمَّدٌ بْنُ يَعْقُوبَ غَفْلَةً
 غَفَارَ الذُّنُوبِ الَّذِي يَدْرُسُ فِي الْجَمَاعَةِ الثَّانِيَةِ مِنْ مَدْرَسَةِ جَاهِلِيٍّ
 أَدَامَهَا اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامِ + بِحَرَمَةِ سَيِّدِنَا خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ +
 هَمْ نَحْمَدُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِ الْكَرِيمِ + نَحْمَدُكَ يَا مَهْدِيَّ بَيْتِي إِلَى الدِّينِ
 الْقَوِيمِ + وَأَرْسَلْتُ لِهَدَايَتِي صَاحِبَ لَوْلَاكَ الْكَرِيمِ + وَنَشْكُرُكَ يَا مُسْتَفْتِيَّ
 شَرْبَةَ التَّوْحِيدِ + نَحْنُ أَشْبَعْتَنِي بِنِعْمَةِ التَّقْلِيدِ + وَنُصَلِّي عَلَى أَحِبِّكَ الَّذِي

مكانه أمّا بعد فلهذا رسالة متبركة بهمة
 حميد نقيه * كأنها صار مرتار * لقطع اعناق اللا
 مذهبين الاشرار * او نشاب قتال لهلاك الوثنيين
 البطال * وكانها روضة من رياض الهداية تراهي
 وصياص بجنودها الى زحف المردة عاديه
 حجة باسودها ما شيه * الما فتراس الضالين
 زاريه * وهي لغير منصرف الضلالة كفاية
 ولعل الغباوق شافيه وظلام البدعات نوالها
 ولعمران بلد الشقاوة منار العار * اولام طر البطالة
 بدايته وانزال الضلالة هداية * اولدفع
 شر الاشرار كفاية * ولرفع ضير النجاسة
 نعم العناية * وانه لفقها الخفية فتح القدي
 وشرح ايت المفسدين تفسير كبير *
 مثل نورها كمشكوة فيها مصباح المصباح في
 زجاجة وحداح * الزجاجه كأنها كوكب
 دري من شجرة زيتونه لا شرقية ولا
 غربية * يكاد زيتها يظيئ ولو عسى
 نار * نور على نور يهدي الله لنوره من يشاء ويختار
 ثم ليعلم ان الله عن المنكر فرض كفاية * فيجب على عامة المسلمين

محجوة لا تشعرا بجان + مراهل الانقياد والايمان وانها تذل على المصنف
 فاق على البديع والاقتران + بل سبق على سبحان وحسان + وبرهانها
 دال على انه سلطان مهتر في المعقول + ومساثلها على انه امام آئمة
 المنقول + والفاظها تشهد بانه مالك ازمة المعاني والبيان + و
 مفادها يخبر بانه مؤيد مذهب النعمان + ويتمنى قلبي بان اسبح بحور اوفا
 تلك الرسالة وصاحبها الزدة على ما سبحت + لكر قبلي لرحيشتي قاصرة
 عنها فقصرت فجمعت الى ساحل القصور + داعيا لتلك الرسالة وصاحبها
 المبرور + بان يجعلها الله تعالى خالصة لذاته القدسية + وان
 يجعلها مقبولة في العوالم البرية + وان يفضربها تلك الانوار القلبي
 وان يثبت بها هؤلاء الغيارى في العوالم البرية والجزرية + وان يعطى
 صاحبها الاجر الكثير + في ذلك اليوم الذي لا ريب في وقوعه ولا
 تنكير + وان يجعله مؤيدا لمذهب سراج الامة + ويبعد دائما من
 الخزان والغمة + راق هذه العبارة التفرقة + عديم البضاعة
 والحيشية + بل لا شيء في ذاته والحقيقة + محمد فيض الله
 الاسلام **باب في غفره ولوالديه الغفور الهادي** برفيسر نظام الاسكول
 بسم الله الرحمن الرحيم + نحمد ونصل على سوله الكريم +
 ما بعد فقد طالعت هذا الكتاب فوجدته مطابقا لهذا
 اصل الحق والصواب فما احسن ادلت القوية + ووجوه الموجهة
 البهية + فكانها عجت انوف المتعصبين مراهل هؤلاء المتعسفين

امطر علينا غمار الهداية والعرفان + وافاض علينا سحاب العناية والاتقان
 وعلى الله الذين بذلوا جهدهم لاجراء الاسلام + وانه مرضي في حضرة
 خالق الانام + حيث قال رضيت لكم الاسلام ديناً + فامطريه سماء
 الاراء علينا + وعلى اصحابه الذين ياموا لهم وانفسهم هاجروا + وقاسوا
 لاعلام قول الشهادة ما قاسوا + ثم على صاحبنا لاجتهاد + الذين افرقوا
 بحقيقة اهل البلاد والعباد + وما انكروا بهم الا اهل الهوى واصحاب
 النار ولظي **اما بعد** عليكم يا اهل التقى + وصاحب الصدق
 والصفاء + برويته شمس طلعت علينا + وبظنير بد اشرق علينا + اي
 رسالة وصلت اليها من حضرة شيخنا + المولى الحاج التقي ابو عبد الله
 جعل الله نجم فضله ساطعاً الى الدهر + فرأيت فيها ما رأيت من الادب
 والبرهان + في اسكات من مذهب لاهل الطغيان + واقول سمعنا
 وطاعة انها كما سمعنا حقيقة ما احسن اجله القوية + في دفع الحيل القويها
 بل هي كافية وحدها لدفع امكار الفرق الغوية + وما ادرناك هيت
 لعل فرعون ^{سبح} + وعلى انها كالعصا + وموافها لصاحبها + بمصدق
 ذلك القول والقييل + علماء امتي كانبيا بني اسرائيل + فلقيت ثلاث
 الامكار + التي صدرت من يوكلاء الاشترار + قالان حصص الحق
 بين الناس والخلق + واشهد بانها في الفصاحة والبلاغة كما ترى +
 معدن امر يحرج بل سحر لا يدري + ودلائله مسلمة الثبوت + ومطالبتها
 مقبولة العالم الملوكوت + وعباراتها تحفة الازهان + ومفاهيمها

بما احسن الادلة القوية . لدفع الحيل الوهابية . ومبوغيات الشيخ
 العلامة . العالم النحرير الغمامة . الفاضل للودعي الماهر . الحاج
 المدرس السديق المحقق ابو عبد القادر . فوجدت فيه
 ما خلت عنه الدفاتر . ورأيت ما لم يخطر في قلوب الاكابر والاصناف
 فكرفيه من قول دقيق . ومعنى لطيف . اصغر من الرقيق . و
 كانه لمعات بدرية . واشعة قمرية . او شمس طالعتر في نصف النهار
 مشرق بين الديار والامصار . ومضامينه محللة على المواعظ و
 النصائح . وشميم الخلد من اربابها فائح . وصفحاته كصفحات
 خواطر الامراء . وجنات تجري من تحتها الانهار . وينبغي ان
 يقال انه سراج الحق واليقين . هداية المتعصبين المضلين من
 الوهابيين . فلما بد ان يسلك مسلك الصواب والامر الوسيط
 مجتنباً عن الاطرط والتفريط . فعليه ان يطالع هذه الرسالة ^{التي} التجهية
 والنسخة الغربية البهية . فانه للفوز الى الصلاح خير الرسائل
 ومسائل موشحة مجلد البراهين والدلائل . ونسئل الله تعالى
 ان يجعل سعي المصنف مشكوراً . وعلمه مبروراً . وضاعف حسناً
 وفاض على العالمين بركاته . ثمرة الحقير الفقير الى رحمة ربه
 القدي . **اشرف على الاسلام ابا دى** صانه الله تعالى
 عن الشر الخف والجلب . * **مُدَّتْ سِنْدُ رَسْمِهِ جَا طَمَامَ**

عن الرشيد والهدى ولا يبعد ان يقال انها صابرة متنازعة لقطع اعناق
 المفسدين في الديار. والمفرقين جمعية اهل السنة والجماعة رحمته الله
 عليهم والرضوان والطايعين في مآثر الائمة سراج الامة ابو حنيفة
 النعمان. فجزى الله مصنفه خيرا الجزاء. واحسن اليه واسبغ
 عليه الآلاء. ولا ريب انه لو بال جمعه في هذا الجهاد. فنجاء بمحمد لله
 منظره ومنصور. وما طعن طريق التقليد كل شوكة القاها اهل الضلالة
 والفساد. فكأن سعيهم مشكورا. فمن اراد ان يتنبه على كيد هؤلاء النفس
 ويصون نفسه عن خديعة اولئك المعاندين. فعليه ان يطالع تذكرة
 المذاهب ما احسن الادلة القوية. وفي دفع الحيل الوهابية. لهذا الفضل
 الباهر البهي. والعالء الخيرة النقية التقى. معيين اهل الحق مجاهد الدين
 الباهر المولى المذيق المحقق الشيخ ابو عبد القادر. . . .
 وفقه الله لما يحب ويرضا. وجعل آخرته خيرا من اولاه. صلى الله
 على سيدنا سيدنا المسلمين وعلى آلهم واصحابه واهل بيته وذرياته
 اجمعين. كتبه احقر العباد اقل الافراد عبد العزيز الاسلام
 آبادي مدرس مدرس الرئيس الاعظم المولوي
 الشيخ محمد حميد الله خان تغمده الله تعالى بالمغفرة والرضوان

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وحده. والصلاة على من
 لا نبي بعده. ما بعد فقد وقفت على هذا الكتاب المستطاب المسمي

١٥ نحمد الله الذي اظهر موكتابه وسنة رسوله باجتهد
 المجتهدين وامضه سنة بتقليد امة بامام من الائمة الاربعة
 الى يوم الدين + الصلوة والسلام على سوله محمد وآله واصحابه
 اجمعين + اما بعد فقد ظهر في هذا العصر طائفة من
 مقدمة جيوثرل النبائيين + ينكرون التقليد ويسبقوا العلماء
 المجتهدين + ويدعون انهم هم المحقون المصلحون + وفي الواقع هم
 المبطلون المفسدون + ويشيعون اباطيها بصيغة الاخبار +
 ويزيدون عقائدهم الفاسدة في القرى والامصار + فيضلون سفلهم
 الحقاء + ويحسبونهم كآبي علي سينا + فالله مولانا عبد القادر
 المدرس مختصر اشافي كافيا + ووجيزا مجزيا وافيا + في شرح تشكيلا
 الواهية الضعيفة واجوبة اعتراضاتهم الباطلة الكريهة بفسكهم
 وبكتمهم كانه شذخ رؤسهم بالمقامع الحديد + وكسر قلوبهم
 بالمقارعة بالتهديد + فلا يقدر على تحريك اعناقهم
 عند المناظرة والمطالبة + ولا يتمك من اجابة خواطرهم في ردة
 وقت المقابلة والمجادلة + كيف وهو عالم كل كل مكمّل
 وشمع وجين بوشاح الكتاب والسنة السننية + وملته
 بالتقديرات العقلية والتقليد + هانا قاصر في وصفه وتحسينه
 فالان اخبر بالدعاء الخبير + اللهم اجعل سعيه مشكورا + وولاء
 نصرتة منصولا + آمين + يا رب العالمين + بحمزة النبي وآله واصحابه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حامداً للمحمود الذي قلده العليم
 بقلاده تـ. ومصلحاً للرسول الذي رحمت مقاليد الخلق بذرعيته
 وعلى له واصحابه الذين قلده وامناه ج شريعته وعلى تلامذته
 الذين كانوا خفء الله غير مشركين به **أما بعد** فقد طاعت
 ما في هذه القراطيس بعيون الأفاكيرو ولا خطت ما في هذه الأوراق
 بما وبق الأناظر. فالفيتها سيوفاً مسالوة على قرب الكفار
 الهداة المجتهدين. وشموساً بازغة لأحراق أكباد الأضلاء المحاد
 الضالين. وإيات بينات لطلاب الرشد والنجاة. وعرائس
 متبركة لموظمتهن انس قبله ولأجانه. كيف لا وهي من نتائج امتك
 أمام المنكلمين. ومر بمقتضيات انظار رئيس المناظرين. محي
 السنة والدين. قاصع البدعة والغاوين. الذي فاضت سبحة
 فيضه على الماضي والغابر. اعني الحاج المولوي **محمد عبد القادر**
 لأنالت شمس بركاته طالعة في المواجر. وأنا العبد المفتقر إلى الله
 المنان. **المدعو عبد السبحان** اللهم افض علينا شأ بيب
 الرحمة والرضوان. وعلى الذين سجدوا بآلايمان. ولا تجعل في
 قلوبنا غلا للذين اصنونا ربنا انك رؤف رحيم واخر دعوانا ان
 الحمد لله رب العالمين. والصلوة على سيد المرسلين. وعلى آله واصف
 اجمعين. برحمتك يا ارحم الراحمين. فقط
 لله در المنصف لأنه قد اصفاها الجا. عبد العزيز عفا عنه **برفيس**

من العلماء الربانية + مغتربين فرصة الفترة في هذه الايام التي تعب
 على المسلمين انواع الرزية والبلى ليضاهوهم عن سبيل الله السوية + و
 يحو انوار المتمر المضى في الجهات الغربية والشرقية ويهدموا البنيا
 الموصور المشيد بنصرة الله تعالى الى الذروة العلية + ويقطعوا
 من وجه الارض حبل الاخوة الديني + خذلهم الله تعالى وسود وجوه
 وشتت جموعهم الطاغية + اسئل الله تعالى ان يتلقا بشرف القبول
 هذه الرسالة الانيقة الشرعية + ويعطي المصنفها اجرا جزلا ويشكره
 ساعيا بالعناية الالهية + . + عن بروني يمد يده الى
 الله در المصنف

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام
 على خاتم المرسلين وآله واصحابهم اجمعين اما بعد فاعلموا ايها
 الخلاص + انه في هذا الزمان + خرج قوم من المفسدين + لا علم لهم
 دين + يقولون نحن فرقة ناجية + وشرذمة هادية + نسلك الطريق
 الحق المتين + وهذا كالعلم اليقين + واعمالنا توافق الكتاب والسنة
 السنينة + كسفاء الضلالة الخنفيه + وينكرون الاجماع والقياس +
 ويتكلمون بالاعية كما حدنا من الناس + لما يجب تقليدهم + وكيف
 يكون من الهداية اتباعهم ولما دون ائمة الحديث + كتب لا تأخذ
 فننظر الى كتبهم + ونخرج المسائل من صحاحهم وان ابا حنيفة لا يعلم
 الا حديثا معدودا + وعده ابن خلدون انه سبعة عشر حديثا

جميعين + المحرر العبد الضعيف المتوكل
 محمد راشد عفا عنه وعن والديه المجيب الواحد +
 جل جلاله وعظم نواله + + مدلس أول مدرسه محسنة
 الحمد لله الذي انقذنا من ظلمات الاوهام الشيطانية + بالسيرة
 المنيرة ودلائل البهية ورفع درجاتنا على الامم الباقية + حيث خاطبنا
 وكنتم خيرة امة باية السنن + الصلوة والسلام على النبي العريضة
 المبعوث الى كافة الانام بالصقا المرضية + الذي امر باقتداء السواد عظم
 امة المحجومة الحنفية + وعلى الواصحا بلدين هواركان الدين
 المتين ونجوم الملة المصطفوية + اما بعد فيقول العبد المذنب
 الراجي برحمة الله السعيد عبد العلي الاسلام آبادي
 تغمد الله تعالى بغفرانه وابويه واخوته الدنيين ان الفاضل النقي
 النقي الحاوي للفنون الفروعية والاصولية والفائز بالفضائل العرفية
 والمعنوية المولى محمد عبد القادر الموصوف بالكمالات
 الذكية + من علي بارسال كتاب صنفه وسماه ما احسن الادلة
 القوية + لدفع الحيل الوهابية + فطالعت حقا حقا بالاشواق الطيبة
 فوجدته كوكبا منجيا من ضلالات الفيلان الانسية + شهابا
 ناقبا لرحم مردة الشياطين الجنية + الذين يصوتون في القبيح
 السفلي + باصوات الانس العالية + يدعون عباد الله المعتصمين
 بعروة المحكمة القوية + للتفرق والتخلف عما سلك الصالحاء

لما قال النووي في التقريب انتهى علم الصحابة الى الستة وليس فيه
مرشك وشبهة ثم قرأتم علم الستة الى علي وعبد الله بن مسعود
فتفكر ايها الرجل نشدك بالله الودود + ان امامنا الاعظم في
علمه عبد الله + الذي به صاحب رسول الله + واخذ العلم عن
علمه وحماة + فلا تنكر فضلها الا الذي يريد الفساد + وادرك
الامام اصحاب الكرام + ليسيدنا علي الف الصلوة والسلام +
فلم يجعل هذه المراتب من هؤلاء الائمة العظام + كل واحد
بالله العلام + اما قرع سمعكم + ان مالك بع قلل الامام الاعظم
حيث جعل لمصنفاته كتباً وابواباً + وهذا يقين جلد + وقال
الشافعي الناس عيال ابو حنيفة في الفقه وهو تلميذ محمد بن حسن
الشيبي فاحفظ هذا ايها الرجل الحجج + ومن تلميذ الامام ابن المبارك
وهو شيخ احمد بن حنبل + فاعلم هذا ولا تطل الكلام وتجلجج + فلما ثبت
افضلية الامام علي الائمة الثلاثة + فلزم منه افضلية علي اصحاب الصحاح
السنة لان افضل الافضل + مرغيب يرب يكون افضل + فلا ينكره
الا حقاء + ولا اغبياء ولا شقياء + واما قولك ان ابا حنيفة لا يعلم
الحديث + فاسمع جواب ايها الحديث + قال الذهبي وحين ان الامام
الاعظم الكوفي كان حافظاً للحديث وله اربعة آلاف شيخ من كبار
التابعين + وروى عنه علماء كبار مرتجع التابعين + الذين اخبر بخبرهم
سيد المرسلين + وكيف يصح قول ابن خلدون انه بلغت روايته

واجتهد بأربعة الباطلة: خلافاً للسنة السنية وإن الفقر الباطل
 لما فيه من البقال والقليل: وإن أبا حنيفة الكوفي: ومالك الأنصاري
 والامام الشافعي: واحمد الحنبل: ومحمد: ومما قلدهم: بحجب
 الامام البخاري ومسلم النيشابوري: وابي داود والترمذي: وابن
 ماجه والنسائي: وقال بعضهم ان الزكوة ليست بواجبة في مال
 التجار: وهذا قول القرامطية ان الغسل ليس بفرض من الجنابة
 ويترك بعضهم صلوة الظهر والمغرب عمداً لاجتماع الوقتين: وينعوا
 انهم عاموا السنة مرغبة في كذب ولا ميين: هذا انما خرج من اوقاويلهم
 الباطل: فلان اذكر بعض جوابهم بالزيادة ولا تطويل: اعلموا ايها
 الناس ان الامام الشافعي واحمد ومالك الانصاري رحمهم الله تعالى
 واسكنهم في اعلى عليين: ويزيد درجاتهم الى يوم الدين: افضل
 واوسع واعلموا انهم من البخاري ومسلم: وابي داود والترمذي
 ومن غيرهم: وذلك لانهم واساتذتهم: واساتذة اساتذهم:
 قدوا ببعض هؤلاء الائمة: وهذا باهر كالشمس البازغة: اما علمتم
 ان هؤلاء الكرام: وتلاميذهم العظام وصل الحديث الى الامام
 البخاري والمسلم: وهذا عند جميع الناس من المسلم: وكان الائمة
 الحديث حفظ الروايات: فكيف يكونوا مسايين لمن له حفظ الله
 واعلم ان الامام الاعظم: فيما بينهم: كالشمس بين النجوم لا ينكره
 الاجمол وظلوع: هو سراج الائمة اوسع واعلموا انهم افضل الائمة

وقال المزني في ابني يوسف في اتباعهم للحديث + اما راء المفسد الخبيث
 وقال الخطيب في تاريخه مع حسد ابني يوسف افقد اهل عصره + وكان
 النهاية في العلم + هذا من تلميذ الامام الاعظم + فانظر ان كان تلميذ
 الامام هكذا فكيف حال الامام ايها الحاسد + لعل الله ختم على
 قلوبكم بكم الفاسد + ويثبت العلم وفضل الامام + مرجع
 النبي خير الانام + صلى الله عليه وآله وسلم ملاح الجديد ان
 اثبت هذا وعلى الله التكلان + ما لم يثبت لاحد مثل الذي
 ختم هذا فله دين + في رواية مسلم عن ابني هريق لو كان الايمان
 عند الثريا لذهب به رجل من ابناء فارس حتى يتناولوه + وفي رواية
 الشيخين عن ابني هريق والذي نفسي بيده لو كان الدين معلقا
 بالثريا لتناولوه رجل من فارس + وهذا حديث صحيح رواهما
 الشيخان + فانظر الى كتابهما انشدك بالله المنان + وقال الحافظ
 السيوطي هذا الحديث اصل صحيح يعتقد عليه في الاشارة لانه
 حنيفة وهو متفق على صحته وقال العلامة الشافعي ما جزمه شيخنا
 من ان ابا حنيفة هو المارد من هذا الحديث ظاهر لا شك فيه لانه
 لم يبلغ من ابناء فارس في العلم مبلغا احد فثبت المدعى من الشافعي
 العادلين + مرغيب كذب ولا مئين + وكيف يكون الفقه من
 الاباطيل والضلالة لان الفقه سقاء علقه وعبد الله بسبعون
 قد زرعه اما تعلمون ان عبد الله مرجوع ما علمه + وما دبركم

سبعة عشر حديثاً. مع رويتنا ورويتكم ان روايته كثيرة جداً
فان قال احداً من الامام البخاري ومسلم النيشابوري لا يعلم
الا حديثاً واحداً فهل يعتبره احداً من الناس. فافهم
هذا الايوسوسك الخناس. ويمكن ان يقال ان من رواية
الامام بلغت ابن خلدون سبعة عشر حديثاً لقصور علمه.
كما يعرف قصور علم من كتب المتبحر وغيره. وان سلم كثر
المحال ان الامام روى سبعة عشر حديثاً فلا يثبت منه عدم
علم الامام ذي الاجلال. ايها الرجل لكمار المحتمل لان
عدم الرواية لا يستلزم عدم علم العالم. وهذا كما لا يخفى
الاكبر الاعظم. كان هو اعلم الصحابة. وهذا معروف
ببهر اهل السنة والجماعة. فمع هذا ما بلغت روايته كما
بلغت رواية اصغر الصحابة. رضوان الله تعالى عليهم الى
يوم القيامة. وان يعتبر قول ابن خلدون ومن هو وما
مقدار بحسب ابي حنيفة واصحابه العلماء المتبحرين. و
مقلدوهم المجدثين والمتكلمين والفقهاء المجتهدين. و
العلماء المفسرين. لان الاوزاعي الشامي قال في صحيحه
حسن الشيباني. لما رآه سيرا الكبيرو لولا ضمنه من الاحاديث
لقلت انه يرفع العلم ايها الخلدون. وقال ايضا صادق
الله تعالى فوق كل ذي علم عليم. فحق هذا الامام عظيم الشأن

عبد القادر الحنفي من الدليل والبرهان الجلي كاف بجواب
الشقة الباغي + مرعبي المقلد لمفسد الطاغى + والله دمرهم
قد جاد + قد اتيد مذهب النعمان وافاد + فانه تعالى بحريه +
خير الجزاء في الدنيا والدين + بحمد رسول رب العالمين + .

غلام سيما وعباسي عفا عنه + مذكر قوم من محسنين

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي حلينا بحلية السنة
والجماعة + وقد ناعقود تقليدا حاد المذهب الحق الاربعة + هي
حق يجمع الرجال + ولا ريب في حقها ولا قيل وقال + فاذا بعد الحق
الا الضلال + ونجينا عن خباثة التفرقة + واعواء الشياطين الزينة
وابعدنا عن التامين بالجهر والقراءة خلف الامام + وكل ذلك من
المخذرات والاثام + واصله واسلم على من يثبت بالدليل + فيه
شفاء لكل عليل + وعلى الر واصحابه الذين هم جاهدون في
سبيل الله لادين القويم + وهذا الضمان الى الصراط المستقيم
بدليل ساطع وبرهان قاطع + امر بعد فلا يخفى على من له
ذوق سليم + وطبع مستقيم + ان في هذه الايام خبت انوار الدين
وخربت نار اليقين + لقلة العلماء الراسخين + وكثرة الجهلاء والسفهاء
الفاسقين + سيما في هذا الزمان + قد خرجت فرقة كلادين لهم
ولا ايمان + يقال لهم الامهزيون الضالون + الفاسقون المبتدون

وما فهمه + واعلموا ان علقمة اخذ العلم عن ابن مسعود رضي الله عنه و
ابي الدرداء وعائشة رضي الله تعالى عنهم انكار هذا الرجل مضلاً
بقولهم + فمن يكون هادياً + لعل الذي هرب من مكة هرباً + وتاب
من التوبة + وان يذهب مرة اخرى الى مكة + والذي يقول ان
مكة المشرقة والمدينة الطيبة + دار الحرب العدوان + اسمعوا كيف
هذا القول ايها الخلاح + اول الذي كان عروجه بامر الله + فاحفظوا
نفوسكم ايها الاحياء من بشرة وكيد + هذا الرجل باطني كان جده
الرافضة + فرجع الى اصل واقام الفتنة على ساق + في المشرق والمغرب و
الافاق + لما حسدتموه ولما تركتموه + اما من الاعظم + ايكم بعض احب
فيه من الاقران + فما اعتبان ايها الخلاح + ان اعتبرت هذا فارتك
البخاري + ومسلم النشابوري + اما سمعتم ما تكلم الناس فيه بما دبل
تكلمت فقرة في ابي بكر وعمر فدمعما + فكنت تترجم الفاسد + والرافضة
جعل الله سوقكم الكاسد + وتكلمت فقرة في اسد الله الغالب +
فارتك ايها المغرور من النواصب بل تكلمت فقرة في جميع الصحابة +
فارتكهم واخرج من اهل السنة والجماعة + بل تكلمت قوم في نبيا
عليه السلام + لعلك تتركهم من قول الاشقياء اليلام + بل تكلمت
شريعة في الله العزيز الحكيم + فما تفعل ايها المفسد اللئيم +
اترك الله عز وجل + فلا تقع ايها المغرور في الخلل والزلل + فما
كتب العالم الفاضل + النحر الكامل + المعنى اللودعي + مولانا الحاج

الفهامة أبو عبد القادر هذا الفساد وطن انهم نقوا
 في البلاد + فصنف بحمد الله وسبحا نكتا باعجيبا + وجوا باغريا
 الذي يسكت الخصام ويهدى لانام + يروق بالنواظر + ويجلوا
 به البصائر + شعر كتابا لوتا مله ضرير + لا صبح وهو ذوا
 بصر صحيح + ومضامين غريبة وموشحة باللائل والبرهان من
 الأحاديث والفرقان + بل يوسف مذب يكفى لقطع اعناق +
 اللاد مذهبين المبتدعين الذين هم شرير لا شراير وانهم هم
 الناريون لقول عليه السلام + مَرَّتْ شِدَّةٌ فِي النَّارِ وَلَقَوْلُهُ تَعَالَى مَنْ
 يُسَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
 الْمُسْلِمِينَ تَوَلَّهِ مَا تَوَلَّى وَتَصْلَحْ مِنْهُمْ حَسْرَةٌ مَصِيرُهُ فَلَا تَرْتَدَّ
 لَأَنكَارِهِ لِتَقْلِيدِ الْأُمَّةِ انهم من الزنادقين + وجعل الله لهم جهنم
 مستقر ومسير + وعليكم ايها المخلان + ان تخرجوا من قبري
 وحاراكم الشيطان + الذي ياتي عندكم نبي الانسان + ويوسوس
 في صدور الناس بالتي والحفره خصوصا في هذا الزمان + وان تغلقوا
 وتجدلوا + لقوله عم مراد ان يشق عصاكم او يفرق جماعتكم
 فاقتلوا + فجزا الله انما لمصنفه المولانا ومرشدنا جراء موفورا +
 وجعل سعيه مشكورا + امين اللهم امين + نمقه العبد
 اجمال في المحمود + دليل الرحمن الحنفي الفقير
 الى رحمة الرب المعبود + صانه الله تعالى

دينهم انكار تقليد الأئمة الأربعة . وشريعتهم التلويح والتلفيق والتفتق
 ولا يميزون الحق من الباطل لعدم عقولهم وعلومهم . بل ختم الله
 على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم . الا ترى ان بعضهم يتجبر
 بالدينه من بضاعه كاسدة . وبعضهم يتفاخر بما عنده من ابراء فاسدة
 فيوما يفتي بجواز تكاح الخالة وهذا من العجائب . ويوما يفتي باباحة
 المطلقة الثلاثة بغير التحليل . وهذا من الغرائب . ويجوز الاخطار لمن
 يطبق الصيام . وكرة ينهى عن التداوي . والقيام . وهكذا من خرافاتهم
 اكثر من ان تحصى . وبلغ لعلمهم بالشرعية الغراء غاية القصوى . لا سيما
 بالاحاديث والفرقان . الى ان هلمس جراً الى الرسول . الرحمان . فاي
 فرق بينهم والجماد . هرايرها المؤمنون شر العباد . ومعهم هذا يدعون
 انهم محمديون . وانهم هم العالمون بالحديث وانهم يفعلون ما
 يؤمرون . فلما راي العالم العلم . الذي ترقى به مراتب العلوم
 والاسلام . والذي انتشر به انوار الدين . الاخذية . ونزلت
 عنه غيايب الغباقة وضلالة السمردييه . والذين تفرغوا بالعلوم
 وتوحدوا بالغنوك كالشمس بين النجوم . افقه الفقهاء . واكمل الكلاء
 فريد الدهر . وحيد العصر . زبدة الفصحاء . اسوة البلغاء . وقد
 الصالحاء . امام الاتقياء . الذي تحقق به العلماء ورثة الانبياء
 استاذ الدنيا علماء الدين . شيخ المحققين والمدققين اعنى الحاج
 الماهر في العلوم العقلية والنقلية والظاهر . شيخنا مولانا كرامة

والرسابق + يوقعون بين العوام كالأنعام التفريق + وان سئلوا
 عن خروج جعفر بن جعفر + فطالما اجابوا بان جعفر مبتدأ وجاء في خبر
 فباي وجه يكون لهم بالاثار خبر + وكثير من الاحاديث جوامع العلم +
 هل تعلمون الحديث بهذا البصر والفهم + فضلا عن لطائف القرآنية
 والفتكات الفرقانية المخروجة + فلرفع شرشارا وملكك القرآن للحنان
 الذي يوسوس في صدور الناس منصف رسالة عجلالة نافعة موشحة
 بالدلائل من الحديث والقرآن + معرضا عن لادلة الفقرية ليجد
 بحقية غير الاثر والفرقان + فصفهم بأيديهم + وخفض بنوا
 الرافعين ايديهم + بعصم لادلة الظاهرة + واخفى اولئك المهرين
 ببض البراهين الباهرة + ونصب بناديق الحج الساطعة المتفق عليها
 لكسر الرقاب اولئك المغضوب عليها + وضرب الامثال التي يهدي
 بها كثيرا + ومع ذلك لم يكن احدا من هؤلاء اليا ولا غيق لهم
 خيرا + كلها موجودة في تلك المختصرة وما هي احسن لادلة القوية +
 لرفع الحيل الوهابية + عوايدها بهية + ونوايدها غنية + ادنى دراية
 فله هي كفاية + المصنف الذي له قلب نقاد وقاد الثقة + الثقات
 المتبحرين + مقيد مشاهير فحول المحدثين والمفسرين + حاج الوطن
 المنيفين + الذي مر الزوارين المستفيضين من روضة سيد الثقلين
 الذين هم احقاء بالشفاعة لقول رسول الخافقين + من ار قبوري
 وجبت له شفاعتي + اللهم ارزقنا هذا النعم السمرى مولانا

مرتب الحسب + درجه فوى النظام فوري

بسم الله ه **الاسلام اياك حفظه والايادى** **الرحمن الرحيم**

ه شكر آلت يا من انعم علينا بالتفقه في الدين + ولو كره بعض
 الكاهنين + والصلوة على من امرنا باتباع سواد الاعظم الاثر
 الاقوم + وهما ناعا بالوقوع في حفرة الشذوذ الاضعف الا
 وعلا له واصحابه الذين هم مقدمات الدين + وهؤلاء الكرام
 فزنا بسعادة المذهب المتين + وعلى التابعين وتبعمهم الذين
 جهدوا في الاجتهاد + راغبين عن طرفي الاقتصاد + منهم الائمة
 المجتهدون المهتدون + الذين ابتغوا ماضيات الله اعمارهم باذلو
 كيف وقد اقتدى بهم الاولياء العظام + ولا اترتاب في وصولهم
 للخواص العوام + اللهم اجعل منازلهم في اعلى عليين + متكئين
 على سري متقابلين + وقد انتشر قول هؤلاء الراشخين عجاوينا +
 بل شرقا وغربا + ومن لدن ذلك المهد الى اليوم جاريو المسالك
 المبين + بلا حدة الرادين ومن غير انكار المنكرين + كالشمس الشاققة
 يستضيء به الشجر واللد + وقد اقر به الماضون العارفون وكل النفر
 الان في هذا الزمان خرجت طائفت من المتعصبين + يطعنون على
 الائمة المجتهدين + متقوين باثم عاملون بالقران والحديث + ولا
 يتمكنون من تبذير الحديث عن الحديث + ويتماشون الى الاقطار

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین **تمت**
۱۵ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ وَفَصِّلَ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
 اما بعد جمیع حضرات اصحاب ایمان و ارباب ایقان کو مشرودہ جانفزا
 و نوید فرحت افرا سنا تا ہوں اور سائر لائذ مہبان بد سیرتان
 غریق چاہِ ضلالت و گمراہی وادی جہالت کو ہدایت کا رسمہ
 بتاتا ہوں کہ اس دور پر شر و فتن میں اکثر جالائذ مہیونکی پوش ہی
 فتنہ و فساد کی شورش ہے تحریر اور تقریر ابچارے عوام کا لالہ عام کو
 گمراہ کرتے ہیں خلق خدا کو تباہ کرتے ہیں لہذا الذنون ان کے
 رد میں جناب فضیلت اکتساب عالم باعمل فاضل اکمل قدوة المناظرین
 و زبدة المحققین حضرت حاجی مولانا عبد القادر صاحب مدرس
 مدرسہ بدگلی لازالت شمس فیوضہ فی نہایت عمدہ ایک کتاب ہدایت
 اکتساب مصداق اسم باسمی الموصوفہ ما احسن اللدلة القویۃ لدفع
 الحیل الوہابیۃ تحریر فرمایا ہے گمراہوں کو راہِ مستقیم دکھائی ہے
 وہ کتاب من اولہ الی آخرہ احقاق حق و ابطال باطل سے مالا مال ہی
 اسکی صفت میں لطف ناطق ہے یہ اسکی ادنیٰ صفت ہی ہے
 ہر حرف از و شگفتہ با عین فروختہ تر ز شب جہرا عینے + مان ای
 لائذ مہیونہ اکم اللہ للہ ذرا بنظر نصاب لایعین الاعتصاف اوس
 کتاب مستطاب ہو تم لوگ دیکھو اور ٹیٹ دہری کی پٹی آنکھوں سے کہو لو
 خبردار سید کذاب کے پیرو نہ بنو راہِ ضلالت پر اڑے نہ ہو ورنہ

استاذنا الحاج محي السنة محمد عبد القادر نيدرس في
مدرسة الحق كلى صانه الله عن الشر والخف والجل
الذي مر مشايخ الاسلام آباد قاتل الله حساده وباد اللهم
بطول حياته وبقائه انفعنا واطلل افضاله على رؤسنا وبقيل
الف ذلك القطار الهام تذكر المذاهب الصالحة الوجه الكريم وذكر
فيها الادلة موقية مفضلة احياء لدين الرقوف الرحيم وهذه الجملة
بين فيها الدلائل القاطعة كانتا سريجي فتاك هضار تمريقا رؤس
هؤلاء الاشرا بالجملة شمس فضل لك العلاء مة طالع يصرها
المبصرون ولولم يرها اولئك الخفاشون قصرت عن اعتداد
مكارم المتخائق بالخلق العظيم فبذ اكفيت بهذا البيت المستقيم
شعرات الشمس شمس والبرصا الضريح وان العسل عسل وان
بجد طعم المور ورماملهم الى عقايد الروافض الفدارين فن
تشرفضوا الحق الحق وكانواع السنة والجماعت مائلين ولا يبعدان
تكون بدعة هؤلاء المعاندين هؤلاء من فتن الرجال الكذا عليه
اللعن اليوم والقيام فزجوا الله ان يضحوا بطلوع النجم الثاقب السهيل
اعني المصنف الاخضر جزاءه الله في الدارين بحرمة نبي الاكرم
سطر هذه السطور العبد المذنب الحقير خادع الطلبة محمد بن شيرازي
الاسلام آباد غفر لنا ذونا يا كريم اللهم اهدنا الى دينك القويم انك
تهدي من تشاء الى صراط المستقيم واستعملنا بسنة سيد المرسلين

وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۶ الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين بعد اس کے جانا چاہیے کہ شہر مکہ معظمہ میں کفر کے دوسرے شہر اور کانون کے فتح ہونے کے بعد نوح فوج ہو کر کھاروت وغیرہ مسلمان ہو چکے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ وسلم اس جہان سے رحلت فرما ہو تب وہ نئے مسلمان ہو کر فرزند ہو گئے پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو کر لڑکے بہتوں کو ان میں سے قتل کیا اور بہت لوگ اُسے تاب ہو کر پھر مسلمان ہو گئے لیکن یہ لوگ بظاہر مسلمان ہوئے مگر باطن کفر و فتنہ رکھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں درپردہ رہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خارجی بن گئے اور انکو قتل کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شکر بنکرا اور عمار بن ابی بکر اُسے لڑائی و مجاہدہ کیا آخر انجام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کیا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان خارجیوں کے تائید سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کر کے خلافت چھین لینے کو آئے حضرت بڑے امام صاحب صوفی

بروز قیامت بچتا و گے اپنے گرو گنشاں کو یاد کر کے یا ویلکتی لیتے تھے
 لَمْ آتِجْنِمْ فَلَا تَاْخِلِيْلًا کہہ کر رو گے چلاؤ گے **س** من اسخ
 شرط بلاغ است بانومی گویم + تو خواہ از سخنم بند گیر خواہ ملاں +
 وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاٰمَنَۃُ
 الْمُجْتَمَعِ دِيْنِ اَجْمَعِيْنَ + حُرِّرَہٗ اَحْقَرُ الْعِبَادِ اَصْغَرُ الْاَفْرَادِ مُحَمَّدٌ
 عَبْدُ الشُّكُوْرِ الْمُتَخَصُّصِ عَرَحِمَا شَفَعْنِیْ عَنْهُ مَوْتُوْنِ بَلَدِیْ ثَاْنِدَہٗ ضَلَعُ فِیْضِ اَبَادَہٗ

+ وَلَہٗ +

زطر سے مرے گزری جب یہ کتاب + میں ای حباب ہو کے بسشادمان +
 تھا بامراد بی ساختہ + ہوئی خوب تنبیہ بد مذہبان +

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۴۱

مُبْدِیُّ الْمَصْنُفِ کہ این رسالہ سنیہ مرضیہ نور علی نور است مرہتدین
 دین قویم را و بدایت است مرزا یحییٰ قلوب رابطہ استقیم و امیب
 العطا یا ولہم الخطایا مساعی مصنفش را مشکور کناد و جز ہش و نور ہاد

اَبُو اَطْهَرٍ لَا رِیْبَ لَہٗ سَاقِیْ مَدِیْنِ اَلْاَمْرِ بِحَسْبِہٖ

في علاقه + اما في الخليفة والخليفه + ثم اعتقادي مذهب النعمان
ثم اتبع اجتهاده المالك الذي ولد في سنة ٩٥^{هـ} وتسعين ثم الشافعي
الذي ولد في سنة ٢٠٠^{هـ} وخمسين ثم الحنبل الذي ولد في ٢٤٢^{هـ} مائة واربعة
وستين لكنهم استنبطوا في بعض فروعها استنباطا تفريقا وحققوا فيها
تحقيقا + وكان لكل واحد منهم اصحاب احرزوا اصولهم احرازاً طويلاً
فروعاً تفهوا برزاً + ويعملون على اصولهم مقلدين لهم ويحكونها
ترجيحاً + ويصير حوقها تصرفاً فلذلك صار المذاهب في الاربعة من الله
تعالى مرضياً ومحسوراً + لانه من استنبط ممن سواهم كان استنباطه
مخطوئاً ومن حوَّراً + لانه كان في الارض منتشرأ ومنشوراً + فليس
في كتاب عجوزاً ومسطوراً + فلا ريب ان الاختصار المذاهب في الاربعة كان
فضلاً للمياه + وحكما شرعياً + فلا حاطة لاحد ان يبدل له تبديلاً او
يكثره تكثيراً + او يوقله تاويلأ + ولا ينبغي لغير المجتهد ان يتبعها
تلفيقاً + لانه كان تلهياً بتحقيقاً + وكان التلخيص حراماً + ولا يكون الحكم في الشرع
مراماً ثم الف المحدثون في الصحاح من باب المماثلين وغيرهم من بعد ذلك
مائة احاديثاً واناراً + فالج كل منهم بطاقتة البشرية تاليفاً حيدراً اختياراً
اختصاراً + ليستحق كراماً استنبطت لامة الاربعة استنباطاً محيطاً + واستخرجوا
استخراجاً بسيطاً + ولان احدهم اراد ان يحدد للناس مذهباً جديداً
وان يتخذوا بمخالفته لامة قولاً سديداً + لان كل واحد منهم كان عطاراً
حريراً رطباً ويا بساً + وما كان لباس اجتهاده لابساً + وما كان في معكم

لڑائی کو مصلحتِ بھان کرانگو خلافتِ حوالہ کی اور شہید ہو گئے پھر حضرت
 معاویہ رضی اللہ عنہ کے رحلت کے بعد ان خارجیوں نے یزید کے لشکر
 کے ساتھی و مددگار ہو کر حضرت امام حسین کو شہید کیا اور اس کے حکم سے
 مدینہ منورہ کو لوٹ کر بہت سارے صحابیوں کو قتل عام میں لائے پھر سیر کے
 ہلاک ہونیکے بعد مختار نے کوفہ میں خلیفہ ہو کر یزید کے شکر و مددگاروں کو
 قتل عام کیا بعد اُس کے ایک دوسرے پیچھے بہت آدمی خلیفہ ہو کر اُس اطراف میں
 اقسام طرح کے فساد برپا کرتے رہے جسکے باعث ملک عرب وغیرہ میں غلبہ فساد
 فسق و فجور سے اندھیرا ہو گیا پھر دین مغلوب و عاجز ہو گئے دین اسلام میں فتور
 و فساد سے زاید ہو گیا ایسے وقت میں پہلے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
 نے مشہور روایت کے رو سے استنیٰ ہجری میں پیدا ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے کتنے یار و اصحاب تابعین سے علم دین حاصل کر کے کمالات و اجتہاد
 کے درجہ میں پونچھکر مسائل احکام شرع کو قرآن شریف و احادیث سے استنباط
 و نکال کر ہزار ہا شاگردوں کو فیض عام دین کے علم کا پونچھایا اور ابن المبارک نے
 مناقب مصنفین امام اعظم کے کہا ہے کہ کلا ینبغی لاحدان یقتدی
 مردونہ غیراً و اثبت فی مناقبہ ما اثبت و ما ادعیہم ما اثبت الی ان
 قال شعراً :

لقد نزلت البلاد و علیہا : امام المسلمین ابو حنیفہ + باحکام و اتقان
 کما یت الزہد علی صحیفہ + فاف المشرقین لہ نظیر + ولا فی المغربین ولا
 بکوفہ + بیت مشہر اسہر الیالی + و صام نہان للہ خیفہ + فم کما یخیفہ

اربع و ائستین توفی عشره یوم الاحد الخمس و ست بقین من حب بنیسا بو سنه
 اسی و ائستین و ائستین و ویر و واز امام احمد بن حنبل و دیگر ائمہ اعلام
 حدیث دارند و چون بخاری در آخر عمر بنیسا پورا آمد مسلم ملازمت او کرد
 و استفادہ نمود رحمۃ اللہ علیہما و اما ابو داؤد و ابی یوسف نیز شانی عالی دارد
 در علم حدیث و از صاحبان امام احمد است و ولد سنه ائستین و ائستین
 توفی بالبصره لاربع عشره بقیت من شوال سنه خمس و ائستین و ائستین
 رحمۃ اللہ علیہ اما ترمذی نیز یکی از حفاظ اعلام حدیث است و اوراد فقہ
 نیز مدلولی است و از محمد بن اسمعیل بخاری اخذ حدیث کرده و ولد
 و توفی بترند لیلة الاثنین الثالث عشر من جب سنه تسع و سبعین
 و ائستین و معنا کہ این مرد را با ائمہ اہل قیاس و اجتہاد تعصب بود خصوصاً
 با امام اعظم ابو حنیفہ کوفی و لهذا ذکر این امام اجل و اصحاب وی در کتاب
 خود و ذکر اقوال علماء صریحاً بیج جا نکرده و اما انسانی نام او احمد است و وفات
 بکے سنه ثلث و ثلث مائت و سی نیز یکی از علماء حفاظ و فقہا است اخذ کرده
 حدیث را از ابی داؤد و عبد اللہ بن احمد بن حنبل را ملاقات کرده و طبرانی و حاکم
 از شاگردان او بند و در بعضی مواضع کہ ابو داؤد و ترمذی از خارج حدیث
 کرده اند انسانی از ان اجتناب نماید بلکه از اخراج حدیث از بعضی رجال
 شیخین نیز تجنب می کند اما سادس نزد بعضی سنن ابن ماجہ است و نزد بعضی
 و مختار صاحب جامع الاصول ہمین است و موطا جمع امام مالک است و و مقدم
 است برین مذکورین زمانا و فضلا و برکتا و ولادت امام مالک در سنه خمس و ائستین

کاملاً و طیباً خذ قاعاً ملاً + بل کان لاحد الامم مقلداً متبعاً سیداً
و معتدلاً و معتقداً و مریداً + اما من الف منهم لاحادیت متعصباً لامار
الائمة و معانداً فلا تلتفتوا الیه ابداً فالحمد لله الذی جعلنی مقلداً لمن
کان ولیکاملاً محابداً صالحاً خائفاً عارفاً بر اتقیا نقیاً مجتهداً تابعیاً و
کان افضلهم فضلاً + و اعلمهم علماً + و اودعهم ورعاً + و اقرهم زماناً +
و اعظمهم اماماً + **اور شرح سفر سعادت میں مرقوم ہے**
کہ این چهارین از امامان دین و معتدیان ملت اند که ضبط و ربط احادیث
و اقوال صحابه و سلف و تطبیق و توفیق بیان آنها نموده و تفسیر و تاویل
و بیان ناسخ و منسوخ کرده و غایت بذل مجتهدین باب فرموده
استنباط احکام بقایین و اجتهاد از نصوص کتاب و سنت نموده اند و
غیر مجتهدان را جز تابع ایشان بودن چاره و سبیل نیست و شاخ و برگ
و بزرگان ایشان هم برین مذاهب بوده اند یا رب مگر آنها سیکه از ایشان
بپایه اجتهاد رسیده موافق یا مخالف ایشان برای خود اجتهادی نموده
باشند و با بجملة مذاهب حق و طرق وصول بمنزل مقصود و ابواب آید
دین این چهارست و هر که راهی ازین سبها می درمی ازین درگاه اختیار نموده
براه دیگر رفتن و در دیگر گرفتن مضطرب کند عیب و یاوه باشد و کارخانه عمل را
از ضبط و ربط بیرون افکندن و از راه مصلحت بیرون افتادن است + +
ولد البخاری یوم الجمعة اثلاث عشرة ليلة غلت من شوال سنة اربع و تسعين
و ائمة و توفی ليلة الفطر سنة ست و ثمانین و ائمتین و ولد سلم سنة

یا حمزه یا جدری بود از دریای علم و چشمه فضل و بارانِ حمت و مصلی است
 علیه سلم و چون اوقاتِ صحبتِ مختلف بود و هر یک وقت همیشه در
 مجلس شریف مجتمع و نیز فعل آنحضرت صلی الله علیه و سلم در نوافل و مستحبات
 و فضائل اعمال الماد فی فیض و واجبات دایم بر یک نسق بود بجهت و نور شفقت
 و توسعه رحمت بر امت تا بقره و جوب نرسد و اکثر چنان بود که هر عمل که وی
 صلی الله علیه و سلم مواظبت نمود واجب گشته و حکم الهی بضرورت و وجوب آن
 نازل گردید باین سبب که مذکور شد هر کدام از ایشان دید و دریافت آنچه دیگری
 ندید و دریافت و از اینجا مخالفت و سنای رتبه در علوم صحابه پیدا آمد و بعد از
 گذشتن آن سرور هر کدام از ایشان با نصیب از فیوض علمی انوار است و بلا و
 و انصار اسلام متفرق گشتند و نشر علوم و احکام نمودند و جماعه دیگر از عرب و
 عجم که نه بشرف حضور آنحضرت صلی الله علیه و سلم و دریافت زمان نبوت شرف
 و فائز گشتند بخدمت ایشان بشتافتند و بلا از دست صحبت ایشان اقتباس انوار
 علوم نمودند و ایشان را تابعین خوانند و جماعه که شرف ملازمت صحابه را نیز در دنیا
 و بلا از دست تابعین آمده است فاضله و استفاده نمودند ایشان را تبع تابعین گویند و
 این هر سه گروه یعنی صحابه تابعین تبع تابعین مقتدایان دین و بهترین امت
 اند بحکم حدیث متفق علیه که فرمود عید امتی قرنی الذین انا فیهم نفع الذین
 یلو فیهم نفع الذین یلو فیهم الحدیث و در تابعین و تبع تابعین بجهت اختلاف
 علوم و کثرت وقایع و حوادث و انسداد حجاب بجهت بُعد زمان نبوت در دنیا
 و حیثیت کثرت یافت و اختلاف شایع شد و در حقیقت باعث توسیع امر

و وفات در تسع و سبعین ماه و عمر شریف وی هشتاد و چهار سال و بعضی
 نو و گفته اند و س امام است در فقه و حدیث اخذ کرده علم را از قدما می پند
 و کبار ایشان و شیخ مشایخ احمد بن حنبل و یحیی بن معین است و یحیی بن سعید
 القطان گفته است که نیست در قوم اصح حدیث از مالک و گفته اند اول کسی که
 تصنیف کرد در حدیث اوست و لیکن کتاب و جامع است صحاح را و غیر آن را
 و اول کسی که تصنیف کرد در صحاح محمد بن بخاری است و اما ابن ماجه توفی سنه
 ۲۹۳ و استین گفته اند بعضی از رجال احادیث وی مطعون اند و منهم
 بکذب و غیر احادیث و حکم کرده شده است بر آنما بطلان سقوط و نکارت و آنها
 که تقدیم کرده اند او را بر موطا و یکی از کتب سه شمرده بجهت کثرت زواید است
 بر کتب خمسہ بخلاف موطا و بعضی گفته اند که کتاب داری سزاوارتر است
 بگردانیدن و سادس کتب زیر که رجال و در ضعف کمتر اند و وجود احادیث
 مشکو و شاذه در وی نادر است اگر چه احادیث مرسله و موقوفه در کتب بیشتر از
 کتاب ابن ماجه است توفی یوم الزوئیه و دفن فیوم عرفة سنه خمس و خمیس^{۲۵۵}
 و استین + بیان منشاء اختلاف مجتهدین و ذکر ائمه اربع و بیان حکم و اتباع
 ایشان + بدانکه صحابه را رضی الله عنهم برکت صحبت رسول الله صلی الله
 علیه و آله و نورانیت باطن و صفاتی عقیدت اختلافی داشتند با همی بسیار
 نبود و بجهت سطوع انوار کتاب و سنت و حضور نبوت و شهود موارد و
 وحی و منزل حاجت بقیاس و اجتهدانه مگر در مسئله پنجه که بعد از رحلت آن
 حضرت صلی الله علیه و سلم اختلاف گونه پیدا آمد هر کدام از ایشان مثل نهی

جدا ساختند و در علم حدیث کتب تصنیف کردند و مجتهدان ائمت بسیار بودند
 و آنچه قریب یافت و باقی ماند از مذاهب اهل سنت و جماعت چهار مذاهب مشهور
 است که در اعتقاد و اصول دین با هم یک بوده اند و در فقه و فروع و بعضی
 مواضع مختلف اند و سبق ایشان امام اعظم ابوحنیفه نعمان بن ثابت
 ثقفی است و ولادت وی در شصت و شصت و فاتش در یازده و خمنسین و جماعه را
 اختلاف در آنکه وی از تابعین است یا تبع تابعین با اتفاق بر آنکه در روزگار
 وی چندین از صحابه بوده اند انس بن مالک بصره و عبداللہ بن ابی اوفی در
 کوفه و سهل بن سعد الساعدی بدین و ابوالطفیل عامر بن واثله که آخر صحابه
 رسول الله اند در وفات بکوه و بعضی جز این چهار تن را نیز شمرده اند صاحب
 جامع الاموال گوید که ملاقات ابوحنیفه با آنها و اخذ حدیث از ایشان نیز ارباب
 نقل مشہورتر رسیده و اصحابی سیگویند که وی جماعه از صحابه را دریافته و از
 ایشان روایت کرده است و ویراسته اند نسبت که احادیث را در روزگار صحابه
 مذکور روایت کرده است گفت بنده مسکین عبدالحق بن سیف الدین
 خداوند بزرگوار عالم و الیقین و در واقع از حساب عقل خرد و در نماید که صحابه
 رسول الله در روزگار وی باشند و وی قصد ملاقات ایشان نکند و ایشان را
 در نیابد آنکه در وقت دوم او درین بلاد که ایشان بوده اند ثابت شده و مدت
 بست سال زندگانی کرده چه وجود صحابه تا آخر ایت بصره رسیده است مانا که
 حق با صحاب است که گویند جماعه صحابه را دریافته است و الله اعلم و جماعه کثیر را
 از قبایع تابعین دریافته و در فتاوی و اجتهادات با ایشان مزاحمت کرده

وسعت دائره رحمت حق گشتند و لابد چون مجتهد را اطلاع بر معانی قرآن
واحادیث و اقوال سلف و معرفت ناسخ و منسوخ شرط است ایشان هم
فقیه باشند و هم محدث تا آورده اند که نزد امام اعظم ابوحنیفه ص صد و چهار
بود اصحابی حدیث و لیکن اشتغال و کویاران و کرمه الله علیهم در جانب
فقه و وضع مسائل استقیاب اصول و فروع آن غالب افتاد و سلسله روایت
احادیث از ایشان کمتر برپا شده آنکه متسک و استدلال ایشان با حدیث
نبود حاشا و بعضی گویند غالباً مذاهب ایشان عدم صحیح نقل بالمعنی است و اکثر احادیث
اینچنین منقول مروی اند پس از جهت عدم احتیاط درین شان کمتر روایت
آوردند و این سخن مدخول است با آنکه اگر نقل بالمعنی نزد ایشان جائز نبود متسک
با آنها نیز نگذرندی یا رب مگر فرقی نهند در روایت و متسک فتدبر و جماعه دیگر
بر او اویل و اجتهاد کمتر رفتند و بعل بنظواهر احادیث گفتا کردند و ایشان را اصحاب
ظواهر خوانند چنانکه دیگران را اصحاب الرأی گویند و ثمامه مجتهدان اصحاب الرأی اند
خصوصیت بابوحنیفه و اصحابی اند و یا رب مگر خصوصیت این اسم با ایشان از
جهت شیوع و کثرت باشد و در او آخر زمان تبع تابعین و اتباع تبع و من بعدهم
سلسله علم حدیث قوت و دیگر گرفت و شیوع پذیرفت و در واجی تازه در وضع
بی اندازه یافت و چون در آخر زمان صحابه و اوایل تابعین بدعت خروج و اعتزال
پیدا شده بود و بحکم تعصب و خیانت بقصد ترویج مذاهب مبتدع مستحذ و ضعیف
افترای احادیث راه یافته پس آنکه حدیث و اساطین کلمت در مقام تصحیح و تنقیح
احادیث آمده و تبعیج و تفصیح اهل بدعت نموده حق را از باطل و قوی را از ضعیف

بكتاب الله ثم بسنته رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم بأحاديث ابن بكر
 وعمر وعثمان وعلى رضي الله عنهم (وفي رواية) أخرى عنه ما جاءنا
 عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بأنه هو الذي فعل الراس العين
 وليس لنا مخالفة وما جاء عن الصحابة تخيلاً وما جاءنا عن غيرهم
 فهم رجال ونحن رجال (وروي) عن أبي مطيع البلخي قال دخل سفيان الثوري
 وحامد بن مسلمة ومقاتل بن حبان وجعفر بن محمد وغيرهم على الإمام
 ابى حنيفة فقالوا بلغنا عنك أنك تكثّر من القياس في الدين وأول من
 قاس ابليس فناظرهم الإمام يوم الجمعة في جامع الكوفة وعرض عليهم
 مذهبهم وقال لهم اني اقد العلم بالكتاب ثم بالسنة ثم انظر بعد
 ذلك في اقضية الصحابة فاذا اختلفوا ولم يتفقوا على شيءي تست حينئذ
 فقبولوا عليهم يده وقالوا انت سيد العلماء زاد في رواية فاعف عنا ما مضى
 فقال عفا الله عنا وعنكم (وكتب) ابو جعفر الهندو اليه قبل ان يجتمع
 به بلغه عنك أنك تقدم القياس على الحديث فقال ابو حنيفة ليس الامر كما
 زعم من بلغك عن ذلك اذا جاءوك فاعلمم ايها الخليفة اني اسأل بكتاب
 عز وجل ثم بسنته رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم بأقضية الصحابة ثم
 اقيس بعد ذلك وليس بين الله تعالى وبين خلقه قرابة فهذا تصريحي
 من الامام بأنه كان يقدم الاثر على القياس فضلاً عن الحديث النبوي
 وأنه كان لا يقيس الا بعد ان لا يجد ذلك الامر في الكتاب والسنة
 ولا في اقضية الصحابة (وقال) علي بن المدني ابو حنيفة روي عن الثوري

ان يحتاج به عند كثير من المحدثين وهذا النوع يوجد كثير في غير
 مذهبه كما يعرفه من ما ريس الفن (فاعلم) ان مذاهب الائمة اربعة
 رحمة الله عليهم اجمعين + منسوجة من الشريعة المطهرة سدا لها ولحمتها
 لاسيما مذهب الامامنا الاعظم لكر ووجه استنباطه قدق عن ادراك
 غالب عقول طلبة العلم وما يوجد في بعضها مما يخالف ظاهر الاحاديث
 فهو بالنسبة الى ملة ائمتنا ولا يصح عنده من قوله صلى الله عليه
 وسلم او فعل او من اثار الصحابة ما قام عنده بمقام اليقين وجعله حجة شرعية
 ايتن بالنظر فيه ولا يستكشأ ما يعارضه ويخالفه اذ لا يقول عامدا
 ان الامام قد يجد في مسألة نصا عن الشارع ويخالفه بقياسا او راي حاشا
 من ابي او قياس يخالفان الشريعة والذي اجمع عليه اهل مذهبنا من اخذ
 بخبر النبي صلى الله عليه وسلم ما جاء به فان اختلف خبران وكان لاحدهما
 وجه في التاويل يوافق به الخبر الاخر الذي ليس له الوجه واحد في الظاهر
 وفق بينهما فان لم يجد خبرا عن النبي صلى الله عليه وسلم اخذ من اثار الصحابة
 ما كان اقرب الى كتاب الله وستة نبيه ويسمى ذلك اجتهادا (وروي)
 ابو جعفر الشيرمازي بسند الى الامام انه كان يقول نحن لا نقبس في مسألة الا
 عند الضرورة وذلك اذ لم نجد دليلا في الكتاب والسنة ولا في افضة الصحابة
 (وفي رواية) اخرى عنه انه قال نأخذ اولا بالكتب ثم بالسنة ثم بالفتوى
 الصحابة فنعمل بما تتفق عليه الصحابة فان اختلفوا قسمنا حكم على حكم اذا اشكرنا
 في العلة الجماعية بينهما حتى يوضح المعنى (وفي رواية) اخرى عنه اننا نعمل

مسلمانوں کو مل کے چلے آتی ہیں امام مٹا کی تقلید و تسلیم ہزاروں آدمی پیشوا جہاں ہو پس تعصب کی رو سے
ایسے امام موصوف سے خد و عداوت و بغض و مخالفت و عناد رکھتا اور —
تقلید و پیروی انکی نکرنا بڑی بے انصافی و حق تلفی و بی ادبی و گمراہی ہے
مشکوٰۃ مصباح والے شافعی ابن حجر شافعی بہیقی شافعی نسائی شافعی
غیر ہم بہت محدثین نے تعصب کی راہ سے اپنے امام کی طرف داری او
اپنے اپنے استادوں کے پیروں کی طرف اخذ احادیث ضعیفہ وغیرہ
کے منسوب کئے اور یہ فکر و خیال نکلیا کہ امام اعظم ع اصل پیروں استادین
صحابہ و تابعین کبار سے علم دین کا حاصل کرتا بعین سے ہو کر اصل استاد ہو
اور سب اماموں و محدثین ان کے شاگرد دیا ان کے شاگردوں کے شاگرد
جہاں تک نیچے جاو چنانچہ امام مالک ع فی امام صاحب موصوف کی ملاقات
و ملازمت حاصل کی اور ان کے اجتہاد کا اتباع کیا اور بہت سے تابعین
بھی علم حاصل کیا مجتہد ہو کر جدا امام ہو گئے اور ابو یوسف ع اور زفر ع اور
محمد ع امام ابو حنیفہ کے شاگرد و شاگردوں سے علم حاصل کر کے امام مجتہد ہو کر اپنے استاد
کی تقلید و تبعاری میں قائم و مستقیم رہے پس امام مالک و امام ابو یوسف ع
و امام زفر و امام محمد ع علیہم تسبیح تابعین سے ہوئے اور شافعی ع امام محمد ع کی
تقلید شاگردی سے علم حاصل کر کے امام مجتہد ہوئے اور ان کے شاگردین طفلی
وقت سے پرورش پا کر ان کے پیروں کی پیروی کیونکہ امام محمد ع جب وہی طفل
ان کے ما کو اپنے نکاح میں لئے تو امام شافعی ع امام ابو حنیفہ ع کے
شاگرد کے شاگرد ہوئے پھر امام مالک ع کے شاگرد بھی ہوئے اور ان سے بھی

وابن المبارک وحماد بن زید وھشیر وکیع بن الجراح وعباد بن العوام وھشیر
 بن عون وھو ثقہ بآسیبہ ولذلک قولہ لامام الشافعی فیہ الناس کلہم عیال علیہ یخفیہ
 فی الفقہ (قلت) اما الجواب عن الراۃ القیاس فقد غدر ویکفینا فی ذلک قول معاذ بن عبد
 حین ارسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الین مسئلہ یوحی کہ قال احکم بکم کتاب اللہ قال ان لم یجد
 قال اجتہد برائی قالوا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جئناکم بالحدیث اللہی وفق رسول
 رسولہ وھذا الحدیث صحیح ثابت فی کتابہ فخرج علی الامام ابی حنیفہ فی استماع اللہ
 والقیاس فقد طوع علی معاذ بن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد راہنا ذہابا جماعۃ من کل جماعۃ
 فی ابی حنیفہ قد زہبت واصحلت مذهب ابی حنیفہ باقی الی یوم القیامۃ ویکما قدم ازاد
 نوک اور برکتہ والناس لا یطہقون علی ان اصحاب السنۃ والجماعۃ اھل المذاہب لا یقبلون بعبۃ مثل
 ابی حنیفہ ومالك والشافعی احمد وکل من یحکم فی مذهب ابی حنیفہ در سن مذهبہ حتی
 لا یرف مذهبہ فی حنیفہ باقی ملائک الارض شرفھا وغربھا واکثر الناس علیہ
 اور اسمیلح نام صاحب موصوف کے مناقب ووصاف وخرجا وروایات کی شرح ورمح البحر
 ہزاروں حدیث وفقہ کی کتابوں میں قوم میں الغرض امام اعظم ع کے اوصاف وادکار
 کہما شک بیان ہو سار جہان میں ان کے مناقب ووصاف وفتاوی و احکام مسائل
 ہزاروں کتاب ورسالوں میں کو و مشہور معروف ہیں ان کتابوں میں دیکھ لیں
 بیانی کمالی لے گی وی اصل استاد و پیشوا اسرار امامت و ہستادوں کے ہیں
 پر ہیز گاری و پارسائی و علم و دینداری میں اور امامت و محدثوں سے ہمہ صورت
 فوقیت و سبقت رکھنے والے ہیں اور اصحاب تابعین و تبع تابعین کے زما نیسے
 آج تک تقاید و اقتدا و پیروی ایک دوسری کی جیسے متوکر کے ساری جہان کے

کر کے ہزاروں لاکھوں آدمی صراطِ مستقیم پر قائم و مستقیم ہوئے۔ حدیث
 گزیرہ بنید برز شہرہ چشم و چشمہ آفتاب را چہ گناہ اگر کہتے محدثین نقشب
 و نفسانیت کی راہ سے امام اعظم ع کی مخالفت و معاذت کرے تو اس سے
 امام صاحب سوف کا کیا نقصان ہے چنانچہ ترمذی وغیرہ محدثوں نے
 اپنے امام کے فتاویٰ و مسائل و احکام کو ترجیح دینے کے لئے امام
 اعظم ع کے فتاویٰ و مسائل و احکام کا خلاف کیا اور ان کے فتاویٰ
 و مسائل کے دلیلوں کو اپنی کتابوں میں کم نقل کیا اور ان خارجیوں کے سدا بعد سدا
 کے اولاد و اولاد کے اولاد و جماعت تک پہنچے جاوے کہ جنہوں نے مسلمانوں میں
 فتنہ و فساد ڈالنے کے لئے وضع احادیث و نقل بالمعنی تبدیلیات و تغیرات کے ساتھ
 بتلا نا کیا اخذ احادیث کرنے لگے اس شر القرون میں بہت شرار الناس پیدا
 ہوئے بہت موضوع حدیثین منع کیں نئے نئے استخراج کئے اس صورت
 میں طباطبائی نسخ و منسوخ قوی و ضعیف مرفوع و موقوف و غیرہ ہر قسم کے
 سب جمع ہو گئے ایک دوسرے کے رجال و راویوں کو غیر اعتبار و طعن کرنے لگے
 چنانچہ نسائی نے بعض مواضع میں ابوداؤد و ترمذی کے اخراج حدیث
 سے اجتناب کرتے ہیں بلکہ بخاری و مسلم کے رجال سے کہ اُن سے اخراج
 حدیث کا کیا ہے بترجیح کرتے ہیں اور ابن ماجہ کے بعض رجال تو مطعون
 و مشہم ساتھ جھوٹ ہو لئے و چوری احادیث کے ہیں اس طرح حدیث کی
 کتابوں میں بہت سے خلاف و اختلاف ہیں انہیں تہذیب و امتیاز صحیح و غیر
 صحیح وغیرہ کا کرنا بہت مشکل ہے پس ان کتابوں کے راویوں کا اعتبار

کچھ علم حاصل کیا پس امام شافعیؒ بھر صورت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد کے
 شاگرد ہو لیکن اسے اپنے استاد کی طرح مجتہد ہو کر امام ابو حنیفہؒ کی
 تقلید و تابعداری میں موافقت نہ کر کے بہت فروع مسائل میں امام صاحب
 مصروف سے اختلاف کیا اور امام مالکؒ سے فی امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ
 اصول و فروع مسائل میں اکثر موافق ہیں مگر کئی فروع مسائل میں فرق
 کیا پہر امام مالکؒ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخوں کے شیخ ہیں اور امام
 شافعیؒ کے شاگرد ہی سے ہی علم حاصل کر کے امام مجتہد ہو کر امام ابو حنیفہؒ
 کے ساتھ اصول و فروع مسائل میں اکثر موافقت رہی مگر کئی فروع مسائل میں
 فرق کیا پس امام شافعیؒ اتباع تبع تابعین ہوئے اور امام احمد بن حنبلؒ ابتداء
 تبع تابعین سے ہوئی بھی بخاری محدث اور مسلم محدث، امام احمد بن حنبلؒ سے علم
 حاصل اور دوسرے لوگوں سے بھی اور یہی سلم نے بخاری کی ملازمت پاکر استفادہ
 حاصل کیا اور ابو داؤد محدث بھی مصاحبوں سے امام احمدؒ کے ہیں اور ترمذی
 محدث بخاری محدث کے بیٹے محمدؒ سے اخذ حدیث کا کیا اور امام احمدؒ کے بیٹے عبد
 سے بھی ملاقات کی سیطرح اور محدثین بھی ایک دوسرے کے شاگرد و شاگرد
 غرض کہ تمام امام مجتہدین تمام محدثین وغیرہ ابو حنیفہؒ کے عیال میں داخل ہیں
 اب چاہے کوئی اس بات کو مانے یا نہ مانے اصل حقیقت و نور علم امام ابو حنیفہؒ
 چاند سار روشن ہو رہا ہے اگر کوئی اندھی کو یہ نہ سوسنے اور بنیائی نہ ہو تو
 کوئی کیا کرے گناہ زاروں لاکھوں آدمی اسے فیضیاب ہو سارے جہان میں بشارت
 لاکھوں آدمیوں کی آنکھیں اسے کھل گئیں اور اسے نسل بعد نسل آدمیکہ علم کامل حاصل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين ؑ اما بعد ناظرين رساله ہذا کی ضمیر محترم پر پرورش و ہویا ہو کہ چند روزوں سے بعض اشخاص کم کردہ راہ لے اپنے زعم باطل اور خیال خام میں سعت آباد دین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنر بران ہشیہ تحقیق و شیران معرکہ تدقیق سے خالی تصور کر کے اغواء و اضلال عوام کا لانعام شروع کیا یعنی آیات فرقان حمیدہ و اخبار سید المرسلین میں بانواع حیل و ویلات لاطائل پیدا کر کے نقیض و خلاف میں آئمہ ہدیٰ رضوان اللہ علیہم علیہم الخصوص امام الائمہ سراج الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بیڑا اوٹھایا اور ان کے اجتہاد و تحقیق کو عکس کتاب و شکر اگر حتی الوسع سواد اعظم سے بچکر من شذ شذ فی النار کا مصداق بنایا لیکن اس سے بیخبر کہ اجتہاد آئمہ ہدیٰ نور بصیر ہے اور کتاب و سنت اشعہ شمس و قمر حسب طرح شعاع شمس و قمر سے بلا نور و بصیرت کو کو مستفاد نور سے معذور ہے اس بطرح بلا و ساطۃ تقلید نہ موصوفہ منزل مقصود تک پہنچنا معلوم اسلئے کہ تقلید مذکور عین اتباع شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس سے اخلاف سرسضلالت و گمراہی ہے اور ان کے وجہ اجتہاد کے پوچھنے پر اجماع اکثرین امت ہے اور ایسی جماعت عظیم کا اجماع علی التبارخلاف قیاس اہل بصیرت ہے چونکہ فی الحال متبعان تابعان عبد الوہاب

اگر کے امام صاحب موصوف کے فتاویٰ کی کتابوں کو رد کرنا اور اعتبار کرنا
 بلکہ اُن سے اعراض و انکار کرنا امر حق سے دور پڑنا اور صراطِ مستقیم سے
 بہکنا و بہتک جانا ہے العیاذ باللہ منہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو
 اس سے بچا دے اب اس آخر زمانے میں واقف اسرارِ فروع و اصول
 عارفِ اخبارِ معقول و منقول عالمِ محقق فاضل و متقن جناب مولوی عبدالقادر مدظلہ
 رحمۃ اللہ نے اس امر پر پیش میں عوامِ مومنین کے افہام اور لاندہیوں کے
 مکر و فریب و شک کے دوری کے لئے بہت کوشش کر کے تذکرۃ اللہ باب
 اور احسن الادبۃ القویۃ یہ دونوں معقول و مقبول کتابیں جو تصنیف کیں ہیں
 بسبب اللہ تعالیٰ کے درگاہ میں انکی کوشش مشکور ہو جاوے اس سے زیادہ بیان کرینکی
 لچہ حاجت نہیں جنکی آنکھیں بنیانی کہلی نہ گئی + البتہ ان باتوں سے کھل
 جاوین گی پس اب مومنوں کو چاہیے کہ ان لاندہیوں کے اغوا و دغا باز
 و مکر و فریب و حیلہ سازی سے دور بھاگیں اور انکی چکنی چکنی باتوں سے
 بہک و بہتک و گمراہ نہ جاوین + واللہ یدہدکم فیشاء الی صلی اللہ علیہ وسلم

تمت شد

فقیر حقیر ہدایت اللہ پر پرانی عفا اللہ عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ

الحمد لله ما اعظم شأنه وما احسن هانعه سبحانه سبحانه في
وصفه عي عقول + هو الذي ارسل رسوله يهتدي الى الصراط المستقيم
ويهدى الى الدين القويم والصلوة والتحيات عليه وعلى اله الطيبين
الطاهرين واصحابه المخاضين الراشدين وائمة المجتهدين الراشدين
سنيما اولهم واولهم مرتبة وازمنة اما منا ولما مقتدانا الامام الاعظم
الزعمان + ابر الثابت الكوفي في شكر الله سبحانه في احياء كلماته واستنباط
احكامه من الكتب والسنة والاجماع والقياس اما بعد فقد التفت
الى كتاب كريم وما ادرى بك ما الكتاب هو كتاب عزيز لا ياتي به الباطل
من بين يديه ولا من خلفه اما هو كتاب يكشف السوء عن وجوه المترددين
وهو خطاب ينزع السواد عن قلوب الزائغين وفنا ظنك انه سيف
مساو على عنق الوهاية الخبيثة وسهم مسموم في اياد الخديرة النجسة
الذي اعلى بضاعتهم الطعن في ائمة الدين واقصى صناعتهم القدرح في الاولياء
المتقدمين على قلوبهم اكنة لا يفقهون حريشا ويجسدون الناس على ما
اتهمهم من الله قضاء عظيماء عظماء اسد بد ر له وابعدهم فضيلة لفت
على سبيل الكمال فوجدته صحيحا مقرونا بالحق والصواب وينتفع بالقبول
لدي اولى بالباب ابوابه مقاصدا لها اية كائنا من مراد الدار والاية
مروية عن الثقات العدول كاسناده مصححة من الروايات القبول فها هي

بخدی خصوصاً میان نذیر حسین صاحب نے تمام ہمت کو اس امر میں صرف
 کرنا شروع کیا کہ کس طرح حضرات ائمہ بدیہی سے لوگوں کو بدظن کن کے زمرہ
 ید اللہ علی الجماعۃ سے خارج کر دین بقاء علیہ عالم نبیل فاضل جلیل عدیم
 فقید المثلین بقیہ السلف حجۃ الخلف جناب مولانا عبدالقادر صاحب ام
 فیض نے محض نظر اظہار حق و خیر خواہی سلمین سالہ ما احسن الادلۃ القویہ
 لدفع الحیل الوبابیہ باوجود قلت فرست و کثرۃ شغل عنہ قلیل میں ایسا
 تالیف کیا کہ ہر موافق اور مخالف کے زبان سے وجاہ الحق و زبوق الباطل
 ان الباطل کان زبوقاً نے اختیار نہ ہووا مقلد و نکو چاہیے کہ
 اس کو عزایمان سمجھ کر دلیں جگہ دین اور ہرگز غیر مقلدوں کے طرف
 مائل نہ ہوں تاکہ صراط مستقیم و سواد عظیم سے منزل مقصود کو پوچھیں
 ایسا نہ کہ قافلہ سے بچھل کر راہ میں سرگردانی پریشان ہو کر متاع ایماں کو بیہیز

وَعَالَيْنَا اَللّٰهُ اَلْبَارِكُ الْعَمِيْنُ ۝۱۱

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حرف محمد حسین کن لکھنؤ ال ضلع کجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحيم

تزیین کلام ایزدست و توشیح نظم شنای یزدانی + ابتدای امور در بیداری
 اتری حیران و سرگردان + تا آنکه رهنمای محمدت دستش بگیرد و کار یک
 ذوبال در تیر سوانی و بیکرتی سرسید و پریشان تا آنکه قایدت امایش بمنزل مقصود
 نرساند + صلو که رفیق راه احمدست در بند و هر امر خطیر یک که نهایتش چون عدد
 لاینتی الی الامد و در و که انجامش چون انات غیر المنتی الی احدست برستید
 بشیر عیدیم الذلیل متنع العلیل المثل محمدن الهادی الی سواء البیل المبیط
 الجبریل و برال نبیل و اصحاب جلیل او فائز باد + مطفی نوا ارفتن بخیر و ماحی
 رسوم محدث و بایه رساله ما احسن الادله القویه لرفع الجبل الوهابیه که اوله
 کامله اش چون بنیان مرسوم + بر این قطعیه اش معقول و منصوص اظهار حق
 از هر نکته اش پیدا + انتصار سلام از هر لغزش هویدا + نقوض داده اش بر فرعون
 خصم ارتفاعش از طوق بشر خارج اجوبه ساطعش از شبهات واهی معاندش سیف
 علی سست برگردن خوارج + ما بران علوم شرعیه و اقنان فنون عقلیه که
 ثروت نگهان تحقیق و باریک بنیان تدقیق اند + اگر بر تو از جمال آبکار
 افکارش و شعله از حسن عرائس انظارش برایشان تابد جان و دل مریون نگاهش
 سازند و عقل و هیوش باخته مشایده اش گردانند + چرا نباشد که مطرح اشعه
 نیز اعظم مطرح انظار و جمیع آب زلال افکار بر عذب اعن جناب محی مسم حلت
 رافع اعلام سنت بادی گم گشتگان تیه ضلالت سده یا جوج طغیان و تکیه لغزین

برعات الاستقلال على المهمات النبالة وتقاربه سهولة الجمال لكل
 عقد الاضلال دلالة شقيقة المرام وبرهنية انيقة النظائر اشكاله
 بشكل الجسطة معضلة الانحلال واما نفعه كموانع الفلسفة متعسر الزوال
 ما من يدعي الاروعى وما من بيان الاودع فيه كيف لا وقد صنفه
 الفاضل العلامة وصنفه التحريف الفها مته صدر الافاضل فخر الامثال
 عالم الفروع والاصول ما هو المعقول والمنقول مولانا اللوحى الاملى
 ذو المجد الجاه * مولوى محمد عبد القادر هوكلوى *
 لازل علم ارشاده واذا ترفعا في مضمار العالم وما برح قلم اصلاحة
 وافلاحة ناسخا على صفائح المعالم فلله ديرة وعلى الله اجره ولعمري
 ان مولانا جلد قد جهد غائاة الجهد في تبيينهم وبذل قصارى جهده
 في ترغيفهم عند فساد الزمان في الاتباع والتقليد وخلا كل العناد في
 النبوة التوحيد واندر اسرار الشريعة المحنفة السمحة البيضاء
 والتباس رسوم الفقه المتفجرة المتقحة العراء وشيوع مسائل اهل البدع
 ولا بهوء وذلول رسائل الخدع والاراء فهم اضلوا وضلوا عن
 سواء السبيل والله يهدي كل غوي وضليل * فهذا تذكرة
 منه للطالبين المسترشدين وموعظة للمتقين المهتدين
 شعرفامات مرجعية واصل * وما غاب عن ذكره ضمير
 والله يهدي من يشاء الى صراط المستقيم * فقط تمام شدت حفظ
 ازبده امام الدين ساكن كمين بال ضاع كجرات پنجاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله القوی المتین والصلوة والسلام علی رسولہ الامین وعلی
 الواصلہ الاکرامین وعلی الائمة المجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین
 اَمَّا بَعْدُ فَيَقُولُ الْعَبْدُ الضَّعِيفُ لَطْفُ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ اخْرَجَهُ
 خَيْرًا مِنْ اَوْلَاہِ اِنْ طَالَعْتَ هَذَا الْكِتَابَ وَاطَّلَعْتَ عَلَي مَا تَضُمَّنُهُ
 مِنَ الْعَجَبِ الْعَجَابِ فَوَجَدْتُمْ كِتَابًا قَدْ اشْتَمَلَ مِنَ التَّحْقِيقَاتِ الرَّائِقَةِ
 عَلَي مَا يَتَوَخَّاهُ الْعُظَمَاءُ وَاحْتَوَى مِنَ التَّقْرِيرَاتِ الْفَائِقَةِ عَلَي مَا ذَهَبَ
 اِلَيْهِ جَمْعُ نَفِيرٍ مِنَ الْفَضْلِ لَا يَرِشِدُ النَّظَرُ اِلَى الْحَقِّ الصَّرِيحِ وَالْقَوْلِ
 الْمَنْصُورِ مِنْ لَيْسَ يَجْعَلُ اللَّهُ تَعَالَى اِفْخَالًا مِنْ نَوَارِ اِی كِبَرَتِي طَالِبِ
 رَاهِ سَوَابِ + رُوْمُ دَانِشِينَ كِتَابِ سِتَابِ + خَوْبِشِ بِنُكْرِ لِيلِ اَزْزَنِ
 مَخْوَاهِ + اَنْتَابِ اَمْرِ دِيلِ اَقْتَابِ + جَزِي اَللّٰهُ مَصْنُفُهُ اَحْسَنُ الْجَزَاءِ
 وَاصْلُهُ اِلَى اَمْنِيَاتِهِ حُرْمَةِ سَيِّدِ اَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَضْنَاهَا
 وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ اَكْمَلُهَا

تَقَرُّ بِهَا سُلُوْبِي لَطْفُ اللَّهِ صَاحِبِ سَاكِرِنِ كَوِيلِ عَرَفِ عَلَي كُدَّهِ دَامَ نَفْسُهُ

نقد محمد رفیع صمدی علی



قدان مولانا محمد عبدالقادر صاحب مدد اللہ ضلال نوالہم علی
رس الطالبین والمستفیدین امین یارب العلمین

حررہ کریم بخش مفتی ساکن مکی متعلقہ لکھنؤ

ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحيم

رأيت هذه الرسالة تسمى بما احسن الادلة لدفع حيل الوهابية
فوجدت ما فيها مطابقا لما في الكتب المعتمدة المتداولة وموافقا
لما عليه اهل السنة والجماعة والله اعلم

الملك
حررہ مولانا بخش خاں ساکن نوشہہ ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحيم مطلب کتاب ما احسن الادلة القوية لدفع حيل الوهابية
خوب ہی اور درست ہی لایق عمل کرینیں + حررہ فیض احمد مفتی لکھنؤ ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحيم یہ کتاب ما احسن الادلة القوية لدفع حيل الوهابية جو مولانا
محمد عبدالقادر صاحب ہو گلوی نے ہزار محنت اور ہزار جانفشانی سے تصنیف کی ہے
سوالاریب قابل عمل ہے اور کتب معتبرہ مستندہ والہ اس پر گواہ ہے جزاء اللہ عنا بحیاء

کتبہ مسکین محل الدین لکھنؤ ضلع گجرات پنجاب



(آن نور یقین است) و قرب منزل (از حضرت جناب رسالت مآب) صلوات
 علیه وسلم که قرآن بعینیدان اصحاب رضی الله عنهم است) چندان سخنها کشیدند
 که تا بر فرود پلین بسنده ماندند و نیز بعد از آن هم پائیده خواهند ماند. یعنی چندی
 از آنها در گیتی نماندند و بکار آمدند و می آیند و خواهند آمد و چندی از آن برای
 روز رستخیز و پس از روز خیره پائیده و از رزده خواهند ماند هزار بار دفاتی الکتاب
 معلوم و مشحون اند. جناب اسد الله الغالب علیه ابن ابیطالب که هم الله وجهه از برای
 افهام معانی از آن کلمات طیبات یعنی (کلام الله و کلام الرسول و کلام اصحاب رضی
 الله عنهم) در خبر نزله و نزله قواعد و ضوابط پیدا کرد و ابوالاسود دیلمی که (اوستاد صاحب
 روضه بود) حسب ارشاد فیض آید آن سلطان بارگاه شهادت بر روز دوصد
 کمالش مسئله استخراج نموده اجزای مرتب دشت یعنی (شانزده این قواعد حاجتی است
 نبود) بلکه برای همه پوایانندگان کم فهم کم رای ساهی است بیافرید تا لغزش
 نیایم و از پناه در آئیم و ملجأ الی یومنا و اگر چه پیران میروان در استخراج مکنونات
 قرآنی و حدیثیه برای ما کترینان جای نگذشته اند مگر خیر رحم دلی و شفقت
 درونی آن والیان ملک هدایت باید دید که با وجود چندان کد و کاوش که در اظهار
 فرمودند رعایتاً لا حولنا و صولاً لا قوا لنا قواعد هم بر ما استنباط فرمودند و نگذاشتند
 ما گونه لغزشه سبزه راه یابد و تغییر و تبدل در الفاظ حاصله معانی نیاید و الی
 همچنان خیم سعادت مانند گان سترقی است + ایرون بنده گانی چند پیدا شده اند
 که در آن راه نایبها دستی می اندازند و کرده های و گفتهای آن بزرگواران را
 از راه تعلی نفس و اسید تجلی خود با از راه گردانده و بشو نفسانیت شتافته و بگو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب ليهتدي بمفاهيم الغريرة اولها
الذين افصح منهم بكرمه ولطفه ما هو المصنون المبطون من الكتاب
الحمد لله الذي نزل على عبده القرآن العظيم المجيد الذي في التوح المحفوظ
ليكون للعالمين نذيرة وداعية الى الله باذنه ورساله منيرة يهتدي
من ابتهجى الهدى وابتدر + ويضل به الذي غمته النقي وتكره الله الحمد
على ما قضى وقد في اوامر وسنن لنا من الدين الحنيف وما رسنا به
ما هو اهتدي وامر به بلسان عز و جلال مبين + لكيلا يثقل على التالين
المؤمنين + وان هو الا الفضل المبين رحمة ومنته منه لا فضل في دلائم
ظاهر الجمل + ولولا ما له من اخطاء والزلل + ولا تكسنا في هو الخطل
وارسل رسوله بالهدى ودين الحق اكمل الا عدل الا هتدي ورضى الله تعالى
لنا به وخصنا به تكريم بالحسنى + تاكيد اردمان به بيان راست تروا لها
ان حق از گمراهي و چنان پدا و آشكار گفت كه يارانش را جاي آشكار كردن
نگذاشت + سلما اگر مانند اندیشه نيك و راه روشني كه بركت هدي و هم نفس
و بهمقدمي خست رحمة للعالمين صلى الله عليه وسلم در اندرون شان بود + گپته
و شپته بميان خود با ناده جاي اندیشه نگذاشتند و از كيت و ذيت و ارستند
وان هذا الابهجوه فضله واحسانه علينا والله ذو الفضل العظيم على الناس علينا و
لكن اكثر الناس لا يعلمون + همچنين پي روان شان رحمهم الله بصفاتي دل كه

انکار از ارباب سنی حضرت اعلیٰ و اقدس ابو حنیفه علیه السلام بیدید که از کجا تا کجا
 می برد یعنی از عبادیت و عبودیت می کشد. باید شنید معنی لغوی تقلید
 (قلاده در گردن کس انداختن) (کار بگردن کس سپردن) تیغ بگردن بختن
 آوردن باید شنید که چون روز نختن خلعت خلافت آنجا علی فی الارض
 خدیجه + زیب تن مبارک حضرت ابوالشیر علیه علی بنی الصلوٰۃ والسلام شد
 و تاج اصفی مزین فرقد و الایش گشت ملا، اعلیٰ نداء امر فاسح و گوش کرده
 مثل سیادت اطاعت فسجد آمدند (و این امثال را تقلید نمایند) که در گردن نشان
 قلاده اطاعت استادی خواجہ ابوالشیر انداخته شد که این استاد شما
 حقش دانید و این را قلادۀ اطاعت نام نهادند و همچنان شد و مقلد و مقلد آمدند
 مگر آن یک نفر که سرکش و نافر آمد و بطبع خام از آن امثال سر باز زد و در کن
 الی مار کن و شجر ما شجرین + علاوه بر آن کلمه دعویٰ انا خیر منه بزرگوار
 رانده بدلیل عقلی چنانکه و نه نیست که بحضور او ند خداوندان دلیل عقلی نمی طلبد
 و مورد و لعن بدلآباد آمد. و این قلادۀ شقاوت خوانند که از آن برآید
 کثری کشیده شد. فتمه اولی بسبب آن اطاعت و انقیاد و محفوظ الحال و معصوم
 المقال آمدند. فتمه ثانیه یعنی آن یک نفر همچنان کان شیخ من صره الیه
 الی السماء لکنی نظره انه یناقض طوق الطود من الموارفال مره الی ما الی نقض
 علیه البال و بطراز پر کمال ان علیک لعنتی الخ و در خواقبال آمد. قال الحمد لله
 الحسب یوحیت اگر منافع ضلله العاصره بتعلیه و جعلنا بالاطاعة
 حکما تمکنه علیهم السلام و ادخلکم فی متابعتہ الشخص الرجیم اللیم

گمراهی سرنگون گشته بدایات نیک شان ابر کمران مانده و هم شان را رحمم الله
 و هم گفتار کردار شان را بیدی و پلیدی آمیخته ننمایند و سهیلان جیلای بعد جیل و دهر
 بعد دهر ع یکی میرود دیگر آید بجا و سیاهی زمان تا نذا بسبب بعد زمان این
 گروه شقاوت پزوه دامن بخت بگر خذالت چیست بسته بآموزگاری ^{علیه} لعن
 و فرزندانش خذالم الله فی الدارین و گمراه کردن اولاد ایما نذاران جافقانی
 از حد گذرانیدند و دروغهای بسته بیفروغ آریسته بآموزگاری رئیس خود
 علیه لعن و فرزندانش خذالم الله فی الدارین حواله نوک قلم داده و در افزایش
 و سادسین خاطر مسلمانی چند و چند درآمده در پی تفصیل و تبیین شان افتاده
 و با قایل و امید و بامیه رخنه در سعادت آن بزرگواران گذشته شکر الله
 سعیم انداخته را سابر اس از تقلید پیرویشان انکار آوردند حالانکه آیات
 قد الف کل کتب + فی الفقه الفناهر + بقی الی یوم الحراء + من فضل و بقاء
 و یل من قد جنبا + عنهم و نزاع خاطر با آنکه انتقدشان + حیران و هلا
 بی حرم مغبون عقل ناکل + مغبون شیطان بس + بنعم بانه عالم +
 نصاحدیت مکثر + لم یکنز فی شیء + عن اخذ رب جابر + یزل
 علیه و ابل + لا الفهر الاله الفاهر + نیکس فی بحر الغوایه و التکایه ماکر +
 لا علم له فمکن + نواخذة بالابتر + ارض سواد اعظم اعلى
 و اولی منش + و اختار حزبا ناشد + بطلال قدر قدرت + و اخشی شیئا
 المذلة للخلافت کافر + اهو جهم القبايح + و الفضائح من حر +
 و الکلام وان یطول و لکنی بمحوه اجول و اقول + این قوم را

احق بالملك منه) وانا ايود قولى هذا بقول صاحب القصيدة
 الامالى **و** ايمان المقلد ذوالاعتبار لفقهاء لا تح فيمن الهلال
 فتدبر ان كنت ذوق تدبر + ازاخا كهركه ومه را در هر حالت و هر وقت دولت
 علم و دينه نقلية سان بنسبت لهذا اين قوم نوبت نبوت و اربوار در صدد
 تلبس و آمده اند على الخصوص درين ايام كه معال علم عربيه نقلية و باند رس
 آورده است و كه و جهالت بهواى بطالت بفلک پترانى گزيده اين فتنه خناس
 زياده تر خيال اضلال بد باغ پيچيده ناخواندگان علوم نقلية الزجاء برده علم
 نامورى بهام فلک برده اند مگر با وجود اين همه حالت بسيج و توار و حداث شنيعة
 باز شيران ييشه فضاحت و كمال و ادشجاعت كلمى سيد ميند و بسير پيچيد تقريرات فيضيه
 اتيقه و تبليان رشيقه جلوه داده قبيح شانرا از بهم مى دهند + درين زمان كه بكنشاكش
 آب و دانه بنده مسكين از وطن با لوف برآمده با گره رسيد + فلما حضرت حضرت من
 سدد مجمع الكا كابر الاصاغر محط كل وارد و صادر مولنا و مولى افضل المولود
 امام الدين احمد حفظه الله عن صدره بكل ليدت وله و فزرت بمطالعة ما احسن
 الادلة المدفوع الحيل الوهابية + حرث في شحاذت طبع مصنفه حيث
 ابن زحومة الكمال لا يراهمات الغزال للفرقة القاسية قلوبهم الا ذلال
 حى حوزة دير الحق الاسلام على طراز الفصائل + وان شير معالي البيان الحق
 و الحق انه اتى في تصفه بالسحر الحلال من بين اقرباء و عصر راسه
 قد فاض و فز النجاح عرا الحلال عقيدة الشريعة الشريفة القبيحة
 الشريعة المليحة طرق السداد و الصواب النكيلة عن سوك الصراط المستقيم

والله اعلم بالصواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي هو مجاور ولا يجار عليه ان كنتم تخبرون - رب اعوذ
 بك من هزات الشياطين واعوذ بك رب ان يحضرون - والصلاة
 والسلام على رسوله الذي فرض علينا له الاطاعة - الذي قال من
 اراد عبودية الجنة فيلزم الجماعة - وآله واصحابه وعلماء دينه
 منهم من يحفظون الحكمة باللسان ومنهم من به وبالفقه يتتبع
 فصدق قوله عليه السلام فرب حامل فقه الى من افقه ورب
 حامل فقه ليس بفقيه - اما بعد فاعلموا ايها الامجاد - ان الفساق
 قد شاع في البلاد وزاد - على الخصوص بارض الهند - من بنقالات
 الى تحزأ السند - هذه الدار مملوءة باضاف الناس مختلفه الالوان
 والاراء والاديان - فهي معدن الخير والشر - لكن مثقال ذرة
 من الشر - يدنس الف خير ولا يقتر - كل يوم نشاء فيه دين جديد
 وواضعه فاسق اورشيد خصوصاً من عهد سلطنة آل تيمور
 الى هذا الزمان نشاء في الهند والاسلام مذاهب واديان في الهند

يا ويل لمن يرفع صدور العلمين + يدنس لافتراء والوبيل يا ويح لمن يفسد
 بوغاء الأضرار والأفراز على فرق الأفاضل النبيلة مع انهم قدامه
 عوالى شرفات السعادة الانزلية + وانهم سوار ايا دى الهنقة العلية
 من ابدانهم سراح ذوايب النعمة البهيثة من ابدانهم وصغقراتهم
 عن ادناس الابوية النزلية + ونقى زجاج شكيته عن عبد الله محب
 الدنيا الرذيلة + اللهم اهدنا صراطك المستقيم ولا تخرج قلوبنا
 بعد اذهبيتنا الرسولك طريق التيمم الرجيم + انك انت الرؤف
 الرحيم + فله در المصنف حيث سعى بذن المجردة وما آل من
 من نفسه في اعدان ما هو مقصود + اللهم ارحمه واسبل عليه
 سجال رحمتك يا ودود + يا ودود + يا ودود + بجاه نبيك الودود
 وآل الودود + واصحابك الودود + وهما انا العبد المفتقر الى الله العظم
 خليفة ولي احمد شاه نزيل آية البلاد الهزاروي المولد القرشي
 احسب النسب بلا ريب لالده + **تمت**

بالحمد لله الذي هدانا لهذا
 الذي كنا لنهتدي لاهله

الوهابية - لله دره كيف حاورهم واصلهم بحيث طار عقولهم -
 كيف اثبت التقليد بانواعه - والاجماع باسجاعه - وزندقة
 الوهابيين وضلالهم - وكراهة امامتهم ووبالهم - بنج كيف
 غلب عليهم بحجة الساطعة - كيف فاق عليهم ببرا هينه القاطعة
 في اثبات القتل والاجتهاد المطلق لا مكانه - وللسائل المختلفة عند
 المجتهدين الكبار بد قائق قول ابى حنيفة رح ورجائه - وانه
 فاز الكمال باستخراج اصول الحوض الكبير - فهو لثاء العلماء لجدير -
 الم يد هش الباب المعاندين بانوار البيان - في انحصار المذاهب
 بالاربعة استقراء في هذه الازمان - لله دره ثم لله دره لا ثبات
 كون ابى حنيفة من التابعين - بل تابعية صاحبيه رحمة الله عليهم
 اجمعين - وانظروا الى اثبات حقيقة المذاهب الاربعة مع اختلافها
 لقد استخوذ على سمان حججهم وعجايبها - ويل للكاشرين كيف ينكرون
 فضيلة ابى حنيفة مع قرب زمانه بزمان الصحابة لعمرى انما
 هذا من الخلابه لا تعلمون ان فضائل الامام لا تحصى - و
 مناقبه لا تستقصى - ليس هذا الحسد - يسرى في الروح
 منكم والحسد - لا تعلمون ان الحسد جسيك - من تعلق به هلك
 كفلكم جهالتهم عن العربية والكتاب والسنة والاجماع - يحكم
 جواز اجتماع الزوجات فوق الاربعة من فالكوا ما طاب لكم من
 النساء مثني ثلث ورباع - فرة قولهم هذا ايا البراهين والبراهين -

الست من احمى والذاتك شامى واليرهما - والاسلام للمهدى ودية
 شاه الكبر وغيرهما - فلم يلبث الا انقشع ظلامهم من جوار الهند ونشقت
 شقوقا - فصددت ان الباطل كان زهوقا - فصاروا مذمومين مذ
 وارباب الحق لايزالون منصورين - فكلت لك سيد رس اثار الوهاني
 اصحاب الطواغر منكى تقليد الائمة الاكابر فيختون ائمة هؤلاء الكرا
 ولا يزالون - كفى لهم سب المومنين كفر لكنهم لا يعقلون - هم الذين
 باعوا الدين بثمان نجس - ووكسوا في تجارتهم غافلين عن الوكس -
 لا عوجاج دركم عن الشريعة يثيرون الفتن - لقصور باعهم عن ا
 السمن يميلون الى الشر والضغن - مكرهم في التجنب عن منطلق العلماء
 شئ عجب حابهم انك اذا لم تغلب فاخلب - فلما ضاق الهند من شهم
 وخلا لهم - اخذ العلماء يهتفون في ردوهم وتكالم هم غرر الامايد
 والاكابر - كانهم قال فيم الشاعر **الشاعر**
 ارأيتهم ووجوههم وسيوفهم في الحادثات اذا دجون نجوم
 منها معالم للهدى ومصباح تجلوا الذي كواكبيات رجوم
 منهم العذمة الحيرد والمجد والمفاخر الحاج محمد عبد القادر
 صنف انفا تنكر المذاهب - فجاء بحمد الله الواهب - نكية للفتن
 وهو عليهم غالب - ثم لما طار اليه سهام سالات جد يدع من كل
 جانب من هؤلاء الطوائف ذوى المعائب صنف هذا الكتاب
 بالمسائل الرعابيه - المستقى بما احسن الادلة القوية لدفع الخيل

الحمد لله الذي

الله

من الجحيم

الحمد لله الذي أحسن البنايا أحسن الأدلة القويّة البهيّة لدفع الجحيل
وترهيق أغلوطات الفتن الواهية الوهابية التجديّة فصارت
شبهاتهم وخدعاتهم وابطالهم منكوسة ومردودة والذى أنعم
علينا بأنقن البراهين السنية السنية له ردّ خدع وتمزيق تشطيقات
الشرزمة الدغية الالهية اللدّية فظلت خدشاتهم ومبتغياتهم
واعاطيلهم مطموسة ومطرودة والصلاة والسلام الأتمان الأكملان
على سيّد الأوّل والأخر والأوّل المبعوث بالحج والدلائل محمّد الموصوف بأعظم
الخلق وأكرم الشّمائل المنعوت باتباع العيون من الأنامل وتبكيان المسائل
مع الدلائل المتخول بالصّبايق والأرامل الذى هو من اشرف
الشّعب وافضل القبايل وعلى اله الأجداد الأظهر وأصحاب الانجاد الأخيار
الى ما سار السّيّار ودار الدّوار وبعد فقد ربيت الرسالة المسماة
بما أحسن الأدلة القويّة لدفع الجحيل الوهابية فطمع في لمن سرح
النظر في رياض معانيها ونزهة العيون في حياض مباحثها واجتفى
ازهار المنى من افنانها وقطف اثمار النعم من اغصانها فانما تغنى
الناظرين عن وساوس الفرقة الزائغة ويعين الطالبين على فهم الهوى حين
ومكاند الطائفة الطاغية لقد رصفها شمس سماء المعالي وقبس الايام

حيث حرب الخصم يلجأ الكلام ويهجم - حسبكم ما قلته فيه
 فالتقوا وانظروا الى كتابيه فتخطوا - لان البيان - ليس كالعيا -
 ولان عدد جميع مسائل هذا الكتاب + يطيل الكلام ويطول به
 الخطاب - فبالجملة انه مشحون بالعجائب والغرائب - ولتثقيب
 صدور المخالفين ربح ثاقب - غير انه اغلظ الكلام في مواضع
 عديدة - لعله عمل على ان يفتح الحديد بالحديد لا وجه
 لخشونة كلامه في بعض المقام سواء - لاني لا علم له و
 وقارة وتقاة - لنغتم وجوده لاشتغاله لقع معاندي
 الدين - فابقاه الله لقطع دابر القوم الى يوم الدين - ولنشكر
 سعيه في الدين وندعوا له الخير - فنغتم الكلام بمنزلة
 الشعرين بلا منير - **شعر** الثمر انامله فلن انامله +
 لكنهم مفاخ الاغلاق + واشكر ضائعهم فلن صنائعاً +
 لكنهم قلائك الاغناق + العبد الضعيف خدا نواز الحسيني
 البردواني عفي الله عنه وافاز - مدرس اول پشته كالج

واللیالی قذرة العلماء ومقدمة الحکماء الخیر المصطفی العلام الفخیر
 الفہام البصر الفہام الجواهر الفرد الباہر المولوی عبد القادر
 انجاء اللہ من اسقام البواطن والام الظواهر ومن شر العوالم والمظاہر
 غرق هذا المقرظ وقرظہ العبد الا والا محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
 اجناء من الجنح فی المساء والصباح المدارس الاقل للمدرسة
 الائمة الائمة الواقعة فی بلدة اکبر اباد صائما اللہ عن الشر والفساد
 سراج الاسلام امام سید جامع الکر



ماوت نامہ علمائے کبار و فضلائے نامدار متعلقین عدالت
 عالیہ بمئی کوٹ کلکتہ
 اشہاد

ماضی یہ کتاب از اجابہ جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب مدرس کالج
 محنیہ بدگل کی نگراں کتاب کی تردید میں گویا نسخہ اکیر ہے یہ علامہ و فضل بلکہ
 انصاف و امام کے لئے گویا دستور العمل و پذیر ہے یہ ہر یک سوال منکر ہے ادب
 کے لئے بواب یا دیاب از کا نہایت خوبی و استحکام کے ساتھ منطبق چپان
 سچ تو یہ ہے کہ نجوم و دلائل انکے خراج تلقی طبائع پر لعان و ضرور ان

از بابت رهنمائے بندگان
 نام میدان خوات و ارشد
 سرورشان افضل شان فرطیط
 نامیان ره بردار آن سنی
 علم او برداشت اصر و زرد
 رحمت عالم ز زیر و تا ز بر
 مالک ملک رسالت آن ملک
 چار سوزیر و ز بر فرمان او
 نام پاکش رحمت للعالمین
 کیصد و چار از صف آمد فرود
 چار ز ایشان شد کتاب مندر
 از جهت هم چار شد منظور تر
 از صحابه هم چار آمد سدید
 زین چار آن که بشمره شدند
 همچو قرآن جبریل و بو بکر
 بیت اقدس نیز رمضانرا نگر
 از او امر فرض آمد بس بهین
 تا کی بشمر توان این چار را
 از خبر و مستدان دین پروریک

نام و نام خانوادگی

پے پے ارسال کرده مرسلان
 سوئے میلین هدایت برنگ
 با تم قازک رسید آن شہ خلیط
 داو مارا از شحالک روشنی
 حکم او برداشت دین کفر را
 ملک او شد همه جن و بشر
 ملک او ملک و ملک چار اختیار
 هست بر جاست منم قربان او
 ذرۃ الیوانش چرخ چنبرین
 پر ز احکام خداوند و دود
 بن نباشی در کلام دود
 از ملک هم چار شد بس معتبر
 تابع شین هم چار آمد پدید
 یک کی ز ایشان بر برد شدند
 رحمت للعالمین هم شہ قدر
 ثابت لغمان خدی تابع شمر
 از لواج حرمت آمد بس کین
 اندک بهتر بے اذکار را
 بر سر آمد حذات پیشک

نام و نام خانوادگی

خاتمة الطبع أرجانب مطبع

حمد بچید مرخت ای پیک را
 طایم افلاک را برپائے کرد
 رافع افلاک و واثقی زمین
 یاور و اوار رحمن و رحیم
 عقل را و گنہ او پاکے کیوں
 کبرت آمد غور و رزات الہ
 فے جہاں بیان کرد را بدورا
 خالق بی چون و چینیہ و چگون
 عقل را بید و عکس اور و رو
 مانگ آرد پائند و رشتہ دے
 رہبر و کورفت اندر کوٹے دے
 یسا سلطان جان فخر و سل
 سیکوین خستہ المرسلین
 ماعزنا گفت و ایضا ماعبد
 پس و اگر اعلیٰ قہر و کوا درین
 من کبریا چو سایہ آرم نہ دے

آگہ امیسان واد مشت خاک را
 زیر شان بسط زمین را جالے کرد
 بر سر آب از کر مھائے بہین
 بر مراد خویش قیوم و حکیم
 پالے اندیشہ و رو گشتہ زیون
 احمد رشم الحذر را ستبہ
 نے حد انسان کہ بر تابد و را
 ہر یکے را سوئے خود شد رہمون
 گوش قابو گوش یا را گوش ہو
 و منہ منہ فتح آدا سے حرے
 حکم حکم گشت اندر کوئے وے
 بد و دین رہنمائے جز و کل
 باعث ایجاد علم و عالمین
 تا مخرج گشت از واحد صد
 شگاہ بیان پروانہ گاہ ہین
 نیست علی نسبت توفیق ہوسے

۱۰۱

بر صراط مستقیم آورده ایم
 کاش در دستم یک تیغ مسک
 ده شلایم در ضلالت گمراهی
 هر که در پاگان چشم عیب دید
 چونکه در حق عیب دید آنگه چه ماند
 هیچ دنیا و دین حضرت رسول
 تابع یارانش حضرت بو حنیف
 آن سه دیگر در ولایت در علم
 اگر چه اولاد رسول الله بود
 و بر شد عیت بو حنیف را بدید
 که چشمها حقیق بے دید
 نقص پنهان در جهان نامد پدید

سلاطین از پیش از زمانه

پنهان

راه حق بر آکشاواند رزمان
 باز میدیدی که چون میشد هضم
 در بطالت دید خود را نفسی
 بیشک اندر حق چشم عیب دید
 لعنت الله بر وی و بر آنچه ماند
 چار یارش از خداوندش قبول
 در طهارت در لطافت بس شریف
 تابع راه حنیف از کرم
 جعفر صادق قبول شد بود
 نیک و بد در دین از او آمد پدید
 خود نه بنید آنگه بے دید
 لعنت الله گم شد از راه سدید

عالم

تمام شد

من ندانم ناقص دین و خرد
 رشخند عقولان میگردد او
 چشم بینا قلب و انا نیستش
 همچو مورے نظر شسته خواهد او
 بس بودشان مع یزدان در کتاب
 چون خداوند جهان بان چشم و
 چون تواند دید راه مستقیم
 نشده الشیطان و از راه برد
 تحت شین چارین طارم چگون
 اے بسا کو عقل دارد تیز و تار
 در طبیعت کمتر آمد هم فضول
 شپک نتوان که بیند روز را
 جمل را بینی که سرگین جوید او
 چون خدا خواهد که پرده کس درد
 جز که بدگوید ندارد کار هیچ
 گر بهفت آب بشوئی کلب را
 در جبلت گشت و اثر دن از خدا
 اے درینا از کژی و بی استغث
 و او را دارا را بستا نما

چشم بینا

چشم بینا

چشم بینا که در روزگار بیند

چون کند در امر ایزد و دود
 چون حجاب پاکبازان در واد
 فهم کامل پائے پویانیتش
 مرد گول آخر چه دستے خواهد او
 عقل گرداری بین دستے کتاب
 کوگر دانید از راه ستوے
 اخذ رشم الحمد راے دل سلیم
 در گوزلت فرود افتاده و مرد
 چون پس انگشت پوشد آن خرد
 فضل حق را که بر بیند آن نزار
 زان سبب تا نیم شود مرد جبول
 شب بر و زار و نه بیند روز را
 در خرد و دود و گوہ می پوید او
 میلش اندر طعنه پاکان برد
 جز که بدگوید ندارد بار هیچ
 که توانی پاک کردن کلب را
 که شود بر راه حق آن بے نوا
 پس کژی ماند کژی باز است بخش
 کوست بر هر شے قیوم و قایما

مرد و کلب با حسن الوداد

چشم بینا

چشم بینا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۹	۶	۳۳۵	۳۳۵	۱۸۰	۲	لائے - لائی	صحیح
۱۴۰	۱۳	علقہ	علقہ	۳	۳	العر	العلی
۱۴۱	۱۰	رنجاع	رنجاع	۹	۹	دلیل	(۲) دلیل
۱۴۱	۱۳	بشر	بشر	۱۸۱	۹	لفقوی	لفقوی
۱۴۲	۱۲	شکت	شکت	۱۸۷	۳	شرح سعاد	شرح سفر سعاد
۱۴۳	۱۹	رونگی پیدیا	انکی روایت	۴	۴	شرح عین العلم	شرح عین العلم
۱۴۴	۱۰	ایک	ایکسو	۱۸۹	۱۱	اچی	ایکی
۱۴۷	۱	کورہ	کوفتہ				
۱۵۲	۹	کے	کے				
۱۵۵	۴	حقیقت	حقیقت	۱۹۳	۶	حقیقہ	حقیقت
۱۵۷	۷	عجربہ	بنت عجبہ	۱۰	۱۰	تہ	بعد
۱۶۰	۱۹	احد	احدا	۱۹	۱۹	لگتے	کہتے
۱۶۱	۶	ناہنہ	ناہنوں نے	۱۹۶	۳	قرات	قرات
۱۶۷	۸	گردن	گردی	۱۹۷	۱۳	ہند	پڑا
۱۶۹	۱۸	انجہ - تخبہ	انجہ - تخبہ	۱۹۸	۱۰	قال الی	قال انی
۱۶۹	۱۳	جب	حسب	۱۹۹	۱۹	ہکذا اقرن	ہکذا اقرن
۱۷۰	۹	سماں	شماں	۲۰۱	۱۳	خدا	خدا
۱۷۱	۱۷	صدی	+	۲۰۲	۳	نارۃ	نارۃ
۱۷۳	۲۰	بھی	بھی	۵	۵	عدۃ علیہ	عدۃ علیہا
۱۷۵	۳	کتابوں	کتابوں کے	۷	۷	صاحب	الصاحب
۱۷۶	۶	خفیفہ	حقیقیہ	۱۵	۱۵	بمقابلہ	بمقابلہ
۱۷۶	۲	منتب	منتب	۲۰۳	۲	نلا نقل	نلا نقل
۱۷۹	۲	بینہا	بینہا	۵	۵	الی تبعا یعبر	الی تبعا یعبر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۲	۱۳	بات	بات	۱۱۰	۶	چنان	چسان
۱۰۳	۲	بات	بات	۹	۹	ظن کے	ظعن
۵	۵	سنہ	سنہ	۱۱	۱۱	ہوئی	نہ ہوئی
۴	۴	ستھمد	ستھمد	۱۱	۱۱	جب - کلکتہ	جب یہ - کلکتہ
۸	۸	ٹھرو	ٹھرو	۱۱۲	۴	+	تو
۱۰۲	۵	نر جوہ	نر جوہ	۱۱۴	۹	کیونکر	کیونکہ
۷	۷	احذر	احذر	۱۱۹	۸	جوہر	جوہری
۱۰۵	۱	آدمی کے	آدمی	۱۱۹	۱۹	جب	حسب
۶	۶	غیر	غیر	۱۲۱	۱۰	صافقا	طریقا
۸	۸	انتہیا - حار	انتہیا - حار	۱۲۱	۱۲	بین	مین
۱۰	۱۰	اکرمہ	اکرمہ	۱۲۱	۱۳	اسلامی	عسقلانی
۱۱	۱۱	قال رسول	قال رسول	۱۲۱	۱۵	المدل	المدنی
۱۰۶	۱	ما اخذت	ما اخذت	۱۲۲	۱	اسطرح	اسطرح کی
۴	۴	درند کے	درند کے	۱۲۲	۱۶	انتہی	انتہی
۵	۵	غذیر کے جوڑ کا	غذیری کا	۱۲۲	۱۶	جواب	سوال
۱۸	۱۸	صلی	صلی	۱۲۸	۱۹	بغضیت	بغضیت
۱۰۷	۸	تشتقی	تشتقی	۱۳۰	۱۰	حق	حق
۱۰۸	۴	رفند - صحیح	رفند - صحیح	۱۳۱	۵	بھی	یہ بھی
۱۰	۱۰	غذیر	غذیر	۱۳۶	۱۰	رہے	کے
۱۹	۱۹	کے - لے	کی لئی	۱۳۶	۱۸	جنگ	سولے جنگ
۱۰۹	۹	(رسول	لرسول	۱۳۷	۴	ہے	بانی
۱۷	۱۷	مہوی	ٹھورا	۱۳۸	۴	منقول	مقتول

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
قیل	نیل	۱۱	۱۱	وہ راہ راست	وہ راست	۲۰	۳
ضمیمہ نفع	نیل	۱۸	۱۸	احضرا	احضرا	۲۱	۸
نذکور	نذکور	۱۹	۱۹	بہتان کا	بہتان ما	۲۲	۴
نذکور	نذکور	۵	۲۹۳	اگر	اگرچہ	۲۳	۱۵
اہل تشیعہ	تشیعہ	۱	۲۹۴	کئی	نکئی	۲۴	۱۱
جمال	اجمال	۲	۲	کیون نکیا	یون نکیا	۲۵	۳۰
غفرلہ الغفار		۱۳	۱۳	حقیقت	حقیقت	۲۶	۱۵
سترلہ الستار				کرنیکی	کیسا	۲۷	۲
منصوصہ اشرہ		۱۵	۱۵	ہمہ	این	۲۸	۱۱
تفاوت	نقادت	۶	۳۳۱	ولعنا	ولعنا	۲۹	۱
و غیرہ	و غیرہ	۵	۳۳۱	ولما فی	وفی	۳۰	۶
ازلام	اذلام	۱۶	۳۳۵	اسمخالف	مخالف	۳۱	۱۳
یضی	یظی	۱۷	۳۱۹	نکفر	تکفر	۳۲	۱۷
ابی عبد القاہر	ابی عبد القادر	۹	۳۰۶	الطایفتین	الطایفتان	۳۳	۱۲
۱۱	۱۱	۱۱	۳۰۸	فردوا	فرد	۳۴	۱۶
۱۱	۱۱	۳	۳۰۹	امشرون	مشرون	۳۵	۱
۱۱	۱۱	۱	۳۲۱	فردوا	فردا	۳۶	۲
مانا	مانا	۱۰	۳۳۵	زان	زان	۳۷	۱۰

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	=	مخلوقون	مخلوق	=	۱۷	فانام بکر	صحیح +
۲۰۴	۷	فالحقیقہ	فالحقیقۃ	=	=	ربین	رکتین
۲۰۴	۸	من الامام	من الامام بالتعبیر	۲۲۲	۱	فالذی	فوالذی
=	۱۵	التذکرۃ	التذکرۃ کتبت	=	۲	الشیان	الشیخان
۲۰۵	۷	المعروفۃ	للمعرفۃ	=	۸	تھض	تھض
=	۱۵	حصم	خضم	=	۱۰	کانون	دونون
=	۱۶	تجدد	تجدد	۲۲۳	۷	اثانا	اثانا
=	۱۳	لا تفرق	لا نفرق	=	۹	مین	+
=	۱۵	مین	من	=	۱۸	بنید	نمید
۲۰۸	۱۶	حقیقت	حقیقت	۲۲۴	۶	المقی	المی
۲۰۹	۱۰	کرے	کر	=	۱۰	ولکبتہ	ولکنتہ
۲۱۰	۱۳	یا با	یا ابا	۲۲۷	۵	فلادرس	خللہ درس
=	۱۷	لکان	لکان	=	۱۱	ایفا	انفا
۲۱۱	۱	اصول	رسول	۲۳۰	۵	نضی	قنضی
=	۱۰	ام	بام	۲۳۱	۵	وتختہ	وتختہ
۲۱۲	۵	مشاۃ	مشاۃ	=	۱۸	ولہا	ولہا
۲۱۳	۲	اباۃ	ایاۃ	۲۳۲	۱۹	بی	بی
۲۱۵	۱۵	لستقبل	استقبل	۲۳۵	۶	کو	تو
۲۱۷	۱۷	وتسمیۃ	تسمیۃ	۲۳۶	۱۳	العقد	انعقد
=	=	فلقاء	تلقا	۲۳۷	۱۱	شان	شان نزول
۲۱۸	۱۹	المخاری	المخاری	۲۳۹	۱۳	بمیل	بمیل
۲۲۰	=	بقیہ	بقیہ	=	۱۸	مقضی	مقضی
=	=	بقصر	بقصر	۲۴۰	۳	مین	مین

التماس مہتمم مطبع

چونکہ اس کتاب میں کارپردازان مطبع کی جانب سے غفلت و قورعہ پر
آئی لہذا جا بجا مضامین میں تقدیم و تاخیر ہونے کے سبب ہند سے برا
ہو گئے ہیں ناظرین ہند سے کہ رابطہ پر خیال فرماویں۔ رابطہ عبارت کا ملاحظہ
کر لیں کیونکہ مہتمم نے خود اسکو ترتیب دیا ہے دفتر کی کا بھر و سامان میں کیا

التماس۔ عاصی امام الدین احمد مہتمم میڈیکل پریس